مجھکو اجازت دیجئے کہ میں آپ کے مذہب کے خوشنما اور بیش بہا

جواہرات پیش کرون، مصنف کی التجا

اتحاد المخالفین

اردو ترجمہ

کانفلوانیس آف اپوزٹس،

مصنفہ و مترجمہ

بابو جیپت رائے صاحب بیرسٹرایٹ لا ہردوئی

باہتمام محمد مصطفےٰ علیخان پروپرائٹر مرقع عالم پریس ہردوئی میں

باراول ماہ جنوری سنہ ۱۹۲۲ء مین چھپ کر شایع ہوئی

مرقع عالم پریس ہردوئی

طبع اول ۹۰۰ - قیمت فی جلد عہ

حشمت علی عکوس نویس لکھنوی

شرح حوالجات

ای-آر-ای = دی انسائیکلوپیڈیا اوف ریلیجن اینڈ ایتھکس

پی-ایچ-پی = دی پریسنیٹا ہسٹری اوف بہارتھ ورشن

ایس-بی-ای = دی سیکریڈ بکس اوف دی ایسٹ۔

ایس-بی-ایچ = دی سیکریڈ بکس اوف دی ہندوز۔

ایس-بی-جے = دی سیکریڈ بکس اوف دی جینز۔

ایس-ایس-پی = دی سکس سسٹمز اوف انڈین فلوسوفی مصنفہ میکس مولر صاحب

پکٹو کرت کا اصطلاحی مفہوم یہ ہے کہ وہ اعلےٰ ترین انسانی بچار کو شاعرانہ بندش کے پیرایہ مین ظاہر کرتی ہے اور اُسکی خاص صفت یہ ہے کہ اُس مین پورے درشنون (فلسفہ کے دفترون) کو ایک ہی تصویر یا تصادیر کے چوکھٹے مین بھر دیا جا سکتا ہے۔ اس کتاب کا کچہ مضمون میری سابق تصنیف **دی کی اوف نولج** مین دیا گیا تہا اور ایک مختصر حصہ اس کا میرے پریکٹیکل پاتہہ کے ضمیمہ مین دیا جا چکا ہے جو ۱۹۱۷ء مین شایع ہوئی تہی۔ موجودہ تصنیف جو لیکچرون کی صورت مین ہے اِس تمام تفتیش کے نتیجہ کو ایک مجموعی اختصار کے طور پر دکہاتی ہے اور اس خیال سے شایع کی جاتی ہے کہ اس سے کم از کم علمی تفتیش کو ترقی ہوگی۔ یہ بات میرے لئے کچہ معمولی تسکین کا باعث نہین ہے کہ مین اس کو ایسی قیمت پر پبلش کر سکتا ہون جو ہر شخص کے امکان مین ہے۔ صرف اسقدر اور کہنا رہا ہے کہ اس کتاب کے لیکچر سب ایک دوسرے سے ایک خاص ترتیب کے ساتہہ متعلق ہین اور اُنکو اُس ہی سلسلے مین پڑہنا چاہیئے جس مین وہ دئے گئے ہین۔

چمپت رائے جین

ہردوئی
۲۱ مارچ ۱۹۲۱ء

فہرست مضامین

قربانی۔ اسلام و قربانی۔ ہندوؤں کی قربانیاں۔ جگ۔ گائے کی قربانی کا
مفہوم نفس۔ خدا کے بیٹے کا مسئلہ۔ اندر۔ انجیل کی مبترک تثلیث
قربانی کے استخراجی معنی۔ حج (جاترا) جُنید دربارہ حج۔ تصور (دہیان)
تصور کے امدادی اسباب۔ یسعیاہ نبی دربارہ پاکیزگی کھانا و پانی۔ خیال
تصور۔ حیات میں پیش کرنا۔ جوگ۔ جوگ کے مختلف اقسام
راج جوگ۔ بھگتی جوگ۔ ہٹ جوگ۔ گیان جوگ۔ یسوع کا
جیون تیرتھنکر کے جیون پر بنا ہے۔ اہنسا۔ ......

نواں لکچر۔ خلاصہ و نتایج۔ ظاہری مخالفین کا مبارک اتفاق۔
افسانہ گری باعث اختلافات۔ حقیقت۔ واقعی اصل
جڑ۔ مذاہب کی ترتیب و قسم بندی۔ جین مت اکیلا
مذہبی سائنس۔ لہذا جین پلیٹ فارم اکیلا مقام
اتفاق کرسکتا۔ اینکانت (انیک پہلو) واد و ایکانت
واد (ایک ہی پہلو) کا مقابلہ۔ نتایج کی کلی صحت۔ دنیا
کا مستقبل۔ افسانہ گری کی ابتداء و ترقی۔ اصلی و لفظی
تعبیر کی مخالفت۔ جدید ترین مذاہب کی حالت
کلید معرفت (دی کی آف نولیج)۔ انسان و حقیقت
کا مذہب۔ مطالعہ کی ہدایت۔ اہنسا پرمودہرما۔ زندگی
کے مقاصد۔ گرہست اور سادھو کے مقاصد۔ نیکی
و بدی دونوں آدا گون کی علت ہے۔ ایم۔ پرائس
دربارہ راز مکاشفہ۔ چوبیس بزرگوں کی نسبت
غلطی۔ اصلی تشریح۔ ... ...

—— ※ ——

اُوم

اتحاد المخالفین
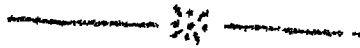
یعنی

علم مقابلہ و موازنہ مذاہب

پہلا لکچر

علم مقابلہ و موازنہ مذاہب (Comparative religion) ایک سائنس ہے - وہ انسانی دانش کا وہ حصّہ ہے جو مختلف مذاہب کے خیالات کو سمجھنے اور ایک دوسرے سے متفق کرنے کی غرض پر مبنی ہے - اور اُس کا کام پُرانی تعلیم کو اکٹھا کرنے - ترتیب دینے اور تعبیر کرنے سے وابستہ ہے تاکہ اُس کے ذریعہ سے حقیقت کا پتہ چلے - اُس کی مصلحت پُرانی تعلیم کو برقرار رکھنا ہے - کم از کم وہان تک تو ضرور ہی کہ جہانتک وہ ہر مذہب کی سچائی کے اثنا کو دریافت کرنے مین مصروف ہوتا ہے - گو کہ نا فہمی اور بد اعتقادی کے جالون کو ہٹانے کے لئے تھوڑی بہت توڑ پھوڑ شروع مین کئے بغیر بھی کام نہین چلتا ہے -

یہ مضمون بہت وسیع اور نیا ہے - فی الواقع اب تک کسی نے اسکی طرف علمی طور سے توجہ نہین کی ہے - اسپر چودھوین صدی کی ایک کتاب موسومہ بہ سرودرشن سنگرہ ملتی ہے لیکن نہ تو یہ واقعی سائنس پر مبنی ہے اور نہ اسمین کُل مذاہب ہی پر غور کی گئی ہے - اس کے مصنف مدھوا اچاریہ نے صرف بعض دقیق امور پر جو اُن کے جانے ہوئے مذاہب مین متنازع تھے بحث کرنے پر اکتفا کیا ہے - مگر وہ سوال جو

دبائے نہین جائین کے بلکہ وہ سچائی اور حقیقت کے اصلی اصولون کو صاف اور تحقیق کرانے کا ذریعہ بن جائین گے اور جہان پر اُن کا دُہرانا انسانون مین دلی محبت اور اتحاد کو اور بھی زیادہ پائدار کرے گا۔

مگر یہ خیال آپ کے دل مین نہین آنا چاہیئے کہ آپ یا مین ایسے مضمون کو کلیتًا اس جلسہ مین حل کر سکتے ہین۔ صرف وسعت مضمون ہی اسکو ناممکن ٹھہرانے کے لئے کافی ہے۔ دو قسم کی دقتین یہان پر حائل ہوتی ہین۔ ایک وقت کی جو ایسے اہم کام کے لیئے بہت قلیل ہے۔ دوسری عدم واقفیت کی اُن عجیب و غریب خفیہ مسئلون کی تعبیر سے جو بہت سی روایتون اور مذہبی احکام مین شامل ہوگئے ہین۔ مگر ان دقتون کے مقابلہ مین ایک امر تسکین دہ اور ہمت بڑھانیوالا بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ خفیہ رموز کی تعلیم قریب قریب متوازی خطوط کے طور پر مختلف مذاہب اور دینون مین چلی آئی ہے اور اُس کے حل کرنے کے لیئے کُنجی بھی قریب قریب ہر پُرانے شاستر یا کتب مذہبی مین چھُپی ہوئی پائی جاتی ہے اور آسانی سے بنائی بھی جاسکتی ہے۔ خُفیہ تعلیم اور پوشیدہ خیالات کا بے اندازہ ذخیرہ اس طریقہ پر ایسے چند امور پر قرار پذیر ہو جاتا ہے جن سے کہ ہم اطمینان کے ساتھ گذشتہ مذاہب کے اصلی اصولون کو جو صدیون کی گرد کے نیچے دبے پڑے ہوئے ہین از سر نو ساخت کر سکتے ہین۔ اس طریق پر جو نتائج ہم نکالین گے اُن کی صحت کا بلکہ کہنا تو یون چاہیئے کہ اُن کی صحت کاملہ کا پورا اطمینان تحقیقات کے مختلف خطوط کے ایک مرکز پر ملنے سے ہو جاتا ہے۔ یعنی جبکہ سائنس فلسفہ علم اسرار الٰہی و تعبیر کتب مذہبی سب کا میلان باتفاق ایک بات پر ہو جاوے تو پھر اُس کی صحت مین کوئی شبہہ نہین رہ سکتا ہے پس ہم صرف اصول علم مقابلہ و موازنہ مذاہب ہی نہین بیان کرین گے

اعتقاد والاہی قبول کرسکتا ہے بلکہ ایک مذہب کی کتب مقدسہ دوسرے مذہب کی کتب مقدسہ سے اور بعض بعض موقعون پر خود اپنے ہی مضامین سے مختلف اور متضاد پائی جاتی ہین یہانتک کہ اُن کو بے کم و کاست سچ ماننا ناممکن ہے۔

عقلی تحقیقات کس کو کہتے ہین اور عقلی عمدگی کیونکر جلد حاصل کی جاسکتی ہے یہ باتین دوسرے لکچر مین بتائی جائین گی۔ مگر یہ ظاہر ہے کہ جو شخص کہ اپنے مذہبی توہمات (superstition) کی جڑ اُکھاڑ کر نہین پھینک دیتا ہے وہ حقیقت کی تلاش کرنے کے قابل نہین کہا جاسکتا ہے۔ اگر کوئی شخص ایسا یہان موجود ہے کہ جو اپنی عقل کو جنبہ داری سے پاک کرکے منصف قرار دینے کو تیار نہین ہے تو اُسکو شکایت نہین کرنی چاہیئے اگر اُس کا یہ دعوٰے کہ اس کو سمجھدار قرار دیا جاوے فہم کے اجلاس سے خارج ہوجاوے۔

اَب ہم مختلف مذاہب کے اصولون اور تعلیم کو بیان کرین گے تاکہ اُن کی یگانگت اور مخالفت کے امور کا پتہ چلے۔

جین دھرم مین سات اصول (تتو) مانے گئے ہین جو حسب ذیل ہین۔

(۱) جیو یا روح۔

(۲) اجیو یا غیر روح۔

(۳) آسرَو یعنے مادہ کا روح مین آنا۔

(۴) بندھ یعنے قید۔

(۵) سنوَر یعنے مادہ کی آمد کو روکنا۔

(۶) نرجرا یعنے قید کا توڑنا۔

وہ دُنیا کی تکلیف اور پریشانی مین نہین پڑتے ہین۔ باقی ارواح جنکی تعداد لا انتہا ہے آواگون کے چکر مین غلطان وپیچان رہتے ہین۔ اور بار بار پیدا ہوتے ہین اور مرتے ہین۔ آواگون مین چار گتی ہین جنکے نام دیو گتی۔ نرک گتی۔ منش گتی۔ اور ترنیچ گتی ہین۔ اُنمین سے دیو گتی تو بہشت کے باشندون سے تعلق رکھتی ہے۔ نرک گتی کا مفہوم جہنم کی خلقت سے ہے۔ منُش گتی سے مراد انسانی زندگی ہی اور ترنیچ گتی مین باقی سب قسم کے جاندار شامل ہین جیسے پرندے۔ درندے کیڑے۔ مکوڑے۔ نباتات۔ معدنیات وغیرہ۔ ان گتیون مین سے ہر ایک مین مختلف درجے اور صورتین زندگی کی ہین لیکن قسمین چار ہی ہین۔ بہشت کے باشندہ بہت زیادہ خوشی اور خورمی کا حظ اُٹھاتے ہین۔ گو کہ دُکھ درد وہان بھی بالکل معدوم نہین ہین۔ جہنمی لوگ بے حد تکلیف اُٹھاتے ہین۔ انسان دُکھ اور سُکھ دونون بھوگتا ہے گو کہ اُس کے حصّہ مین دُکھ کی مقدار زیادہ ہے اور ترنیچ گتی مین بھی دُکھ اور تکلیف زیادہ ہے۔ بار بار پیدا ہونا اور مرنا ان چارون گتیون سے وابستہ ہے صرف وہی ارواح جو آواگون کے دائرہ کے باہر نکل جاتے ہین ہمیشہ کی زندگی حاصل کرتے ہین۔ لیکن اسلام کا خطرہ نہین ہے کہ ایک زندگی کا پن آیندہ جنم مین ملے۔ نیکی اور بدی کا اثر روح کے ساتھ ایک زندگی سے دوسری زندگی کو جاتا ہے اور نئے جنم کی گتی کا اُس پر انحصار ہوتا ہے۔

آواگون سے رہائی برتون کے پالنے چند اخلاقی اصولون مثلاً جلیسی دوسترن کی خطاؤن کو معاف کرنا وغیرہ اور جسمانی اور روحانی تپشہا جلیسے مطالعہ۔ دھیان۔ اور روزہ وغیرہ سے ہوتی ہے۔ برت پانچ ہین۔ اُہنسا (کسی کو ایذا نہ پہنچانا) سچ بولنا۔ چوری نہ کرنا۔ زنا نہ کرنا۔ اور دنیاوی

نہ کرلے۔ بعض بعض روح ایسی ہین جو کبھی مُکت نہ ہون گی گو کہ صفت خدائی اُن کی بھی ذاتی صفت ہے۔ اُس کی وجہ یہ ہے کہ اُن کے کرم ایسی بُری قسم کے ہین کہ اُن کو کبھی رتن ترے یعنی سچے اعتقاد۔ سچے گیان اور سچے عمل کے تین بیش قیمت جواہر حاصل نہ ہو سکین گے جن کے بغیر موکش نہین مل سکتی ہے۔ ہم آگے چل کر دیکھین گے کہ جین دھرم کا طریقہ سائینس کا طریقہ ہے اور اس لیئے اُس مین کسی دیبی دیوتاؤن کے لیئے گنجائش نہین ہے گو کہ وہ ہر کال مین جن کی تعداد بے شمار برسون کی ہوتی ہے چوبیس ۲۴ سچے گورون یا خداؤن کے وجود کو مانتا ہے۔ یہ گورو ترتھنکر (لفظ ترتھنکر کے لفظی معنے پایاب راستہ بنانے والے کے ہین) کہلاتے ہین کیونکہ وہ آواگون کے سمندر کے پار پہونچنے کے لئے روحون کو پایاب راستہ بتاتے ہین۔ یہ جاتا یا جاپُرش اشخاص کسی بڑے یا چھوٹے دیوتا کے اوتار نہین ہین بلکہ انسان ہین کہ جو اپنے تئین اُسی راستہ پر چل کر جو بعد مین وہ دوسرون کو بتاتے ہین خدا کے کمال کا درجہ حاصل کرتے ہین۔

ویدک دھرم انسانی بھگتی کا اظہار ایک خاص قسم کے دیوی دیوتاؤن کے لئے ہے جن مین سے تین مکھہ ہین جو ایک بھی ہین اور تین بھی۔ یہ (۱) سورج۔ (۲) اندر اور (۳) اگنی ہین۔

سورج آسمان مین بادشاہ اور سردار ہے۔ باقی دیوتا اُس کو رہبر مانتے ہین اور وہ اُن کو ہمیشہ کی زندگی بخشتا ہے۔ گائیتری کا پاک منتر سورج ہی کے لئے پڑھا جاتا ہے اس نہایت متبرک منتر کا مضمون یہ ہے۔

"ہم دھیان کرتے ہین اُس آسمانی زندہ کرنے والے کے جلال کا

باا ثر و کامیاب پروہت اور جملہ رسوم پرستش کا محافظ ہے۔ اس کی مدد سے
دیوتاؤن کی ٹھیک ٹھیک طریق پر پرستش کریاتے ہین جو دیوتاؤن کو قبول
ہوتی ہے (Wilkins Hindu mythology)

جیساکہ ہم نے پہلے کہا ہے کہ یہ تینون دیوتا بہت بڑے دیوتا ویدک دھرم
مین ہین ان مین سے کوئی اپنے کسی ساتھی کی وجہ سے محدود نہین ہے اور نہ کوئی
کسی سے بڑا ہی ہے۔ بلکہ سچ تو یون ہے کہ جو خطاب اور القاب ان مین سے ایک
کے لیئے استعمال کئے جاتے ہین۔ وہ ہی بلا امتیاز کے اور دونون کے لئے بھی
مستعمل ہوتے ہین۔

ہندو دیوتاؤن کی پرستش کا فائدہ ڈاکٹر میور صاحب کی اس نظم سے
جو انھون نے جم راج دیوتا کے سلسلہ مین لکھی ہے اور جس کا خلاصہ ہم یہان پر پیش
کرتے ہین بخوبی ظاہر ہوتا ہے۔ یہ نظم جم راج کے بھگت کو ان کی بھگتی سے جو پھل
ملتا ہے اس کو ظاہر کرتی ہے۔

"اپنی جملہ کمیون کو پیچھے چھوڑ۔
اپنے پرانے سروپ کو پھر دھارن کر۔
ہر ایک عضو جس کو جو تیرے پہلے تھے۔
تمام دُنیاوی (مادّی) غلاظت سے پاک کر کے"
"اور اب روحانی جلال کے ساتھ چمکتے ہوئے۔
اور زندگی سے جو زیادہ تیز اور احسن اور مبارک ہے۔
اور زیادہ قابلیت کے ساتھ۔
جس سے خوشی کا پیمانہ افزون ہوتا رہے"
"ان عمدہ مقامات پر بے ابر کے دن کی روشنی مین۔

پارسیون کی اہونا ویریا ہے جو بطور ایک منتر کے بدی اور ناپاکی کے دور کرنے کے لیئے استعمال ہوتی ہے - اس کا اشارہ اہورا مزدہ کی بادشاہت اور پروہت کی نیک دلی پر ہے - اور اس کو لوگ رسمیات کے موقع پر ہی نہین بلکہ روزمرہ کے معاملات کے سلسلہ مین بھی پڑھتے رہتے ہین - پارسیون کے دھرم شاسترون سے جو بہت شکستہ حالت مین اب ملتے ہین ایک اور دیوتا متھرا نامی کا بھی پتہ چلتا ہے جس کی پرستش ہوتی تھی لیکن ہم متھرائی مذہب کا تذکرہ کسی اور لکچر مین کرین گے - مگر مین یہان پر اتنا کہنا مناسب سمجھتا ہون کہ پارسیون کی کتب مین آواگون بعض بعض موقعون پر بہت صاف طریقہ سے مانا گیا ہے جیسے کہ دھاباد نامی شاستر مین (دیکھو *The Fountain head of Religion* صفحات ۱۵۶ - ۱۵۸) جلال والا خوشی سے بھرپور اور خوشگوار مقام رہائش بزرگ ارواح (ایس - بی - ای - جلد ۲۳ صفحہ ۳۴) وہ مقام ہے کہ جہان پر روگ و تکلیف و موت معدوم ہین یہ بظاہر جینیون کی سدھ سلا سے مطابقت رکھتا ہے جہان پہونچنے پر رنج و بیماری علحدہ ہوجاتی ہین اور جہان روح کو بے اندازہ خوشی ہمیشہ کی زندگی اور کامل پورا پورا علم ہرشئے کا حاصل ہوتا ہے -

یہودی مت ایسے لوگون کا مذہب ہے جو جیہوا یا جاہوے (*Jahweh* یا *Jehovah*) کو اپنا خدا جانتے ہین - جاہوے دنیا اور سب چیزون کا بنانے والا ہے - اس نے انسانون کے پہلے جوڑے کو بنایا اور ان کو باغ عدن مین جو اس نے لگایا ٹھیرایا - اس باغ مین منجملہ اور قسم کے درختون کے دو خاص قسم کے درخت تھے جس مین سے ایک نیکی

دُنیا کو نیا بنا دے گا۔ ان کے اخلاق ذیل کے دس احکام الٰہی مین جو
کہا جاتا ہے خدا نے حضرت موسیٰ کو دیئے تھے صاف طور سے نمایان ہین۔

۱۔ میرے حضور تیرے لیئے دوسرا خدا نہو گا۔

۲۔ تو اپنے لئے کوئی مورت یا کسی چیز کی صورت . . . . مت بنا۔

۳ تو خداوند اپنے خدا کا نام بے فائدہ مت لے۔

۴ چھ دن تک تو محنت کر کے اپنے سارے کام کاج کر لیکن ساتوان دن
خداوند تیرے خدا کا سبت ہے اس مین کچھ کام نہ کر۔

۵۔ تو اپنے مان باپ کو عزت دے۔

۶۔ تو خون مت کر۔

۷۔ تو زنا مت کر۔

۸۔ تو چوری مت کر۔

۹۔ تو اپنے پڑوسی پر جھوٹی گواہی مت دے۔

۱۰۔ تو اپنے پڑوسی کے گھر کا لالچ مت کر۔ تو اپنے پڑوسی کی جورو اور اُس کے غلام
اور اُس کی لونڈی اور اُس کے بیل اور اُس کے گدھے اور کسی چیز کا
جو تیرے پڑوسی کی ہے لالچ مت کر۔

ویدانت ہندو فلسفہ کا مشہور ترین خیال ہے اور جس فکر رسا کو
آج کل یورپ کے لوگ Idealism (وہم پرستی یا گمان واد) کہتے ہین۔
اس کا ہم خیال ہے۔ یہ دنیا جو نظر آتی اور دکھتی ہے وہ تمام اشیا جو
حواس خمسہ کے ذریعہ سے جانی جاتی ہین اور وہ کائنات جس کا من موجد
ہے سب کی سب گمان و دھوکے کی ٹٹی ہین۔ حواس دھوکہ باز ہین۔ کیا ہم
رسی کو اکثر سانپ نہین سمجھ لیتے ہین۔ جب ایسا ہے تو کون عقلمند آدمی

ضروری ہے۔ سمادہی مین آتما محسوس ہوتی ہے اور سمادہی سے مراد من کا خیال اور جسمانی حرکات کو روک کر آتما مین لین کر دینا ہے۔ سمادہی یوگ شاستر کے اصولون پر چلنے سے حاصل ہوتی ہے۔

یہ ہندؤن کے ادویت کے گمان واد کا فلسفہ ہے۔ اس کے علاوہ دو قسم کے اور فلسفہ ویدانت کے نام سے نامزد ہین۔ یہ ادویت والون سے اس درجہ تک اختلاف رکھتے ہین جہان تک کہ وہ دنیا اور مختلف ارواح کی ہستی کو جنکو وہ بہت سی قیدون کے ساتھ تسلیم کرتے ہین مانتے ہین۔ گو کہ یہ امر اُن کے عقیدہ کے خلاف معلوم ہوتا ہے مگر یہ تینون فرقہ آواگون کو تسلیم کرتے ہین جس کا انجام آتما کے گیان ہونے پر ہو جاتا ہے۔

ویدانت فی الواقع تو ہندوستانی بلکہ ہندؤن کے ہی عقیدہ کی ایک شاخ ہے مگر کم ازکم ایک مثال ایسی ضرور موجود ہے جہان اس نے غیر ہندو خیال پر بھی ہندوستان کے باہر اپنا اثر ڈالا ہے کیونکہ مُسلم تصوف دراصل ویدانت کی کاپی ہی ہے گو کہ اس مین ویدانت سے کچھ جزوی اور بعض بعض موقعون پر اہم اختلافات بھی ہین۔ مگر ہم ان اختلافات پر اس جگہ غور نہین کر سکتے ہین۔

کپل کا سانکھ درشن۔ دو چیزون کو ہمیشہ کی مانتا ہے ایک پرش اور دوسرا پرکرتی ان مین سے پُرش یا روح تو محض تماشائی ہے اور تماشہ سے بالکل علیحدہ ہے۔ پرکرتی یعنی نیچر (nature) مین ستو (ادراک) رجس (حرکت) اور تمس (مادہ پن) کی صفات ہین۔ تمام رد و بدل کا کارخانہ تمام وہ اشیاء جو مٹنے اور فنا ہونے والے ہین تمام آفرینش عقل اور نیز وہ تمام اعضاء و قوارِ دماغی جن پر عقلی خیال کا دارومدار ہے۔ یہ سب پرکرتی سے تعلق رکھتے ہین اور اس ہی کی مختلف اشکال ہین۔ چیزین ترتیب سے ایک

(۱)- پرمان (صحیح علم یا ذریعہ صحیح علم)
(۲) پرمے (جسپر پرمان کا اطلاق ہوتا ہو)
(۳) شبہہ-
(۴) تجویز-
(۵) تمثیل-
(۶) نتیجہ-
(۷) آدیو (منطقی جملے یا قضیے)-
(۸) لفظی بحث-
(۹) نرنے (جانچنا)-
(۱۰) مباحثہ-
(۱۱) جھگڑہ-
(۱۲) نکتہ چینی-
(۱۳) مغالطہ-
(۱۴) چھل-
(۱۵) بے سود بحث کرنا-
(۱۶) سرزنش-

روح- جسم- خواص- حواس خمسہ کے اشیاء- بدھی- من- حرکت دوشس- آواگون- پہل- دکھ- نجات پرمے ہین- دکھ- جنم- حرکت- دوشس اور ناسمجھی غارت کرنے کے قابل ہین- ان کے یکے بعد دیگرے غارت کئے جانے پر اس طرح پر کہ سب سے آخر مین جو لکھی گئی ہے وہ سب سے پہلے غارت کی جائے نجات حاصل ہوتی ہے- گوتم کے بنائے سوترون مین دنیا کے کسی خالق کا تذکرہ

یم سے مفہوم مفصلہ ذیل پانچ برتوں سے ہے۔

۱۔ اہنسا (کسیکو ایذا نہ پہنچانا)

۲۔ سچ بولنا

۳۔ چوری نکرنا۔

۴۔ زناکاری نکرنا۔

۵۔ دُنیاوی چیزون کی لالسا نہ کرنا۔

نیم سے مفہوم ان چیزون سے ہو۔

۱۔ پاکیزگی۔

۲۔ قناعت۔

۳۔ تپسیا۔

۴۔ مطالعہ۔

۵۔ بھگتی۔

آسن دھیان لگانے کے لیے جسم کے ایک صورت مین نشچل قائم ہونیکو کہتے ہین اور پرانا یام سانس کے قابو مین لانیکا نام ہے۔ لیکن پرتیاہار سے مفہوم وجد کی حالت کے طاری ہونے کے باعث اندریون کے رُک جانے سے ہے۔ مابقی سیڈھیون مین سے دھارنا من کا قایم کرنا اور دھیان روح کو محسوس کرنا یا اُسکو مثل ایشور کے خیال مین جاننا ہے۔ سمادہی ان سب کا آخری نتیجہ روح کو ساکشات محسوس کرنا جس سے بے اندازہ خوشش ہوکر وجد کی حالت ہوجاتی ہے۔

بودھ مت کی ابتدا ہندوستان مین ہوئی ہے گو کہ یہ اب ہندوستان مین قریب قریب معدوم ہے اس کا بانی ایک شخص تھا جس کو ہوئے قریب ڈھائی ہزار

قبل چوبیس [۲۴] اور بودھوں نے لوگوں کو بتایا تھا۔ آٹھ سیڑھیوں والا راستہ اس طرح پر ہے۔

۱۔ صحیح خیالات۔
۲۔ صحیح ارادہ۔
۳۔ صحیح تقریر۔
۴ صحیح عمل۔
۵۔ صحیح طرز زندگی۔
۶۔ صحیح کوشش۔
۷۔ صحیح احتیاط۔ اور۔
۸۔ صحیح خوشی یعنی شانتی۔

اس راستہ پر چلنے سے سنسار چکر (آواگون) بند ہو جاتا ہے۔ اس سنسار چکر کا دار و مدار مفصلہ ذیل بارہ قسم کے ندانون کے اوپر ہے جنمیں سے ہر ایک اگلا اپنے سے پچھلے ندان کی علت ہے۔

۱۔ جہالت۔
۲۔ رجحان طبیعت یا کرم۔
۳۔ ادراک۔
۴۔ شخصیت (نام و شکل)
۵۔ قوت احساس
۶۔ حواس خمسہ کا بیرونی اشیاء سے تعلق۔
۷۔ محسوسات۔
۸۔ خواہش۔

چار ترسے نہین حاصل ہوسکتی بلکہ عیسٰے کے طفیل خدا کی مہربانی سے۔ نیا
nice کے عقیدہ کے بموجب عیسائی لوگ مفصلہ ذیل شریعت اعتقاد کے
ماننے والے ہین۔

"ہم ایمان لاتے ہین۔

۱۔ (۱) ایک خدا پر . . . . .

۲۔ (۲) اور ایک خداوند یسوع مسیح پر جو خدا کا بیٹا ہے۔ جو باپ سے حاصل
کیا گیا ہے۔ صرف حاصل کیا گیا ہے یعنی باپ کے جوہر مین سے۔ خدا کا
خدا نور کا نور۔ سچے خدا کا سچا خدا۔ حاصل کردہ بنایا ہوا نہین۔
باپ کے ساتھ ایک ہی جوہر کا . . . . . .

(۳) جو ہم انسانون کے لئے اور ہماری نجات کے لئے نیچے اُترا اور مجسم ہوا اور انسانون
مین مثل انسان کے رہا۔

(۴) مصلوب ہوا (لفظی ترجمہ جس نے تکلیفین اُٹھائین)۔

(۵) اور تیسرے روز جی اُٹھا۔

(۶) آسمان پر چڑھا۔

(۷) اور متحرک اور مردہ کی جانچ کرنے کے لئے آنیوالا ہے۔

۳۔ (۸) اور روح القدس پر"

اس قسم کے بہت سے عقاید پُرانے اور معدوم مذاہب مین ملتے ہین۔ مگر
ہم انکا تذکرہ آئندہ ایک لکچر مین علیحدہ کرین گے۔

اسلام جو دنیا کے بہت زیادہ پھیلے ہوئے مذاہب مین سے سب سے
نو عمر ہے ملک عرب مین قائم ہوا تھا۔ اسکو ایک شخص محمد نامی نے اُس پاس کے
ملکون کے دینی تمدن ذرات پر قائم کیا تھا۔ اس مین اعتقاد تین باتون سے نسبت رکھتا

بہت کچھ فساد اور جھگڑے بھی ہوا کرتے ہین -

راز درویشی (Mysticism) **جوگیون کا مت بھکتی دھرم** کیمیائے روحانی (Occultism) قریب قریب ہم معنی ہین - ان مین اس امر کی کوشش کی جاتی ہے کہ بعض جوگ کی روحانی قوّتون کو جن کا خیال و اظہار صاف طور سے کسی کا سمجھا ہوا نہین ہے بذریعہ خفیہ تعلیم کے حاصل کیا جاوے -

روزی کروشین ازم (Rosicrucianism) اور **فری میسنری** (Free Masonry) بھی اسی قسم کے دو اور طریقہ ہین جو زندگی کی مخفی کیمیا کے اصولون سے واقفیت کا دعوے کرتے ہین - بہت قسم کے مخفی رسمیات (Mysteries) گذشتہ زمانہ مین مختلف دیوتاؤن کی پرستش کے سلسلے مین مستعمل تھے - ان کی تعلیم سوائے چیدہ چیدہ چیلون کے جن کو وہ خفیہ طریقہ پر بتائی جاتی تھی اور کسی کو نہین معلوم تھی - پتنجل کے یوگ شاستر مین بہت سے چکر جسم مین ایسے بتائے ہین کہ جہان دھیان لگانے سے عجیب و غریب قوتین حاصل ہوتی ہین - ان سب ملتون کا اصلی مطلب یہ ہے کہ خاص خاص عملون سے اور خاص کر جسم کے بعض چکرون پر دھیان لگانے سے روحانی طاقتین حاصل ہوتی ہین جن کا حاصل کرنا زندگی کا سب سے بڑا مقصد ہے چاہے وہ اکیلا مقصد نہ بھی ہو - زمانہ حال مین رادھا سوامی مت نے جو پچھلی صدی کے آخری حصّہ مین قائم کیا گیا تھا کچھ لوگون کی توجہ اپنی طرف کھینچی ہے کیونکہ اس کی تعلیم کا ایک حصّہ ایسا ہے جو اس کے ماننے والے اورون پر غالباً کسی قسم کی قسم کی وجہ سے یا اور سبب سے ظاہر نہین کر سکتے ہین - اس کے بانی کی مثل خدا کے پرستش ہوتی ہے اور انکے بعد کے گروؤن کی بھی اسقدر تعظیم کی جاتی ہے کہ اُن کے مُنھ سے نکلا ہوا مادہ بھی ان کے پیرو بطور تبرک کے استعمال

بالآخر اپنے تئین ایک آزاد مذہب کا موجد بنایا جس کا کہ نام اُس نے دیو سماج رکھا۔ دیو سماج کے عقاید مین سے ایک یہ بھی ہے کہ اگر روح ترقی کر کرا علے درجہ کی زندگی کو حاصل نہ کرلے جو کسی ایسے شخص سے تعلق پیدا کرنے سے ہو جاتا ہے جو خود اُس اعلےٰ درجہ تک پہونچ گیا ہے تو وہ فنا ہو جاتی ہے۔ دیو سماج کے بانی کے بارہ مین کہا جاتا ہے کہ وہ اعلے ترین درجہ تک جو کسی روح کے لئے ممکن ہے پہونچ چکا ہے۔ اس واسطے اُس کے مرید اُس کی عبادت اس کو سب سے زیادہ قابل تعظیم سب سے زیادہ قابل پرستش سب سے اونچے درجہ والا متبرک گورو اور مبارک خداوند سمجھ کر کرتے ہین۔

تھیوسوفی (Theosophy) جو نئے مذاہب مین سے ایک قابل تذکرہ مذہب ہے ایک روسی عورت ایچ۔ پی۔ بلاوٹسکی نامی کا قائم کردہ ہے۔ ایچ۔ پی۔ بلاوٹسکی کے کچھ کرشمہ بھی کہے جاتے ہین جن کے بارہ مین وہ خود تو کہتی ہے کہ وہ بعض پوشیدہ مہاتماؤن کی مدد سے ہوتے ہی اور کچھ محققین کی رائے ہے کہ وہ محض جلسازی اور شعبدہ بازی کا نتیجہ ہے (Modern Religious Movements of India) اس کے کرشمون کی وجہ سے تھیوسوفی نے گذشتہ صدی کے اختتام پر جبکہ اُسکی بنیاد رکھی گئی تھی بہت کچھ لوگون کی توجہ اپنی طرف کھینچلی تھی۔ ابتدا مین ان لاپتہ مہاتماؤن کا جو اپنے پوشیدہ مقامات سے کرشمہ دکھاتے تھے بہت کچھ چرچا رہا لیکن اب چونکہ تھیوسوفی ایک دوسری قسم کے لوگون کی رہبری مین ہے اُس کا کام صرف یہ ہو گیا ہے کہ مثل گلفروش کے مختلف باغ اور باغچون سے عمدہ عمدہ اقسام کے پھول اکٹھا کرے اور انکو ایک مشکوک تعبیر کے کمزور دھاگے پر پروئے۔

چینیون کے مذاہب کی طرف نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پُرانا مذہب اُس ملک کا تاؤازم (Taoism) ہے جن کا ذکر ہم بعد مین ایک

دوسرا لکچر

طرز مقابلہ

پچھلے لکچر مین ہم یہ کہہ چکے ہین کہ مختلف مذاہب کا مقابلہ ٹھیک ٹھیک عقلی طریقہ سے ہونا چاہیئے - آج ہماری کوشش یہ ہوگی کہ ہم مقابلہ کرنیکے طریقہ کی پوری پوری تعریف کرین اور وہ ذرائع قائم کرین جنسے چیزون کا ٹھیک ٹھیک علم حاصل ہو سکے - سب سے پہلا کام تو یہ ہے کہ ہم اپنی طبیعت سے پچ کو نکال ڈالین جو ان لوگون کے دماغ مین بھی جو اپنے ہٹ دھرمی سے بری ہونے کا چلا چلا کر دعوے کرتے ہون ننانوے 99 فیصدی ضرور پائی جاتی ہے - ہم لوگون کی طبیعت کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ ہمارے من کے اندرونی طبقہ مین ایک بے حد زبردست رجحان اپنے پیدایشی عقاید کی طرف ہوتا ہے جس کا اثر یہہ ہوتا ہی کہ ہم مین سے بہت احتیاط سے چھان بین کرنے والے بھی اپنے اعتقاد کے خلاف مسئلون کو فوراً لچر سے لچر دلائل پر رد کرنے کے لئے مجبور ہو جاتے ہین - اور وہ شخص کہ جو دوسرے کے اعتقاد سے بغض و حسد نہین کرتا ہے بار ثبوت تو دوسرون کے عقیدون کا فوراً اور بیشتر تو خلاف تجویز عقل سلیم کے اُن پر ڈال ہی دیتا ہے - یہ امر منطقی چھان بین کا محتاج نہین ہی کہ کوئی قابل اطمینان نتیجہ اسوقت تک نہین نکالا جا سکتا جب تک کہ تحقیقات کرنیوالے کی طبیعت پر اس قسم کا غلبہ طاری رہتا ہی - جو شخص کہ واقعی دریافت حال کرنا چاہتا ہو یعنی جو دل سے سراغ حق مین کوشان ہو اسکی ایسی طبیعت نہین ہونی چاہیئے پیدائشی مذہب کا اعتقاد تو ایک خاص خاندان اور گروہ مین جنم لینے پر مبنی ہی - مگر یہ تو کوئی ثبوت اسکی صحت کا نہین ہی - اگر مین بجائے مذہب (الف) کے مذہب (ب) مین پیدا ہوا ہوتا تو ضرور میرا مذہب بھی ب ہوتا اور اگر ج مین پیدا ہوا ہوتا تو ج ہوتا - مگر میرا مذہب الف کو ماننا اور مذہب ب اور مذہب ج کو نہ ماننا اس امر کی دلیل نہین ہی کہ مذہب الف ہی سچا مذہب ہی کیونکہ جو

سے جوزمین اور آسمان کے قلابہ ملانے کا دعوے کرتی ہین کوئی تعلق نہین ہے۔ یہ دیکھنے مین آتا ہی کہ جب سائینس اور قیاس کسی امر پر متفق نہین ہوتے ہین تو نااتفاقی کا باعث عموماً یہ ہوتا ہے کہ قیاس نے واقعات قدرت سے اپنا تعلق قطع کرلیا ہے جو فلاسفر کہ واقعی فلاسفر کی سچی شہرت حاصل کرنا چاہتا ہے اُس کو چاہیئے کہ قیاس اور واقعات کے گھوڑون کو اپنے من کی رتھ مین جوڑے مگر پہلے کے اُس رجحان طبع کو جو اسکو ہر وقت دشوار گذار پہاڑیون کے چھوٹے چھوٹے راستوں کے ذریعہ لپک کر چوٹی پر پہنچنے کی ترغیب دیتا رہتا ہے دبائے رہے اور دوسرے کو حسب ضرورت چابک لگاتا رہے تاکہ وہ سڑک کے کنارون پر ہی گھاس چرنے مین نہ لگا رہے۔ حقیقت کی صحت کے بارہ مین عام طور سے یہ کہنا جائز ہی کہ جہان سائینس اور میٹیافزکس کا اتفاق ہوگا وہان جاننا چاہیئے کہ اصلی حال دریافت ہوگیا۔ لیکن مذہب کے محکمہ مین ایسے اتفاق کے اوپر ایک مزید شرط لگائی گئی ہی اور وہ یہ ہی کہ شاستر بھی اُس امر سے جسپر سائینس اور میٹیافزکس کا اتفاق ہوا ہی متفق ہو۔ کیونکہ شاستر ایک ہمہ دان اُستاد کا کہا ہوا ہوتا ہے اور اس لیے لازمی حقیقت سے متفق ہوگا۔ یہ خیال کہ خدا کا کلام عقل کے باہر ہے خود خلاف عقل ہی کیونکہ صفت ہمہ دانی اور عقل متضاد الفاظ نہین ہین۔ اس لحاظ سے فلسفہ کی یون تعریف کرنی چاہیئے کہ وہ ایک علم ہی کہ جسمین

(۱) واقعات مشاہدہ سے حاصل کئے جاتے ہین۔

(۲) نتائج کی جانچ منطق سے ہوتی ہے۔ اور

(۳) اور صحت کا آخری فتویٰ شاستر سے حاصل کیا جاتا ہے جو ایک ہمہ دان اُستاد کا کبھی باطل نہونے والا کلام ہے۔

اور واقعی جہان ان تینون کا اتفاق ہو وہان پر شک اور مباحثہ کے لئے گنجائش نہین رہتی ہے۔

سائینس کا خاص آلہ مشاہدہ ہے جس کی تقویت تجربہ سے کرنی چاہئے تاکہ چیزون

بسا اوقات صحیح نتیجہ نکالنے کی ایک تعجب خیز حد تک قابلیت پائی جاتی ہو۔ اگر منطق کا انحصار
پیچیدہ اور لپیٹ دار اصطلاحات و اشکال اور مسئلوں کے جاننے پر ہی ہوتا تو یہ قدرتی منطق
ناممکن ہوتا۔ اصلیت یہ ہے کہ علم منطق مین نتیجہ محض ایک ایسے قاعدہ کی مدد سے نکالا
جاتا ہے کہ جو کبھی بدل نہین سکتا۔ اگر مین آپ سے دریافت کرون کہ کل کیا دن ہوگا
ایسی حالت مین کہ جب آج سوموار ہو تو آپ فوراً جواب دین گے کہ کل منگل ہوگا۔
لیکن آپ یہ نہین بتا سکتے ہین کہ میری چابیون کے گچھے مین کتنی چابیان ہین نہ یہ کہ میری
جیب مین کتنا روپیہ ہے اور نہ یہ کہ میری گھڑی کس دھات کی بنی ہوئی ہے آیا وہ سونے
کی ہو یا چاندی کی ہے یا کسی اور چیز کی ÷ اس کی وجہ یہ ہے کہ جبکہ ہفتہ کے دنون کی
نسبت ایک مقررہ قاعدہ ہو جس کے بموجب سوموار کے بعد ہمیشہ منگل ہوتا ہو ایسا
کوئی قاعدہ قدرت کا یا انسان کا بنایا ہوا نہین ہے کہ ہمیشہ میرے گچھے مین اتنی اور اتنی
ہی چابیان ہون۔ یا اتنے اور بے کم و کاست اتنے ہی روپیہ میری جیب مین ہر وقت
ہون یا میری گھڑی ایک خاص دھات کی بنی ہوئی ہو اور کبھی کسی دوسری دھات کی
نہین۔ اگر سوموار کے بعد منگل کے ہونے کی ترتیب مین ایک بھی استثنیٰ ہوا کرتا تو
آپ یقین کے ساتھ یہ نہین کہہ سکتے کہ کل منگل ہوگا کیونکہ یہ ممکن ہے کہ کل استثنیٰ کی باری
ہو جس صورت مین کل منگل نہین بلکہ کوئی اور دن ہوگا۔ ان مثالون سے ہم یہ نتیجہ اخذ کر سکتے
ہین کہ جہان کہین ایک مقررہ قاعدہ ہو جس مین ایک بھی استثنیٰ نہین ہو صرف وہان ہی منطقی
نتیجہ اُس قاعدہ کے مطابق نکالا جا سکتا ہو۔ اور ایسے قاعدہ کے خلاف یا ایسی صورت مین
کہ جہان ایسا مقررہ اور کبھی نہ بدلنے والا قاعدہ نہین ہو کوئی منطقی نتیجہ نہین نکل سکتا ہے
یہی ایک سیدھا قاعدہ منطق کا ہے جس کو ہر متنفس تھوڑا بہت جانتا ہے۔ اگر کسی کتاب
درسی مین اس چھوٹی سی بات کو بھی پیچیدگی مین ڈال دیا جائے تو یہ ماننا پڑے گا کہ
وہ اپنے مقصد کے پورا کرنے مین ناکامیاب ہوئی ÷ یہ اسی اصول کے استعمال کا نتیجہ ہے

اب البتہ ہم نتیجہ نکالنے کے مستحق ہین کہ

پس یہ دھوان بھی آگ سے پیدا ہوا ہو۔

یہ سب اُلجھن جھنجھٹ اور پریشانی قدرتی منطق مین جس کو محض ایک مقررہ قاعدہ کی ضرورت ہے نہین اٹھانا پڑتی ہے۔ مین یہان آپ سے یہ کہنا مناسب سمجھتا ہون کہ حد اوسط (Middle term) مین کوئی خاص جادو کی شکتی نہین ہی کہ جس کی وجہ سے خواہ مخواہ وہ یوروپین منطق کی صحت کی گارنٹی کردے۔ وہ محض قدرتی اصول منطق کو بیان کرنے کا ایک دوسرا مگر اُلجھن پیدا کرنے والا طریقہ ہے کیونکہ حد اوسط (Middle term) کو اسیوقت جامع کہتے ہین جبکہ اُس کا اطلاق جملہ حالتون مین ہو یعنی جب کہ اُس مین کوئی بھی استثنیٰ نہو۔ یوروپین منطق اس بات کے تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ منطقی نتیجہ مین ہمیشہ مَن کی طرف سے اس امر کی کوشش ہوتی ہے کہ اُن عام اصولون کو دریافت کرے کہ جن پر قدرت مین اشیاء و واقعات کا ایک دوسرے سے تعلق ہوتا ہے اور اس کوشش مین کامیابی حاصل کرنے کے لیئے من کو اُس واقفیت پر بھروسہ کرکے ابتدا کرنی پڑتی ہے جو اُس کو حاصل ہے۔ جب عام قانون تعلق معلوم ہوتا ہی اور خواہش یہ ہوتی ہے کہ کسی خاص شئی یا واقعہ کی نسبت واقفیت حاصل کی جائے تو اسوقت اُس طریقہ کو انومان (Deduction) کہتے ہین۔ لیکن جہان مدعا یہ ہی کہ واقعات مشاہدہ مین سے انکا ایک دوسرے سے عام تعلق نکالا یا قائم کیا جائے تو اُسوقت اُس طریق کو جو استعمال کیا جاتا ہے ترک (induction) کہتے ہین" (دیکھو Banerjee's Hand Book of Deductive Logic صفحات ۸۱ و ۸۰)

یہی عام ضروری منطقی اصول ہی کہ جو عالمان مغربی کی کتب درسی مین پیچیدہ طریقون مین بیان کیا گیا ہی۔ پس اسمین تعجب ہی کیا ہی اگر کالج کے طلباء کا مغز بھی انکے سمجھنے مین چکرا جائے۔

یہ امر بھی قابل توجہ ہی کہ مصنوعی مغربی منطق اپنے نتیجہ کی صحت کا ذمہ دار نہین ہی گو کہ

پانچ قسم کے تعلقات منطق مین جنکی نسبت ویاپتی کا ہونا ممکن ہی وہ یہ ہین۔

(۱) علت و معلول۔

(۲) اگلا پچھلا۔

(۳) ایک ساتھ ہونے کا رشتہ۔

(۴) جزو و کل۔ اور

(۵) حلیہ۔

ان پانچ قسم کے تعلقات سے سات قسم کے نتیجہ حسب ذیل نکلتے ہین۔

(۱) علت معلوم ہونے پر معلول کا علم۔ مثلاً

رسوئی خانہ مین گیلا ایندھن جل رہا ہی۔

∴ اس لیے رسوئی خانہ مین دھوان بھرا ہوا ہی۔

(۲) معلول کے معلوم ہونے پر علت کا علم۔ مثلاً

یہان دھوان ہو رہا ہے۔

∴ اس لیے یہان پر آگ موجود ہے۔

(۳) اگلا معلوم ہونے پر پچھلے کا گیان۔ مثلاً

سوموار کا اتوار کے بعد ہونا۔

(۴) پچھلا معلوم ہونے پر اگلے کا علم۔ مثلاً

بچپن جوانی اور بڑھاپے سے قبل ہوتا ہے۔

(۵) دو ایک ساتھ ہونیوالی چیزون مین سے ایک کے موجود ہونے پر دوسرے کی موجودگی کا علم مثلاً

بڑھاپا اور تجربہ۔

(۶) کل کے معلوم ہونے پر جزو کا علم۔ مثلاً

اس جگہ پر کوئی ثمردار درخت نہین ہے۔

نتیجہ کی صحت کو سہہ دھرمی (ہمذات یا ہم جنس) مثال پر مبنی کرتے ہین - پہلے کسی موقع پر رسوئی مین دھوان دیکھا گیا تھا جہان آگ تھی - پہاڑ کی چوٹی پر اب دھوان دکھائی پڑتا ہے - اس لئے پہاڑ کی چوٹی پر بھی آگ ہے - اس قسم کی دلیل کے اوپر نیائے والے نتیجہ نکالتے ہین - یہان پر کسی سچے اور سائنس کے اصول کے بموجب شدہ کی ہوئی ویاپتی کا تعلق نہین ہے - نتیجہ کسی مقررہ اور کبھی نہ بدلنے والے قاعدہ کی تقویت پر نہین نکالا جاتا ہے بلکہ محض ایک سہہ دھرمی مثال کی تقویت پر - مغالطے بھی جن کے بچانے کی ہدایت کی گئی ہے علمی حد تک نیائے منطق کو نہین پہنچاتے ہین - یہ مغالطے تعداد مین پانچ ہین اور حسب ذیل ہین -

(۱) ہر جائی - جسکا مفہوم یہ ہی کہ علامت دلیل کبھی تو نتیجہ مین پائی جاتی ہے اور کبھی اُس کے مخالف مین جیسے شبد انیتہ ہی کیونکہ وہ دکھائی نہین دیتا - یہان نہ دکھائی پڑنیکی صفت بعض نیتہ چیزون مین بھی ہے جیسے روح آکاسش وغیرہ اور انیتہ مین بھی جیسے سوکشم شریر و ہوا وغیرہ

(۲) مخالف - جو نتیجہ کی تردید کرتی ہے - مثلاً
گھڑا ایک بنی ہوئی شی ہی -
کیونکہ وہ نیتہ ہی -

(۳) نتیجہ بمقابل دلیل - مثلاً
شبد انیتہ ہے -
کیونکہ اُسمین ستتا (وجود یا ہستی) نہین ہی -

(۴) غیر ثابت یعنی جس کا وجود خود ہی ثبوت کا محتاج ہو - مثلاً
سایہ جوہر ہی -
کیونکہ وہ متحرک ہی -
(یہان یہ بیان کہ سایہ خود متحرک ہی محتاج ثبوت ہے)

لیکن تاہم نتیجہ وہ ہی کہ جسکی صحت کا کوئی منطقی ذمہ دار نہین ہوسکتا۔

مثال

(۱) زید کی بیوی کے حمل مین آیا ہوا بچہ لڑکا ہی۔

(۲) کیونکہ وہ زید کا بچہ ہی۔

(۳) مثل زید کے اور تمام بچون کے جو سب لڑکے ہین۔

یہان علامت دلیل (جو زید کا بچہ ہونا ہے) ہمارے مثال ہی جو نہ ہرجائی ہے اور نہ کسی اور طرح پر قابل اعتراض ہے۔ لیکن چونکہ اس سے کوئی واقعی تعلق منطقی تذکیر و تانیث سے نہین ہی اس لیے اس امر کا کوئی اعتبار نہین ہی کہ زید کی بیگم صاحبہ کے حمل مین آیا ہوا بچہ بھی ضرور ہی لڑکا ہوگا۔ اس مثال کی علامت دلیل تمام ہم جنس مثالو مین نتیجہ کے ساتھ وابستہ پائی جاتی ہے۔ یہ ہرجائی نہین ہی کیونکہ زید کا بچہ ہونے کی صفت ایک بھی لڑکی مین نہین پائی جاتی ہی۔ اور نہ یہ بے وقت ہی کیونکہ وہ واقعی تمام وقت حمل مین آئے ہوئے بچہ مین موجود ہی اور نتیجہ نکالنے کے وقت بھی۔

گوتم کے بناے کی اس کمزوری کو بعض بعض اشخاص نے اس بنا پر روا رکھنے کی کوشش کی ہی کہ یہ ممکن ہی کہ گوتم کی منشا صرف یہی تھی کہ اس کے جلون اور دلیلون کی تردید کا بار ثبوت اس کے مخالفین پر پڑے لیکن تاہم کسی ایسی کمزور بنیاد کے اوپر منطقی نتیجہ کو قائم کرنا اس امید مین کہ ہمارے مخالفین ہماری غلطیون کو رفع کردین گے بے حد خطرناک ہی خاصکر جبکہ ہماری غلطیون کا رفع ہونا مخالفین کی لیاقت اور مرضی پر مبنی ہو۔

بودھون کے منطق مین بھی مثل بناتے والون کے علمی ویاپتی نہین پائی جاتی اگر اور اسمین بھی ہم جنس مثال سے نتیجہ نکالنے مین تامل نہین کیا جاتا بشرطیکہ دلیل۔

(۱) پکش مین موجود ہو۔

(۲) سپکش مین پائی جاوے۔

کو یوروپین منطق بڑی صحت کے ساتھ قائم رکھتا ہی۔ ہملٹن (Hamilton) اور مینسل (Mansel) صاحبان کی رائے ہو کہ منطق محض خیالی مطابقت کے قائم رکھنے کا علم ہے اور اُسکو واقعی حقیقت سے کوئی غرض نہین ہی۔ مل (Mill) اور بین (Bain) نے فرود اس امر کی کوشش کی کہ یوروپین منطق کو ایک سچے علم کی حد تک پہونچا دین کہ جس کے نتائج واقعی تعلقات اشیاء سے مطابق پائے جائین مگر انھون نے بھی اسکو ویسا ہی بھدا بے ڈول اور مصنوعی چھوڑا جیسا کہ اس کو پایا تھا۔ یوروپین منطق کی علمی وقعت، جب ہم اُس کا اندازہ اس خیال سے کرتے ہین کہ اپنے روزمرہ کے بیوہار مین اُسکو معمولی لوگ اور وکلاء وحکماء ومنطق دان بھی کبھی واقعی استعمال نہین کرتے ہین کچھ نہین ٹھیرتی ہی اُس کی بیشمار اصطلاحین اور تعریفین حافظہ کے اوپر ایک بھاری بار ہوتی ہین۔ اور اُس کے اشکال اور جملے بجائے سلجھانے اور صاف کرنے کے خیال کو الجھاتے اور پیچیدہ کرتے ہین۔ قدرتی منطق جس کا آج بیان کیا گیا ہی ہر شخص کو خواہ وہ کتنا ہی بے وقوف ہو سکھایا جا سکتا ہی۔ اور چھٹی اور ساتوین جماعت کی لڑکے لڑکیون کو توفیقی آسانی کے ساتھ پڑھایا جا سکتا ہی۔ وہ من کو روشن کرتا ہے اور خیال کی مطابقت کو محفوظ رکھتا ہی۔ اور اس طرح پر وہ زندگی کو خوشگوار بناتا ہی۔ برعکس اس کے مروجہ منطق محض نمایشی علمیت کا کوشان ہے کسی مفید چیز کا سمجھانیوالا نہین ہے اور اپنے مرید کو عینک سے ظاہر ہونیوالی علمیت کی شبیہ عطا کر کے ختم ہو جاتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جس کسی نے اسس مضمون کو سمجھا ہے وہ مجھ سے اس امر پہ اختلاف نہین کرے گا کہ مروجہ منطق کی اعلےٰ ترین کارگذاری کا نتیجہ سخت اصطلاحات واشکال کا ایک سیٹ ہے جو جملون اور نتیجون کی خیالی مطابقت کی جانچ کرنے کے لیئے بلا لحاظ اس امر کے کہ اُن جملون اور نتیجون کے مضامین واقعی طور سے صحیح ہین یا نہین بنایا گیا ہی جبکہ قدرتی منطق سے کم سے کم حاصل ہونے والا فائدہ طبیعت کا منطقی رجحان ہی جو انسان کو قدرتی تعلقات اور اشیاء کے سچے اسباب کی تلاش مین مصروف کرتا ہے۔ پس

مادّی چیزون یا شکلون کی ہی حالت ہی۔ مادّہ کی نہین - جونیتہ ہے۔ اب فرض کرو کہ ہم ایک عام اصول مادّی چیزون کے فانی پن کے بارہ مین بنا دین اور اس پہ زور دینے کے لئے مادّہ کے نیتہ ہونے کے مسئلے کو نظر انداز کر دین تو ہمارے خیال کی صورت شنک واد کی سی ہوگی جو کہتا ہی کہ دنیا مین کوئی بھی شی پائدار یا نیتہ نہین ہی جس کا یہ نتیجہ ہوتا ہی کہ ہمکو یہ ماننا پڑتا ہی کہ چیزین ہمیشہ نیستی مین سے پیدا ہوتی ہین اور پھر بالکل نیست اور نابود ہو جاتی ہین۔ شنک واد کی غلطی کا یہی کارن ہے کہ چیزون کا انیتہ پن اُنکی شکلون تک ہی محدود ہی اور انکے مادّی مصالح تک جس کی وہ بنی ہوئی ہین نہین پہونچتا ہی۔ یہ ایک مثال سنے واد کے اصول کے سمجھنے کے لئے کافی ہے اور ہمکو ایک رُخے نتائج پر اڑ بیٹھنے سے تنبیہ کرتی ہی۔ ہر ایک چیز کے بہت سے پہلو ہوا کرتے ہین اور ایسے ہی نے بھی بہت قسم کے ہین لیکن ان مین سے زیادہ ضروری نے مفصلہ ذیل قسمون کی ہین

سَنے

قطعی یا اصلی	بیوہار یا عام لوگون کا
مثلاً ایک مٹّی کے گھڑے کو جسمین پانی بھرا ہو مٹّی کا گھڑا اسکی اصلیت یا جوہر کے لحاظ سے کہنا۔	جیسے مٹّی کے پانی سے بھرے ہوئے گھڑے کو پانی کا گھڑا کہنا۔ کیونکہ اسمین پانی بھرا ہوا ہے۔

قطعی یا اصلی

درویارتھک	پریئے یارتھک
جس کا تعلق جوہر یا اصلی صفات سے ہے۔	جو چیزون کو اُنکی بدلتی ہوئی حالتون کے لحاظ سے مشاہدہ کرتا ہے۔

سنے واد کا مطلب سمجھانے کے لئے جس کا جاننا فلسفہ کے لئے بہت ضروری ہے اسقدر بیان ہی کافی ہے۔

اب مین شاستر کی طرف پھر متوجہ ہوتا ہون جس کا کچھ ذکر آج کے لکچر مین آچکا ہے۔ یہ موقع اس متنازعہ امر کے حل کرنے کا نہین ہے کہ الہام کسکو کہتے ہین اور اسکا صحیح اصلی کیا ہی۔

تیسرا لکچر

سائینس

(الف)

آج شام کا مضمون 'سائینس کا مذہب' ہے۔ مگر الفاظ 'سائینس کا مذہب' قدرے مبہم ہین کیونکہ آج کل کے زمانہ مین جو مفہوم لفظ سائینس کا ہے وہ مادہ پرستون کے علوم ہین جو کسی مذہب کے معتقد نہین ہین۔ سائینس کے مذہب سے میرا مطلب اس موقع پر سائینس مذہب سے ہی۔ یعنی مذہب سے بطور ایک سائینس کے ہے۔ کسی خاص گروہ اور فرقہ کے اعتقاد سے نہین ہے۔

سائینس جہالت کا مخالف ہے اور جوہر موجودات اور انکی خاصیتون کے اور چیزون کے سچے اسباب کے صحیح صحیح علم کا نام ہے۔ سائینس سے مفہوم ایسے علم سے ہی جو غلطی شبہہ اور عدم واقفیت سے پاک ہے اور جس کی جانچ تجربہ کے ذریعہ کیجا سکتی ہے۔ صحیح صحیح علم ہی کو سائینس کہتے ہین اور صحیح صحیح علم معتبر شہادت کے علاوہ صرف مشاہدہ اور تجربہ کرنے سے ہی محدود عقل والے انسان کو حاصل ہو سکتا ہی۔ سائینس کا پہلا اصول نیچر (Nature) کا قیام ہی۔ اس کا مطلب یہ ہی کہ جوہر موجودات اور انکے خواص ہمیشہ کے ہین اور کبھی نہین بدلتے۔ وہ کبھی معدوم نہین ہوتے اور نہ وہ کبھی عدم سے وجود مین آتے ہین۔ یہ امر قوم انسان کے موجودہ اور گذشتہ زمانہ کے تجربہ سے ثابت ہی۔ اور جس تجربہ کے اوپر یہ امر مبنی ہے وہ کسی خاص مرد یا عورت کا تجربہ نہین ہی اور نہ لوگون کے کسی خاص فرقہ یا جماعت کا۔ بلکہ تمام قوم انسان کا جس مین ایک بھی مستثنی نہین ہے کیونکہ باوجود اس کے کہ لوگ دنیا اور خلقت کی پیدائش کے بارہ مین چاہے جو کچھ رائے رکھتے ہون تاہم ایک بھی ایسا انسان

جبکہ ہم ایک سونے کی سلاخ کو کٹھالی مین گلاتے ہین تو سلاخ پن کا ناش ہوتا ہی رقیق حالت کی ابتدا ہوتی ہے اور سونے کا بحیثیت سونے کے قیام رہتا ہی۔ یہی تین قسم کا کام جوہر کا ہے۔ ہم یہ کہنے کے مجاز بھی نہین ہین کہ سلاخ پن کا ناش اور رقیق حالت کی ابتدا ایک ہی وقت مین نہین ہوتی کیونکہ اُنمین کوئی درمیانی حالت نہین ہی۔ یعنی رقیق پن مین تبدیل ہونا ہی سلاخ پن کے ٹوٹنے کی صورت ہی۔ اگر آپ نے سونے کی ان دونون حالتون مین وقفہ مانا تو آپ یہ کہنے کے لیئے مجبور ہون گے کہ سلاخ پن کے ناش ہونے پر سونے کی اولاً کوئی شکل یا صورت قائم نہین رہی اور بعد مین اُس کا رقیق پن بھی قطعی نیستی صورت (یا حالت) سے ظہور مین آیا۔ لیکن یہ بالکل بیہودہ ہوگا کیونکہ اشیاء کا وجود بغیر کسی شکل کے قیام مین نہین آسکتا ہے۔

دُنیا مین دو خاص قسم کے جوہر پائے جاتے ہین ایک جاندار اور دوسرے بے جان۔ اوّل الذکر ان مین سے وہ ہی جسکی صفت زندگی یا ادراک (Consciousness) ہے۔ اور دوسرے وہ جو بے جان ہین جیسے مادّہ۔ ان کے اصطلاحی نام جیو (زندہ) اور اجیو (بے جان) ہین۔ ہم انکو رُوح اور غیر روح بھی کہہ سکتے ہین۔ مروج سائینس روحانی جوہر کی ہستی سے منکر ہے اور ادراک کو مادّہ کی صفت مانتا ہی۔ لیکن ماہران سائینس کو ابتدائے زندگی کے حل کرنے مین بڑی مشکلین پڑتی ہین اور وہ لوگ زندگی کے اس دُنیا مین پہلی مرتبہ نمودار ہونیکے بارہ مین عجیب وغریب رائین لگایا کرتے ہین۔ بعض لوگ خیال کرتے ہین کہ زندگی کا انش یا تخم اوّلاً کرہ ارض پر کسی دوسرے سیارہ سے گرا۔ بعض کہتے ہین کہ وہ خودرَو ہے۔ اور بھی اس قسم کی رائین ہین جو لوگون نے زندگی کے بارہ مین قائم کی ہین۔ ہم سب سے پہلے اُس خیال کی جانچ کرین گے جو ادراک کے ایک ابتدائی انش کو مادّہ کے ہر ذرہ مین قائم کرتا ہے۔ یہ قیاس کیا گیا ہے کہ یہ ابتدائی ادراک کا انش بتدریج بڑھتے بڑھتے کینٹ (Kant) شوپن ہوار (Schopenhauer) ٹنڈل (Tyndall)

کیونکہ واقعی مین سچی تعلیم مذہب پر غور کرنے کا اُنکو کبھی موقع ہی نہین ملا ہے۔

سچی تعلیم مذہب کے بموجب روح اور مادّہ دونون جوہر ہین جنمین بعض خواص یکسان ہین مگر ادراک نہین۔ ادراک روحانی جوہر کی مخصوص صفت ہو جو کوئی بے وجود شی نہین ہو البتہ وہ غیر مادّی ہو یعنی مادّہ کی بنی ہوئی نہین ہے۔ روح اور مادّہ دونون بعض بعض صورتون مین ایک دوسرے پر اثر ڈالتے ہین مثلاً محض قوّت خیال سے بیمار کو اچھّا کر دینا اور ادراک کی تیزی کا بعض جڑی بوٹیون اور دوایون کے استعمال سے کم و بیش ہونا وغیرہ۔ روح اور مادّہ کے ملنے سے روح کے اصلی قوا اور احساس مسدود اور زائل ہو جاتے ہین اس لئے نروان کا بے کم و کاست یہی مفہوم ہو کہ روح کی خرابی پیدا کرنے والے مادّہ سے بالکل علیحدگی ہو جائے۔ بُری سے بُری حالت مین مادّہ کے اثر سے روح کا ادراک تخریب قریب معدوم ہو جاتا ہو اور اُسوقت مین وہ صرف سپرشش (لمس) کے ہی قابل رہ جاتی ہے۔

روح کی مذکورہ بالا تعریف مین جو جین سدّانت سے لی گئی ہو یہ صاف طور سے مانا گیا ہو کہ ادراک مادّہ سے موثر ہوتا ہے۔ اس لئے جو سوال کہ اب مذہب اور سائنس کے درمیان پیدا ہوتا ہے وہ یہ نہین ہے کہ آیا انسان یا جانورون کے جسم مین کوئی بے وجود کبھی نہ بدلنے والی شی ہو یا نہین بلکہ یہ ہو کہ آیا قوّت ادراک مادّہ کے ذرّون کا کرتب ہو یا ایک دوسری قسم کے جوہر کا جس کا مادّہ سے تعلق ہو جاتا ہو مگر جو دراصل مادّہ نہین ہے۔

اب اگر احساس مادّہ کے ذرّہ کی خاصیت مانی جائے تو انسان کی اعلیٰ فہم اور روشن ضمیری وغیرہ کی عجیب و غریب قوّتین اس ابتدائی احساس کی تیز تر یا شدید تر حالتین ہونگی۔ لیکن ہمارے سامنے تیزی یا شدّت کا معاملہ نہین ہو۔

اونچی سے اونچی اور نیچی سے نیچی اشکال ادراک مین جو فرق ہو وہ مقدار کا فرق نہین ہو بلکہ قسم کا فرق ہو کیونکہ کٹر سے کٹر مادّہ پرست لوگون نے ذرّہ کے احساس مین

دوسرا فرقہ مادّہ پرستون کا ہمکو یہ بتاتا ہے کہ ادراک بھیجے سے پیدا ہوتا ہے - ادراک کے روح کی صفت ہونیکے خلاف اپنی بحث کو ختم کرتے وقت جینا کی یونیورسٹی کے پرفیسر ارنسٹ ہیکل صاحب ایسا لکھتے ہین -

"اس امر سے کہ ادراک مثل دیگر من کی صفتون کے بعض بعض اعضار کے بڑھنے پر موقوف ہی اور اس امر سے کہ وہ بچے مین ان اعضار کے نشوونما کی مناسبت مین نمایان ہوتا ہے ہم یہ نتیجہ نکال سکتے ہین کہ جانورون مین وہ تاریخی طور سے پیدا ہوا ہے"

لیکن یہ محض وہم ہی کوئی منطقی نتیجہ نہین ہے جو کسی مستند ویاپتی پر قائم ہو- اور اس امر سے آپ پہلے ہی واقف ہو چکے ہین کہ ویاپتی (تعلق منطقی) کے بغیر سچا نتیجہ نہین نکل سکتا ہی - ہیکل صاحب کا دل خود اُن کو اس بیان کی کمزوری ماننے پر مجبور کرتا ہی کیونکہ وہ فوراً ہی یہ بھی لکھتے ہین -

"تاہم گو کہ ہم ادراک کے اس طور سے بتدریج پیدا ہونے کے کتنے ہی قائل کیون نہ ہون بدقسمتی سے ہم ابھی اپنے تئین اس حالت مین نہین پاتے ہین کہ اس بات کی زیادہ تشریح کرین یا اُس کے ثابت یا صاف کرنے کے لئے مخصوص رائے قائم کرین"

واہ کیا عمدہ قیاس ہی امر واقع ابھی مخصوص طور سے صاف نہین ہوا ہے اور اُسپر بھی ہم اُس کے قایل بیٹھے ہین - ادراک بھیجے سے پیدا ہوتا ہے یہ کہا جاتا ہی لیکن بھیجے نے اس کو خود کہان سے حاصل کیا - کیا یہ اُس فرضی ابتدائی انش مین سے نکلتا ہی جو مادّہ کے ذرّون مین مثل ایک مبتدی روحانی جزو کے مانا گیا ہے اور جسکی تردید اس سے پہلے ہو چکی ہے - ہیکل صاحب خود مادّی ذرہ کی روحانیت کے خلاف ہین جیسا کہ انھون نے اپنی کتاب دی رڈل اوف دی یونیورس (Riddle of the Universe) کے دسوین باب مین

مادہ کی اسطور پر تعریف کی ہے وہ جزوی علم رکھنے والے تھے - وہ ماہران علم زندگی (biology) نہ تھے ...... انکا علم حرکات کی واقفیت تھی - زندگی کا علم نہ تھا ...... آئیے ہم اس امر پر مودبانہ غور کریں - مادہ سے طلاق پاکر زندگی کہاں ہے - ہمارا اعتقاد کچھ ہی کہ ہمارا علم دونون کو علیحدہ نہ ہونے والے طور سے جڑا ہوا بتاتا ہے - ہماری ہر وقت کی غذا اور ہر ایک آبخورہ پانی کا جو ہم پیتے ہین مادہ کا من پر خفیہ طور سے اثر پڑنا ثابت کرتے ہین"

بدقسمتی سے ٹنڈیل کو صرف اپنے زمانہ کی روح کے متعلق غلط فہمیاں ہی معلوم تھین اسکو یہ نہین معلوم تھا کہ ایک غیر نجات شدہ روح مادہ کے ملاپ سے مستثنیٰ اور اُسکے اثر سے آزاد نہین ہوتی ہی - اور نہ یہ اُسکو معلوم تھا کہ نجات شدہ ارواح نروان مین داخل ہونے سے کہ جس کا موجودہ سائینس کو وہم اور گمان تک نہین ہی اُس سائینس کی حد کے بالکل باہر ہو جاتی ہین - اس لیئے ٹنڈل کو یا اُس کے پہلے یا بعد مین اُس کے کسی اور سائینسدان بھائی کو یہ خیال نہین آیا کہ مادے اور من کا آپس کا تعلق روح کے وجود کی کسی حالت مین تردید نہین کرتا ہے اور جب وہ اُسکی تردید ہی نہین کرتا ہے تو اُس کے وجود کا قطعی غارت کرنیوالا تو کسی حالت مین ہو ہی نہین سکتا ہی کیونکہ ادراک کا بھیجے کی نشو ونما کے اوپر منحصر ہونا صرف اس ہی وجہ سے نہین ہو سکتا ہی کہ بھیجا اسکو پیدا کرے بلکہ اور وجوہات سے بھی جیسا کہ پروفیسر ولیم جیمز نے جو ایک مشہور اور معروف ماہر علم من ہین بتایا ہے - یہ ضروری نہین ہے کہ ادراک بھیجے سے پیدا ہوا ہو بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ ادراک کے ظاہر ہونے کا بھیجا ذریعہ یا آلہ ہو - موجودہ سائینس نے ان مختلف ممکنات کے اوپر کبھی غور نہین کیا ہے اور اس لئے یہ نہین کہا جا سکتا ہے کہ وہ باطل ثابت ہوئے ہین - پس جب موجودہ سائینس کے بعض سراہنے والے یہ یقین کر لیتے ہین کہ اُس نے روح کو محض ایک گمان یا خیال ثابت کر دیا ہے تو وہ اُن قیاسی نتائج پر فریفتہ ہو جاتے ہین جو در اصل کبھی زیر تنقیح بھی نہین ہوئے ہین - اصلیت یہ ہو کہ حال کے محققین نے کبھی اس امر کی کوشش نہین

جب وہ بولنے لگتا ہے اُس کے بعد ظاہر ہوتا ہی۔ ایک عرصہ دراز تک بچّہ اپنا تذکرہ غائب ضمیر مین کرتا ہے۔ اُس خاص موقع پر جبکہ بچّہ لفظ مین پہلی مرتبہ اپنے لیے استعمال کرتا ہے یعنے جبکہ اپنی ذات کا احساس صاف ہو جاتا ہے اُسوقت اپنی ذات کے علم کی اور غیر ذات کی مخالفت کی ابتدا ہوتی ہی"

اس مضمون مین جن امور کے نیچے مین نے لکیر کھینچ دی ہی وہ اہم ہین۔ یہ بیان بالکل حیرت انگیز ہے خاص کر کہ جب ہم جانتے ہین کہ یہ ایک ایسے شخص کا بیان ہے جو بہت ٹھیک ٹھیک اور صحت کے ساتھ خیال کرنے کا عادی ہے۔ اگر نئے پیدا ہوئے بچّہ کے ادراک نہین ہوتا ہی تو اُس تکلیف کو جس کا اظہار پیدا ہوتے وقت کی بچّہ کی چیخ سے ہوتا ہے کون محسوس کرتا ہے۔ اگر ادراک بچّہ کی قوّت گویائی کے حاصل کرنیکے بعد نمایان ہوتا ہی تو بچّہ کی محبّت اور نفرتون کا جو اسین قوّت گویائی کے قبل بھی پائی جاتی ہین کیا سبب ہے۔ اور یہ دلیل کہ بچّہ بہت عرصہ تک اپنا تذکرہ ضمیر غائب مین کرتا ہی مباحثہ کو بالکل ہی لغویت کی حد تک پہنچا دیتی ہے۔ کیا اسکا یہ مفہوم ہی کہ بچّہ اپنے دکھ سکھ کو بھی ضمیر غائب مین محسوس کرتا ہے گویا کسی دوسرے شخص کی حالتون کا تماشائی ہی۔

ہمکو چاہیئے کہ ہم ایسے مغالطون اور نیم سچائی سے دھوکہ نہ کھائین۔ فہم۔ قیل وقال کی قوّت اور گویائی ان سب کا وہی مخرج ہے جو دُکھ سُکھ کے احساس کا ہے۔ سمجھ اور احساس ایک ہی شی کے دو مختلف کام ہین یعنی اُس قوت کے جو ہمکو ہماری حالتون کا علم کراتی ہے۔ دوسرے الفاظ مین اپنی ذات سے آگاہی کرانے والی قوت کے۔ احساس ہر جذبہ ادراک کی شکلین ہین اور عقلی قیاسات اور الفاظ مین ظاہر ہونیوالے خیالات بھی جنکو ہم علم کہتے ہین ادراک کی ہی صورتین ہین۔ دو مختلف قسم کے احساس یا ادراک دُنیا مین نہین ہین۔ سمجھ ایک ہے خواہ اُس کا اظہار بے سوچے سمجھے ہو یا امتیاز کے ساتھ۔ اور ادراک ہر جاندار مین برابر موجود رہتا ہی اور کبھی بالکل معدوم یا غارت نہین ہو جاتا ہی گو کہ اُسکا ظہور

پس کیا ایسا نہین ہوسکتا ہو کہ ادراکی کل کے پتلے کی طرح کے افعال ایک
خوابیدہ قوت کا حوالہ دیتی ہون نہ کہ ایک ایسی چیز کی شروعات کا جو مدتون اور بتدریج
نشوونما پانے کی پیچیدگیون سے گذر کر بالآخر تمیز بن جاوے۔ اور کیا ایسا بھی نہین ہوسکتا ہو کہ
بھیجے کی نشوونما ایک اپنے کو ضبط کرنیوالے متنفس کی ضروریات کے لیے ہوتی ہو نہ کہ متنفس کو
گڑھنے یا ساخت کرنے کے لیے بمنزلہ ایک کارخانہ کے۔ یہ امر پر معنی ہی کہ من کا اعلےٰ درجہ کا
کام یعنی امتیاز یا تجویز صرف ایسے ہی جاندار کرسکتے ہین جو اپنی کل کے پتلے کی سی حرکات کو
روک سکتے ہین یعنی جو اپنی حرکات کو روک کر غور کرنے کے لیے وقفہ نکال سکتے ہین۔ اس لیے
بھیجے کی ضرورت صرف اُنھین جانداروں کے لیے ہی جو اپنی حرکات کے تحریک کرنیوالے اسباب
یعنی خواہشات پر تھوڑا بہت غالب ہوگئے ہون۔

جیسا کہ عام طور سے معلوم ہی ایسے بہت سے عقلمند مرد وزن اس دنیا مین پائے
جاتے ہین جو بعض بعض موقعون پر اپنی قوت تمیز کو بالکل استعمال ہی نہین کرسکتے ہین خاص کر
جبکہ کوئی زبردست ترغیب انکے سامنے موجود ہو۔ ایسی صورت مین وہ بہت سے ایسے افعال
کے مرتکب ہوجاتے ہین جنکے لئے وہ بعد مین اطمینان سے بچار کرنے پر نادم ہوتے ہین جسے
یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان موقعون پر تمیز اور جذبہ مین مخالفت ہوجاتی ہے اور جذبہ کی تھوڑی دیر
کے لئے فتح ہوجاتی ہی۔ اگر تمیز کو بھیجے کا کرتب مانا جائے تو تمیز کا اسطور پر مغلوب ہونا مشکل سے
قیاس مین آتا ہے جبکہ بھیجا برابر اپنا کام کرتا رہتا ہے اور متنفس کو اسوقت بھی جبکہ جذبہ غالب
ہوتا ہی اور اُس کے بعد بھی بناتا رہتا ہے۔ برعکس اس کے ہر چیز صاف طور سے سمجھ مین آجاتی
ہے اگر یہ مان لیا جائے کہ متنفس اپنے ساتھ موجودہ زندگی سے پہلے کی قوتین و میلان خاطر
جنھون نے کہین اور نشوونما پائی ہے لاتا ہے اور یہ کہ اُس کا حال کا جسم ان قوتون اور میلان
خاطر کی وجہ یا ذریعہ سے بنتا ہی۔ ایسی صورت مین بھیجا امتیاز کا آلہ ٹھہرتا ہے جو ایک ایسے
متنفس کے استعمال کے لیے بنا ہے جس نے اپنی خواہشات کو ایک حد تک قابو مین

خود اپنے ہی وجود کی تبدیلیون کے جاننے کے اوپر موقوف ہی۔ پس یہ کہنا غلط ہی کہ کسی چیز کے
جاننے مین جاننے والا صرف اُس چیز کو ہی جانتا ہی اپنے کو نہین۔ امر واقع یہ ہی کہ صرف اُسی
چیز کا کہ جس کا واقعی وجود ہی آتما کو علم ہو سکتا ہی۔ اور چونکہ ادراک کی حالتون یا تبدیلیون کا یعنی
دوسرے الفاظ مین روحانی جوہر کی تبدیلیون یا حالتون کا کوئی وجود روحانی جوہر سے علیحدہ
نہین ہی اسوجہ سے روح کے وجود کے ساتھ ہی اُسکی تبدیلیون کا احساس ممکن ہی۔ یہی بات
دُکھ سُکھ کے احساس کے بارہ مین بھی پائی جاتی ہی جس سے ہم سب واقف ہین۔ جب مین کہتا
ہون کہ مجھے دُکھ ہو رہا ہی یا مین سُکھی ہون تو میرا مطلب یہ نہین ہوتا ہی کہ دُکھ اور سُکھ میری
ذات کے باہر مجسم اشیاء ہین جنکو مین نے کسی انوکھے طریقہ سے گرفت کیا ہو۔ جو میرا مفہوم ہی
وہ یہ ہی کہ مین اپنی ہی ذات کی ایک حالت یا تبدیلی کو محسوس کرتا ہون جو ایک صورت مین
دُکھ اور دوسری صورت مین سُکھ کی شکل رکھتی ہے۔ دُکھ سُکھ اسوجہ سے میرے ادراک کی حالتین
ہین یعنی اُس عام احساس آگاہی کی جو مجکو اپنی ذات کا ہی۔ نیا پیدا ہوا بچہ جو پیدا ہوتے وقت
چلاتا ہی بلاشک پیدا ہونے کی تکلیف کو اپنے ہی ادراک کی حالت کے طور پر محسوس کرتا ہی گو کہ
اسوقت مین اپنے آئینہ عقل کے صاف نہونے کی وجہ سے وہ اپنی ننھی سی شخصیت کی صاف
تصویر اپنے خیال مین قائم نہین کر سکتا ہی۔ موجودہ زمانہ کے عالم لوگ اسکے خلاف خواہ کچھ بھی
کہین لیکن حقیقت یہ ہی کہ دُکھ یا سُکھ کا احساس سوائے ضمیر واحد متکلم کے کبھی نہین ہو سکتا ہے۔
اگر کوئی شخص ضمیر غائب مین دُکھ سُکھ کا احساس کر سکے تو وہ معجزہ ہوگا کیونکہ جس شے کو انسان
اپنے سے باہر دوسرے مین دیکھتا ہی وہ تماشا ہو سکتا ہی کبھی احساس یا انوبھو نہین۔

پریر (Preyer) صاحب کے بچہ نے بھی اگر پریر صاحب نے اُس کو کبھی قوت گویائی
حاصل ہونے کے قبل بھوک کی حالت مین دیکھا ہوگا تو بھوک کو ضمیر واحد متکلم مین محسوس کیا ہوگا
اور ضمیر واحد متکلم مین ہی اُس نے اُس تسکین کو محسوس کیا ہوگا جو غذا پانے سے ان موقعون پر حاصل
ہوتی ہوگی۔ پس ہم نتیجہ نکالتے ہین کہ ادراک کی پہلی علامت متنفس پن ہی جو نیچے سے نیچے درجون مین بھی

نہین پائی جاتی ہو لیکن ہم پہلے ہی ذرّہ میں روح کے وجود کی تردید دیکھ چکے ہین-
مینونسپل کمشنرون کی سی جماعت کے ادراک کے خیال کی مزید تردید ضروریات منطق
سے بھی ہوتی ہو کیونکہ منطقی نتیجہ صرف اُسی وقت ممکن ہوسکتا ہو کہ جب نتیجہ نکالنے والا
ادراک وہ ہی ہو جو منطق کے دونون جملون یا قضیون سے جن سے نتیجہ نکالا جاتا ہو واقف ہو
اسکے خلاف کبھی نہین ہوسکتا ہو کیونکہ اگر اس جماعت مینونسپل کمشنران مین سے ایک شخص
ایک جملے منطقی سے واقف ہو اور دوسرا شخص دوسرے جملے منطقی سے تو نہ وہ دونون
اور نہ کوئی تیسرا شخص ان جملون سے کسی قسم کا نتیجہ نکال سکینگے۔ اسیطور پر اگر بھیجے کا ایک حصہ
صرف ایک جملے سے واقف ہو اور دوسرا حصہ دوسرے جملے سے تو ان جملون سے کسی
نتیجہ کا نکالا جانا ناممکن ہوگا- مگر چونکہ آتما منطقی نتیجہ نکالنے کی قابلیت رکھتا ہو اسواسطے یہ
ثابت ہو کہ وہ بھیجے سے الگ کوئی دوسری قسم کی چیز ہو یعنی وہ کوئی مرکب چیز نہین ہو
بلکہ تنفس پن کو لئے ہوے سادی اور ناقابل تقسیم (اکھنڈ) یعنی بغیر اجزا کے ایک شے ہو-
حافظہ کے لحاظ سے بھی ہم دیکھ سکتے ہین کہ وہ ایک بھیجے جیسی تبدیل اور ضائع
ہونے والی شے کی صفت نہین ہوسکتا ہو کیونکہ جو بھیجا کہ آج کسی چیز کا احساس کرتا ہو
وہ کسی حالت میں وہ بھیجا نہین ہوگا جو پچاس برس کے بعد اُس احساس کو یاد کریگا-
پس اگر بھیجا ہی یاد کرنیوالی طاقت ہو تو حافظہ ضرور ایک معجزہ ٹھہریگا کیونکہ اُس صورت مین
ہمارا آج کے محسوس کئے ہوے واقعہ کو یاد کرنا بمنزلہ کسی دوسرے شخص کے مشاہدہ کے
یاد کرنیکے ہوگا کہ جو پچاس سال ہوے زندہ تھا- یعنی دوسرے الفاظ مین بمنزلہ اپنے تئین
دوسرے کی ہستی کے طور پر یاد کرنیکے ہوگا جو ایک محض لغویت ہو جیسا کہ ایک بڑے
رومن کیتھولک پادری مہر ([illegible]) صاحب نے اپنی کتاب
موسومہ سائیکولوجی ([illegible]) میں دکھایا ہو- پس یہ
ظاہر ہو کہ حافظہ کسی ایسی چیز کا کرتب نہین ہو جو مثل ایک بہتی ندی کے ہر لمحہ نیا بنتا ہو

طبیعت کو مارنے سے حاصل ہوتی ہی۔ صاف طور سے یہان پر معاملہ ایک مدفون
Pompeii (ایک شہر کا نام ہی جو ایک آتش فشان پہاڑ سے نکلے ہوے مادہ
سے دب گیا تھا) کو لاوا کاٹ کر نکالنے کا ہی نہ کہ قوت خیال کے کسی حسابی اندرجال سے
ایک خشت مین سے ایک نئے شہر کے بنانے اور آباد کرنیکا۔ اصلیت یہ ہی کہ ہر تنفس
روح یا جاندار مین ہمہ دانی کی صفت موجود ہی جسکو وہ اپنے تئین ناپاکی کے میل سے
صاف کرنیسے حاصل کر سکتا ہی۔ یہ بیان بادی النظر مین تعجب خیز معلوم ہوتا ہی لیکن
غور کرنیسے اُسپر ہر شخص آسانی سے متفق ہوگا اس کی وجہ یہ ہی کہ علم کوئی ایسی چیز نہین ہی
جو جاننے والے سے علحدہ ہو کیونکہ جاننے والے کے وجود کی ہی حالات کا نام علم ہی جنکو
معمولی طور سے انگریزی مین سٹیٹس اوف کونشنیس۔ states of con-
sciousness یعنی حالات ادراک کہتے ہین۔ ہمارے باہر چیزین ہین علم نہین ہی
اور اُنکی موجودگی کی بابت ہمارا اندرونی احساس علم کہلاتا ہی۔ اس قسم کی چیزون کے
بارہ مین جیساکہ وقت۔ خلا۔ لامحدودیت۔ قانون علت و معلول وغیرہ کینٹ Kant
صاحب نے ثابت کیا ہی کہ جاننے والے کے ادراک مین یہ شروع سے ہی قدرتی طور
سے ہوتے ہین یعنی مشاہدہ پہ اُنکا علم مبنی نہین ہی اور جہان تک مجھے معلوم ہی ایک ادنی
فلاسفر بھی ایسا نہین ہی جو اس بڑے جرمن فلاسفر سے اس معاملہ مین اختلاف راے
رکھتا ہو۔ اگر ہمارا ادراک بہت نیچے کے درجہ کے ابتدائی احساس مین سے رفتہ رفتہ
نشو و نما پاکر فہم کے درجہ کو پہونچا ہی تو یہ قدرتی علم اُس مبتدی حالت مین ہونا لازمی ہوگا
لیکن اس قدرتی علم کے خیالات کا اُس مبتدی حالت احساس مین جو مادہ کے ایک ذرہ
مین قایم کیا جاتا ہی کیونکر قیاس کرین۔ اُس مبتدی حالت مین انکا اظہار کیون نہین ہوتا
کیا اُنکی بھی کوئی مبتدی حالت ہوتی ہی۔ لیکن کینٹ صاحب اس دلیل کے ذرہ بھی روادار
نہین ہین کیونکہ یہ قدرتی خیالات مشاہدہ سے نہین حاصل ہوتے ہین۔ قانون علت

اب چونکہ جو بات ایک شخص کو معلوم ہوتی ہے وہ ہر شخص کو معلوم ہو سکتی ہے اس سے نتیجہ نکلتا ہے
کہ ہر شخص مین اُن سب باتون کو کہ جنکو گذشتہ زمانہ مین کسی شخص نے جانا ہے اور اُن سب
باتون کو جو موجودہ زمانہ مین کسی شخص کو معلوم ہون اور اُن سب باتون کو بھی جنکو آیندہ
زمانہ مین کبھی کوئی شخص جانیگا جاننے کی قدرتی قابلیت ہے۔ دوسرے الفاظ مین ہر روح
قدرتی طور سے ہمہ دان ہونیکی قابلیت رکھتی ہے گو کہ وہ واقعی علم جو اسکو کسی خاص وقت مین
حاصل ہو بوجہ کسی علم اور عمد کی سمجھ کے روکنے والے سبب کے جو مادہ یا کھوٹ کی شکل مین
اُسکے ساتھ ملا ہوا ہے اتنا کم ہو کہ جسکا ہم تذکرہ کرتے ہوتے بھی شرمائین

ہمہ دانی کی صفت کے بارہ مین یہ خیال رکھنا چاہئے کہ ان الفاظ کا مفہوم پورا پورا
گیان ہے۔ بعض مصنفون کا خیال ہے کہ علم مین ایک ایسی چیز کے وجود سے جسکو وہ کچھ خوفزدہ
آواز مین انجان (the unknown) کہتے ہین محدودیت پائی جاتی ہے
لیکن یہ ایک مہمل بات ہے۔ واقعی دنیا میں انجان کوئی شئے نہین ہو سکتی ہے۔ کیونکہ ہم
اُس بات کے پوچھنے کے مستحق ہین کہ انجان کا ذکر کرنے مین آپ ایک ایسی چیز کا ذکر
کرتے ہین کہ جسکو آپ جانتے ہین یا نہین۔ اب اگر آپ اُسکا جواب یہ دیتے ہین کہ مین
جانتا ہون کہ ایک ایسی انجان چیز دنیا مین موجود ہے جسکو کبھی کوئی شخص نہین جان پائیگا
تو میرے دوست آپکا یہ اقبال کہ آپ جانتے ہین کہ ایک ایسی چیز موجود ہے خود آپکے دعوی
کی تکذیب کرتا ہے لیکن اگر آپ کہتے ہین کہ مین نہین جانتا ہون کہ کوئی ایسی چیز ہے تو آپ کو
میری نصیحت پر عمل کرنا چاہئے اور اُسکا تذکرہ چھوڑ دینا چاہئے کیونکہ اُس صورت مین
آپ بچون کی طرح سے اُن چیزون کا ذکر کرتے پائے جاتے ہین کہ جن سے ذرا بھی آپکو واقفیت
نہین ہے اور جنکے وجود کے ماننے کے لئے کوئی بھی دلیل آپکے پاس نہین ہے۔ اب آپکو
صرف گریز یہان پر ممکن ہے کہ یہ کہین کہ ہمارا انجان ایک مجموعہ بہت سے اوصاف کا ہے جنمین سے
بعض کو کبھی کوئی نہین جانیگا۔ لیکن یہان بھی آپ اپنی پہلی غلطی مین پڑے ہوئے ہین کیا آپکے پاس

کہ اشیار کا اثر ایک دوسرے پر پڑتا ہی اور وہ اُس اثر کے ذریعہ سے جانی جاتی ہین اسوقت بھی کہ جب وہ حواس خمسہ کے ذریعہ نہین جانی جاسکتین مثلاً اکاش (ــــ) جو دکھائی نہین دیتا ہی مگر اپنے اوصاف کی وجہہ سے جانا جاتا ہی۔ پس یہ کہنا کہ ایک شے کبھی نہین جانی جائیگی ایسا کہنے کے برابر ہی کہ وہ اس لاتعداد مدت مین کہ جو ماضی وحال و مستقبل کا مفہوم ہی کبھی کسی دوسری چیز سے کسی قسم کا تعلق پیدا نہین کرتی۔ لیکن یہ صرف انھین چیزون کے لئے ممکن ہی جو کائنات یعنی ہستی کی حدود کے باہر ہین۔ پس جس چیز کا کبھی کسی دوسری چیز سے تعلق نہین ہوا اور نہ ہوسکتا ہی وہ ضرور معدوم ہی۔

اسطور پر ہم اپنے پُرانے نتیجہ پر واپس آتے ہین جسکے بموجب تمام چیزین جاننے قابل ہین اور جو روح کے جاننے کی قوت کو غیر محدود بتاتا ہی۔ پس ہر روح قدرتاً ہمہ دان ہی اگر یہان تک آپ نے میری تقریر کو سمجھ لیا ہی تو آپ اس بات کو اچھی طرح جان لینگے کہ مادہ پرستون کا خیال جو ایک مادی ذرہ کے احساس مین سے ادراک کو گھڑنا چاہتے ہین کتنا باطل ہی۔ ہم جانتے ہین کہ عقل کی تیزی من کے دھندلاپن میلے پن اور سستی کے ہٹانے سے ہوتی ہی اور یہ میلاپن وغیرہ ایک سے زیادہ چیزون کے ملنے سے پیدا ہونے والے مرکبات مین ہی ممکن ہوسکتے ہین کہ جہان ایک شے دوسری شے کے اوصاف کو گندہ اور خراب کرتی ہی۔ لیکن مادی ذرہ مین مانتے ہوے ادراک کے ساتھ کوئی دھندلا کر نیوالا اسبب نہین لگا ہوا ہی کیونکہ ذرہ ایک مفرد غیر مرکب شے ہی۔ اسلئے اگر ادراک کو ذرہ کا وصف مانا جائے تو ذرہ مین رہنے والی روح کو تیز ترین فہم والا ہونا چاہئے یہ دلیل مادی ذرون کے ادراک کو بالکل جھوٹا ثابت کرتی ہی۔ بھیجے کے ادراک کا خیال بھی روح کی سمجھ اور علم کی طاقتون پر لحاظ کرتے ہوے اس سے عمدہ نہین ٹھہرتا اگر کوئی شخص اس امر پر ذرا ٹھہر کر غور کریگا کہ علم یعنی مشاہدہ تفتیش قسم بندی مقابلہ۔ نتیجہ۔ تعبیر۔ تجویز وغیرہ وغیرہ اور حافظہ کا مفہوم کیا ہی تو مین امید کرتا ہون

تصویرون اور نقشون کا سوال اُٹھاکرتا ہے انکا وجود ہی
بیانیر غیر ممکن ہے ۔ یہ بہی صاف نہین ہے کہ ہم
تاریکی مین سے کس طریقہ پر روشنی اور اصلیت
کی دنیا مین دوبارہ داخل ہوسکینگے ۔ ہم علوم
طبعی اور حواس خمسہ مین پورا بھروسہ رکھکر تفتیش
مین مصروف ہوتے ہین اور فوراً بیرونی شئے سے ایک
نسون کے چکر مین پڑجاتے ہین کہ جہان پر بیرونی شئے کی
بجائے ناڑیون کی تبدیلیان رہ جاتی ہین جو سوائے
اپنی ذات کے اور کسی چیز سے مشابہت نہین رکھتی ہین ۔
بالآخر ہم کہوپڑی کی اندھیری کوٹہڑی مین اپنے تئین پاتے ہین ۔
اب بیرونی شئے بالکل غائب ہوگئی ہے اور علم ابہی حاصل
نہین ہوا ہے ۔ دنیا کو اصل ماننے والون کے خیال سے
بہی بیرونی اشیا کی آگاہی کا ذریعہ صرف ناڑیون کی
تبدیلیان ہین ۔ لیکن ان تبدیلیون کو بیرونی دنیا کے علم مین
تبدیل کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم ایک مترجم قائم
کرین جو اون تبدیلیون کے مفہوم کو سمجھ سکے ۔ لیکن وہ مترجم
بہی خود ایسا ہوگا کہ جو دنیا کا مفہوم اپنی ذات مین رکھتا ہو ۔
اور یہ تبدیلیان یا علامات دراصل ایک قسم کی تحریک ہین
جو روح کے اندرونی گیان کا پرکاش کراتی ہین ۔
چونکہ اتفاق رائے سے روح بیرونی دنیا سے صرف انہین
علامات (ناڑیون کی تبدیلیون) کے ذریعہ سے تعلق

مطلب ہے۔ اب مین آپ سے جو ان سب باتون کو جانتے ہین یہ دریافت کرتا ہون
کہ کیا آپ کوئی ایسا طریقہ جانتے ہین یا کسی طرح سے قیاس کر سکتے ہین کہ جس سے ادراک
کی ایک بہاگتی ہوئی کرن کے من کا اندرونی ذخیرہ کل کا کل بے کم وکاست فوراً ایک
اسی قسم کی دوسری کرن پر جو اوسکے پیچھے لگی ہوئی چلی آرہی ہے اور جسکو پیچھے سے
ایک اور اسی قسم کی کرن ڈہکیل رہی ہے منتقل ہوسکتا ہے۔ صرف یہی نہین بلکہ کیا
آپ اس امر کا بہی قیاس کر سکتے ہین کہ پیچیدہ عقلی کاروایان کیونکر گہنٹون تک بغیر
رخنہ ذخلل کے ان ٹوٹتے ہوئے ستارون کے مانند جلد فانی ہونیوالے اور خود تعلیم
پانیوالے عجیب المخلوق طفلان بھیجے کی مدد سے اور کسی قائم رہنے والی عقل کی
عدم موجودگی مین جاری رہ سکتی ہین۔ مجکو تو یہ کل کی کل گہڑنت معجزہ سی معلوم
ہوتی ہے اور اسوجہ سے مین اسکو نظر انداز کرتا ہون۔

اسلئے مشاہدہ کی صفات ہی سے یادداشت کی خاصیت کا پتہ لگتا ہے۔ لیکن مشاہدہ تو وہ احساس علم ہے جو اشیاء کی حواسی تحریک کے اثر سے جو ہمارے ادراک پر پڑتا ہے پیدا ہوتا ہے۔ پس حافظہ بھی اصلی احساس کا دوبارہ بنانا ہے گو کہ اس دفعہ بیرونی کے بجائے اندرونی تحریک سے۔ وہ حصّہ یا حصّے جسم جو مشاہدہ مین مستعمل ہوتے ہین ناڑیون کے جال و احساسی مقامات دماغ ہین جہان کہ روح کی قوّت احساس بہت تیز ہوتی ہے۔ ان احساسی مقامات دماغ کے ہماری سمجھ کے متعلق دو قسم کے کام ہین۔ (۱) وہ مشاہدہ مین بیرونی تحریک کو روح تک پہنچاتے ہین اور (۲) یادداشت مین وہ روح کی اغراض کے لئے اندرونی تحریک کو حواس خمسہ کے احساس کا جامہ پہناتے ہین تاکہ حافظہ مشاہدہ کی نقل کرکے اسکو دوہرا سکے۔ چونکہ یاد کئے ہوئے گذشتہ واقعات فوٹو یا تصاویر نہین ہین اسلئے جب تک کہ وہ کسی اندرونی یا بیرونی احساس مین حلول نہ کرلیوین مجسّم نہین بن سکتے۔ اس باعث سے اگر انکو کوئی ایسا احساسی جسم حلول کرنیکے لئے نہین ملتا ہے تو وہ مشاہدہ کی صورت اختیار نہین کرسکتے ہین۔ اب دماغ کے احساسی مقامات کے زخم کا کام فقط اتنا ہی ہے کہ مشاہدہ مین وہ بیرونی تحریک کو کاٹ دیتا ہے اور یادداشت مین اندرونی کو۔ وہ اور کسی طور پر روح پر اثر نہین ڈالتا اور نہ روح کے وجود کو ہی کسی اور طریق سے کم کرتا ہے۔ اگر آپ مجھسے پوچھین کہ حافظہ کہان پر رہتا ہے تو مین یہ جواب دونگا کہ آپ اسکو من کی اس مخفی قوّت مین جسکو توجہ کہتے ہین ڈھونڈین۔ حیات کی متحرک رو جسکا ذکر کیا جاچکا ہے ہمارے گذشتہ تجربہ سے لدی ہوئی ہے جو اسکی تبدیلیون کی صورت مین اسمین موجود ہے اور اس کا سرا توجہ ہے جو کبھی ایک اور کبھی دوسری گیان یا کرم اندری سے جڑتا رہتا ہے۔ توجہ کے تیز کھنچاؤ یا تناؤ کی وجہ سے من حال مین لگا رہتا ہے اور یہہ بھی اسی کھنچاؤ کے باعث سے ہے کہ جب من ایک اندری سے جڑا ہوتا ہے

بہتون کے خیال مین آیا ہوگا کہ ہماری تحقیقات سے ادراک کے جوہر کا دوامی یعنے غیر فانی ہونا ثابت ہوتا ہے کیونکہ وہ اپنی ساخت مین بغیر اجزا ر کے اور اکھنڈ ہے اور اسوجہ سے غارت ہونے کے ناقابل اور موت کا مخالف ہے۔ وہ ہی دلیل کہ جس سے مادہ کا چھوٹے سے چھوٹا ٹکڑہ دوامی ثابت ہوتا ہے روح کے دوام کو بھی ثابت کرتی ہے کیونکہ جس کے حصہ یا جزو ہی نہین ہین جو ٹوٹ سکین وہ لازمی طور سے غارت اور فنا ہونے سے محفوظ ہے۔ روح اسلئے اپنی ذات مین لافانی بھی ہے۔

روح کی دیگر صفتون مین سے وہ صفت جس کے لحاظ سے ادسکے اصلی سروپ پر بیان اور غور کرینگے خوشی یا آنند ہے جسکو ہم سب کسی نہ کسی طریق پر اپنی اردگرد کی چیزون سے حاصل کرتے مین مشغول ہین۔ لیکن بدقسمتی سے ہمارے باہر دنیا مین ایسی کوئی شئے نہین ہے جو خوشی کہلا سکے بلاشبہہ قدرت مین اشیا اور واقعات ہین لیکن اشیا اور واقعات کی خاصیت مین خوشی کا ذخیرہ ہونا نہین ہے۔ ہم دیکھتے ہین کہ ایک شخص تو فرزند کے تولد ہونیکی خوشیان مناتا ہے لیکن ایک دوسرا شخص اسی بچہ کے پیدا ہونے سے رنج و ماتم مین مبتلا ہے کیونکہ اس بچہ نے پیدا ہوکر اسکو پہلے شخص کی دولت سے جس کو لاولدی کی حالت مین وہ ورثہ نے والا پاتا ہمیشہ کے لئے محروم کردیا ہے۔ بچہ باوجود اسکے صرف ایک امر یا واقعہ ہے اور بذات خود نہ خوشی و نہ بدقسمتی ہی ہے۔ ایسی ہی حالت اور چیزونکی بھی ہے۔ مثلاً پان جو ہندوستانی ذائقہ کو کتنا خوشگوار معلوم ہوتا ہے انگریزون کو بدذائقہ محسوس ہوتا ہے۔ علاوہ ازین اگر میرے باہر کسی چیز مین خوشی ہوتی تو وہ مجھہ تک میرے حواس خمسہ کے ذریعہ ہی سے پہونچ سکتی تھی لیکن مین تو انکے ذریعہ صرف مادہ کے ذرون کو ہی آتے ہوئے دیکھتا ہون کبھی خوشی یا آنند کو نہین

روح کا کسی بیرونی شئے سے ملنا یا جڑنا نہین پایا جاتا ہے گو کہ نگاہ ایک گلابی کاغذ کے ٹکڑہ پر جس پہ تار کی خبر امتحان کی کامیابی کی لکھی ہوئی ہے البتہ پڑی ہے۔

غور سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ تو اس کاغذ کا نہ اسکے گلابی رنگ کا اور نہ اسکی عبارت کا ہی کچھہ تعلق اس خوشی سے ہے جو اسکے پڑہنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اگر آپ مجھسے اس امر پر اتفاق نہ کرین تو آپ کو چاہیئے کہ آپ اس خبر کے الفاظ کو اوس ہی یا ویسے ہی کاغذ پر لکھہ لیوین اور اونکو حسب دلخواہ جتنی مرتبہ چاہین پڑہا کرین۔ اس سے آپ کو یقین ہو جاوے گا کہ اس مضمون یا کاغذ مین جس پر کہ وہ لکھا ہوا ہے کوئی خوشی پیدا کرنے کی صفت نہین ہے۔ برعکس اسکے غور سے یہہ امر ثابت ہوتا ہے کہ آنند کی جھلک اندر ہی سے پیدا ہوتی ہے جس کا موقع تار کی خبر ہوتی ہے مگر کارن (علّت) نہین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کے موقون پر اگر خبر کو سچّا باور کیا جاوے تو اس سے پریشانی اور آفتون کا بوجھا جس سے روح دبی ہوئی ہے کچھہ ہلکا ہو جاتا ہے اور اسکے ہلکا ہونے سے ایک حد تک روح کی اصلی خاصیت اپنا اظہار کر پاتی ہے۔ پس یہہ ظاہر ہے کہ باہر کی چیزونکی جھلکی روح کے قدرتی آنند کا باعث نہین ہے بلکہ کسی رکاوٹ یا اندرونی ڈاٹ کا انکا لڑانا ہے جس کے ہٹ جانے سے اندرونی لہر مثل چھلکنے والی شراب کے کہ بوتل کے اندر ہی سے جھلکتی ہوئی نکلتی ہے امنڈ آتی ہے دنیا کی لذات سے پیدا ہونے والی خوشی کی مثال بیان پر بے سود ہے کیونکہ درآن حالیکہ جب اصلی آنند ایک قسم کے بوجھہ یا قید سے رہائی پانے پر آزادی کا احساس ہے لذات دنیا سے پیدا ہونے والی خوشی جو اس تمہ سے اشیاء کے اصلی یا خیالی طور پر ملنے و جڑنے سے پیدا ہوتی ہے اور آزادی کے خیال سے بالکل مبرّا ہے۔

ہوتا یعنی دکہہ اور تکلیف ہمارے وجود کی صفات ہوتین تو وہ ہماری آتما یین ہماری خواہشات اور جذبون کے ہلکا اور مند پڑ جانے پر پیدا ہوتین کیونکہ جو شئے کسی چیز کی قدرتی صفت ہے وہ خود بخود بلا سبب کے ہی اپنے روکنے والے کارنون (اسباب) کے ہٹ جانے پر پیدا ہو جاتی ہے۔ رنج اور مصیبت دونون بیرونی اسباب سے جو مختصر طور سے مفصلہ ذیل دو اقسام کے ہین پیدا ہوتے ہین اوّل۔ انشٹ سنجوگ یعنی ملاپ ایسی چیز سے جو مرغوب طبع نہین ہے۔ دوسرے اشٹ دیوگ یعنی علیحدگی ایسی چیز سے جو مرغوب طبع اور خوشگوار ہے۔

دکہہ اور مصیبت کسی حالت مین اُسوقت نہین پیدا ہوتے جب ہم اپنی ذات مین قائم ہون یعنی ان اسباب مین سے ایک یا دوسرے کے وسیلہ کے بغیر۔ درحقیقت جہان تک کہ جسمانی تکلیف کا تعلق ہے وہ طبعی حرکات و مختلف قسم کی اشیا و عناصر کے باہمی کیمیائی فعل کا جو جسم مین ہوتا رہتا ہے اثر ہے نہ کہ روح کے اندر سے کوئی خود بخود پیدا ہونیوالی شئے۔

مذکورۂ بالا تقریر سے ہم یہہ کہنے کے مجاز ہین کہ روح بذات خود خوشی کا خزانہ ہے جسکو کہ وہ بیرونی اشیا سے حاصل کرنے مین بے سود کوشان ہے۔

پھر یہ کیا وجہ ہے کہ روح اپنی قدرتی خوشی کا ہمیشہ انوبہو نہین کر سکتی ہے۔

اس اہم سوال کا جواب یہہ ہے کہ ہماری غلطیون اور توہمات کی وجہ سے ہماری آتما کی اصلی صفات زایل ہو گئی ہین۔

جس حد تک کہ ان جہالتون اور توہمات یا نشون کی ہماری روح مین کمی ہوتی ہے اوسی حد تک روح کے اصلی اوصاف نمایان ہوتے ہین۔ واقعی روح پورن آنند اور ہمہ دانی کا انوبہو کرے گی جبکہ وہ قوتین جو اسوقت ان صفات کو روکے ہوئے ہین بالکل غارت ہو جاوینگی۔ اور حیات ابدی بھی روح کے اُن دشمنون پر فتح پانے والے کا

جسکو ماضی کہتے ہین بالضرور موجود رہی ہوگی جیسے کہ وہ آئندہ قائم رہیگی۔
لیکن گذشتہ زمانہ مین روح بطور خالص نور کے کبھی نہین رہی ہوگی۔ کیونکہ خالص نور ہوجانے کے بعد وہ پھر کبھی آواگون کے چکر مین نہین گر سکتی۔ اسکی وجہ یہہ ہے کہ روح اپنی شُدھ (پاک) حالت مین ہمہ دان سب کچھ دیکھنے والی بے اندازہ خوشی کی ہو گئے والی اور تمام صفات الٰہی کا خزانہ ہو جنکا کسی قسم کے خارج کارنون (اسباب) کے نہ ہونیکے باعث پورا پورا اظہار اسکی ذات مین ہونا لازم ہو۔ ایسے کامل جیو کا ایک مادّی شریر (جسم) مین حلول کرنے کے لئے اپنے اعلیٰ مقام سے گرنے اور اسطور پر اپنی تکمیل کو مختلف صورتون مین محدود کرنے کا خیال ایک ایسی لغو بات ہے کہ اسکو عقل ایک لحہ بھر کے لئے بھی نہین مان سکتی ہے۔ اس سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اسس جنم سے پہلے گذشتہ زمانہ مین روح کبھی کمالیت کے درجہ کو نہین پہنچی تھی اور یہہ بھی ظاہر ہے کہ روحون کے مختلف حالات مین پیدا ہونے کے لئے یہہ ضروری ہے کہ ایسی کوئی قوّت یا قوّتین ہون کہ جو انکو مختلف قسم کی رحمون مین کھینچ کر لیجا سکین۔ لیکن ایسی قوّت کا جو روح کو کھینچ کر ایک جسم سے دوسرے جسم مین لیجائے ہم کس طور پر خیال کرین اگر اسطور پر نہین کہ وہ کسی قسم کے مادّہ کا فعل ہو۔ پس یہہ ظاہر ہے کہ کسی جسم مین مجسم ہونے کے قبل روح کے ساتھہ مادّہ کے لگاؤ کا ہونا ضروری ہے۔

تب یہہ مادّہ کے لگاؤ کا اثر ہے جو جانداروں کی ان تمام حالتون کا ذمہ دار ہے جو ایک پاک روح مین نہین ہوتین۔ کیونکہ مختلف جوہرون یا عنصرون کے آپس مین ملکر ایک ہو جانے کا نتیجہ انکے اصلی اوصاف کا محدود ہو جانا یا دب جانا ہی ہوا کرتا ہے۔ جیسے ہائیڈروجن اور اوکسیجن کہ قدرتاً دو قسم کی ہوائین ہین لیکن جب ملکر ایک ہو جاتی ہین تو انکی ہوائی خاصیت محدود ہو کر پانی کی شکل مین تبدیل

اور ان چیزون کے اختیار کرنے مین خارج ہوتے ہین جنکو ہم مفید اور اچھا جانتے ہین اور نیز چند چھوٹے چھوٹے نقائض جیسے ہنسی - دلبستگی وغیرہ اور بعض جسمانی عادات و خاصیت ہی جو اپنے کو قابو مین لانے مین مخل ہوتے ہین - یہہ سب موہنی کرم کہلاتے ہین - اسکی دو قسمین ہین درشن موہنی جنکے ہوتے ہوئے صحیح اعتقاد حاصل نہین ہوسکتا ہے اور چارتر موہنی جو صحیح اعتقاد کو تو حاصل ہو جانے دیتے ہین مگر اس پر عمل نہین ہونے دیتے ہین - اِنکے علاوہ ایک قسم کی اور بہی قوت ہے جو نیک اور مرغوب دل کام کو نہین ہونے دیتی اور جو عام طور پر ہمارے ارادونکے پورا ہونے مین حارج ہوتی ہے - اِس کا نام انتراے ہے - یہہ قوتین ہین جو ہماری روح کی قدرتی پرماتما پن کی صفات مثلاً ہمہ دانی وغیرہ کے حاصل ہونے مین حارج ہوتی ہین - پس یہہ نتیجہ عیان ہے کہ حارج ہونے والی قوتون کے ناشش ہونے پر روح کی اصلی قدرتی صفات اور پرماتما پن کی فضیلتین فوراً حاصل ہو جاتی ہین کیونکہ یہہ تو سب دراصل آتما ہی مین موجود ہین کہین باہر سے ہتوڑے ہی حاصل کرنی ہین - مذہب کا دعوے ہے کہ وہ وہ طریقہ ہے جو روح کو پرماتما پن کا کمال حاصل کرا دیتا ہے - اس مدعا کو وہ روح کے اصلی اوصاف اور خاصیتون کے اور اون اوصاف اور خاصیتون کے حارج ہونے والی قوتون اور اون حارج ہونے والی قوتون کے غارت کرنے والے اسباب کے علم سے حاصل کرتا ہے - مجھے اس کہنے کی ضرورت نہین ہے کہ یہہ سب تحقیقات نہایت احتیاط کے ساتھہ سائنس کے طریق پر بڑی غور و فکر سے کرنی پڑتی ہے کیونکہ سائنس ہی کے اوپر فوری یقینی اور کبھی نہ بدلنے والے اثر پیدا کرنے کے لئے بھروسہ کیا جاسکتا ہے - پس مذہب کی تعریف یون کرنا مناسب ہے کہ وہ آنند کے

(آسرو) اور جن کے ملنے سے خارج قوتین بنتی ہین (بندھ) قید محدود یت ہین سے - آسرو کا رُکنا (سموَر) اور موجودہ خارج قوّتون کا توڑنا (نرجرا) باعث نجات (موکش) ہین جسکے حاصل ہونے پر روح پورن پرماتما بن جاتی ہے -

سب قسم کے اخلاق اور فرائض اور نیکی اور بدی کا ثمرہ واقعی مین تیسرے اور چوتھے تتّون مین شامل ہین - لیکن اگر انکو علیٰحدہ گنا جاوے تو سات تتّون کے ساتھہ ملنے سے نو (۹ = ۲ + ۷) پدارتھہ (مضامین) کہلاتے ہین جنکو ارکان سائنس خوشی بہی کہہ سکتے ہین -

لفظ نجات کا مذہبی مفہوم پورے طور سے سمجھنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ آپ تیسرے اور چوتھے تتّون یعنے آسرو اور بندھ کو اچھی طرح جان لین - آسرو کا مطلب روح اور مادّہ کا ایکجا ہونا ہے اور اسکا قاعدہ اسطور پر ہے کہ مجسّم آتما کے تمام افعال کے ساتھہ خواہ وہ جسمانی ہون یا من یا قوّت گویائی سے تعلق رکھتے ہون ایک قسم کا لطیف مادّہ آتما کی طرف بہا کرتا ہے - لطیف پرمانوؤن کی ہمیشہ جاری رہنے والی لہرین یا ندیان برابر اندریون سے ٹکرایا کرتی ہین جنکو کہ اندریان اندر روح تک پہنچانے مین برابر مصروف رہتی ہین - خواہ مین کسی چیز کو دیکھون یا سنون یا سونگھون یا کہاؤن یا چہوؤن ہر حالت مین مین غیر احساسی مادّہ کی ایک مقدار اپنی طرف کہنچتا ہون - اور جبکہ مین باہر سے بیوپار کو چھوڑ کر من کے اندر رہی اپنے کو بند کر لیتا ہون تب بہی احساس برابر ہوتے رہتے ہین جنکا مطلب یہ ہے کہ روح کا تعلق جسم کے احساسی مقامات سے برابر جاری رہتا ہے - اگر مین بولتا ہون تو مجھے اپنی آواز کے سننے کا احساس ہوتا ہے اور ان اعضا کی حرکات کا علم ہوتا ہے کہ جو الفاظ کے بننے مین استعمال مین آتے ہین - یہان بہی احساس کی سامگری (مصالحہ) کی آمد برابر جاری رہتی ہے - اندریون مین داخلت

تبدیلی پیدا کرتے ہین - اس تبدیلی کا نام state of consciousness (ادراک کی حالت) ہے - اسکو روح محسوس کرتی ہے اور وہ ہی جدید حالت ادراک ذائقہ کا احساس ہے - لیکن یہہ ذائقہ کے ذرّے دونون حالتوںمین موجود ہوتے ہین خواہ روح انکی طرف متوجہ ہو یا نہین - اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ذرہ روح سے اوسوقت تک مخلوط نہین ہوتے جب تک کہ دروازہ کہلا ہوا نہ ہو اور توجہ انکو اپنی مالکہ کے پاس نہ پہونچا وے - لیکن توجہ سے مراد ہمیشہ دلچسپی سے ہے خواہ وہ محض واقفیت حاصل کرنے کی غرض کا اظہار کرے یا ہم بغل ہونے کی نہایت پر جوش خواہش کا - پس ہم یہہ کہہ سکتے ہین کہ روح اور مادّہ کا اختلاط صرف اسی وقت ہو سکتا ہے کہ جب روح پر کسی قسم کی خواہش کا غلبہ ہو یعنی جب وہ بیرونی اشیا سے ہمبغل ہونے کی رغبت رکہتی ہو اسس سے روح اور مادّہ کے اختلاط کا دوسرا قانون یا قاعدہ حاصل ہوتا ہے جو اس طور پر کہا جا سکتا ہے کہ روح اور مادّہ کا اختلاط اسوقت تک نہین ہو سکتا ہے جبتک کہ روح خواہش کی وجہ سے پہلے کمزور نہ ہو گئی ہو - ناپاکی کی حالت مین روح کا امتیاز بہت کم ہو جاتا ہے اور ارادہ قریب قریب معدوم - سب سے بری حالتون مین وہ بیرونی "مسافرون" (اشیا) کی خاصیت ہی نہین سمجہہ سکتی ہے جو روسی غول ڈریکولا کی مانند پہلی مرتبہ تو مدعو کئے جانے کے محتاج ہین لیکن بعد مین وہ اپنی میزبان مین اتنی طاقت ہی نہین چہوڑتے کہ وہ پہر انکو روک سکے -

اب ہم اس امر کو سمجہہ سکتے ہین کہ جین سدہانت مین ان روح اور مادّہ کے ملنے سے پیدا ہونے والی خارج قوتون کو کرم پرکرتی کے نام سے کیون نامزد کیا ہے - چونکہ انکی ابتدا روح کی خواہش پر مبنی ہے جو روح کا فعل ہے اسلئے وہ کرم (= فعل) کا اظہار کرتی ہین اور بوجہ زبردست قوت ہونے کے پرکرتی (= قوت

لگاؤ سے آزاد ہے وہ خود واقعی خدا ہے اور قدرت مین کوئی ایسی قوت نہین ہے جو ایک واقعی خدا کو قید اور آواگون کے چکر مین پہر کہینچ کر لا ڈالے - اس ہی معنی مین شدھ روح (پرماتما) کو سروشکتی مان کہا جاتا ہے کیونکہ نزوان کے مبارک مقام کے باہر کرم سب جگہ حاوی ہے حتیٰ کہ بڑے سے بڑے اندر (دیولوک کے راجہ) دیو (بہشت کے باشندہ) اسُر (خبیث یا خباثت) اور انسان سب اوسکے مقابلہ مین پست ہین - قدرت مین کوئی طاقت ایسی نہین ہے کہ نروان جیسے مین مقیم پرماتماؤن سے مخالفت کرسکے - اونکی خوشی تینون لوکون مین سب سے زیادہ ہے - انکی پورنتا قطعی بے مثال ہے - اور ان بزرگ آتماؤن کے بل کو کہ جو ایک نگاہ ہی مین اس سب احوال کو جو اسوقت گذر رہا یا ہو رہا ہے جو گذشتہ مین ہوا ہے اور جو آئیندہ ہونیوالا ہے بلا کسی قسم کی مقام و وقت کی قیدون کے جانتے ہین کون بیان کرسکتا ہے - پہر کیسے ہم اس اعلیٰ ترین مرتبہ والے بدی اور جہالت کی قوتون کے فاتح کے جلال کا اندازہ کر سکتے ہین کہ جسکے پرم آنند مین کوئی چیز مخل نہین ہوسکتی ہے نہ جس کے اچل دہیان کو کوئی ایک سیکنڈ کے دس لاکہوین حصہ کے برابر بہی ہلا سکتا ہے - شدھ آتما کو نیند غشی اور کاہلی نہین آتی ہے - موت بیماری اور بڑہاپا اوسکے قریب نہین پہٹک سکتے ہین در کال اس کی خدمت مین صرف اس ہی غرض سے حاضر رہتا ہے کہ اسکے پوجینک چرنون ین ابدی زندگی اور ہمیشہ کی نوجوانی کے پہول سدا چڑہایا کرے - اگر سروشکتی مان ہونے کا یہی مطلب ہے تو صرف ایسا شدھ آتما ہی سروشکتی مان ہوتا ہے اور وئی نہین -

آواگون کے مسئلہ پر مزید غور کرتے ہوئے ہین یہ کہون گا کہ اسکا قیام ارواح کے دوام و لافانی ہونے پر مبنی ہے - پس دوامی اور اس لئے غیر خلق شدہ ہونے کے عث ارواح ضرور رہی گذشتہ زمانہ مین بہی موجود رہی ہونگی - علاوہ ازین

نروان حاصل کرنیکی امید بے سود ہے۔ اس سطح پر کرمون کے بندھن نہین ٹوٹ سکتے ہین۔ ابہی سے اپنے تئین سرگرمی کے ساتھہ اپنے دشمن کے غارت کرنیکے لئے طیار کرنا شروع کرو ورنہ کتّے بلّی یا کیڑے مکوڑے کے طور پر آئندہ جنم پانے یا نرک کے سخت سے سخت دکھہ بہگتنے کے لیئے کہ جو دنیاوی لذّات اور جذبات مین مصروف ہونے کا ثمرہ ہین طیار ہو جاؤ۔

پس جبکہ کوئی چوڑی شاہی سڑک فضیلت کی چوٹی پر پہنچنے کے لئے نہین ہے ایک تنگ سائنس کا راستہ اس آنسون کی گہاٹی (دنیا = آواگون) سے باہر نکل جانے کا ہے۔ یہہ سب آدمیون کے لئے ایک ہی ہے جس سے کناراکشی کرنے والے نیچے کہڈون مین گرکر جہالت اور جذبات کی سخت چٹانون پر پڑتے اور غارت ہوتے ہین۔ یہان کسی کی دلی یا ذاتی رغبت کا بہی سوال نہین ہے سائنس کے راستہ پر چلنے والے کو ذرایعہ کے چننے کا موقع نہین ہوتا ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ ہم رنگروٹ کو یہہ اختیار نہین دیتے ہین کہ وہ اپنے لئے تجویز کرے کہ آیا وہ فوجی قواعد سیکہیگا یا نہین۔ اگر وہ فوج مین آنا چاہتا ہے تو قواعد اسپر لازمی ہوتی ہے۔

کرٹے سائنس کا یہہ تنگ راستہ صحیح اعتقاد۔ صحیح علم۔ اور صحیح عمل کا میلان ہے۔ ان مین سے صحیح اعتقاد اپنی نگاہ کو برابر پورنتا اور آنند کے مقصد کی طرف لگائے رہتا ہے اور ایک لمحہ بہر کے لئے بہی اس کو سامنے سے نہین ہٹنے دیتا ہے۔ اس کا کام افعال کو راستی کی سمت مین رکہنے کا ہے تاکہ وہ ہمکو غارت نہ کر سکین۔ ناؤ کی رہبری

جیساکہ پہلے کہا جا چکا ہے اس تنگ کرٹے راستہ کا مفہوم خواہشات کا مارنا ہے تاکہ ایسا کرنے سے وہ خارج ہونے والی زبردست قوتین جو خواہشات کی وجہ سے پیدا ہوتی رہتی ہین غارت ہو جاوین اور روح اپنی اصلی حالت مین خالص نور ہی نور رہجاوے جو ہمہ دان کبھی نہ کم ہونیوالی خوشی کا بھوگنے والا اور ہر طریق پر ذات اعلیٰ پرماتما ہے۔

جو شخص اوس تفاوت پر جو گناہ کے بوجھ سے لدی ہوئی روح اور پرماتما پن کے اس اعلیٰ ترین مقصد کے درمیان جسکو وہ حاصل کرنا چاہتی ہے پایا جاتا غور کرے گا تو وہ جلد مجھسے اس امر پر متفق ہو جاوے گا کہ بجز سخت سے سخت قسم کی تپشیا کے اور کوئی چیز خواہشات کے تودون کو کاٹنے مین کامیاب نہین ہو سکتی ہے۔ ایک ہمہ دان ہمیشہ آنند مین پورن رہنے والا خدا بننا کوئی آسان بات نہین ہے۔ اس درجہ کا تیز ویراگیہ کہ جو آخری درجون مین جسمانی وذاتی سب قسم کی ضروریات کو حتےٰ کہ لنگوٹی تک کو بھی ترک کرادے ہمارے لئے لازمی ہے اگر ہمکو روحانی پورنتا حاصل کرنا ہو۔ لیکن ابتدا ایسی کٹری نہین ہے۔ کیونکہ بتدریج ترقی کرنے والی سیڑہیون کا ایک اعلیٰ زینہ موجود ہے جس پر چڑھنے سے آہستہ آہستہ برابر ترقی ہوتی رہتی ہے اور جو رفتہ رفتہ اور آسانی سے چوٹی تک پہونچا دیتا ہے۔

سب سے پہلے صحیح اعتقاد کو حاصل کرنا ہوتا ہے جس کا مطلب تتّون کے اصلی اعتقاد سے اور ادن پاک مہاتماؤن کی تعظیم سے ہے جو تتّون کے گیان سے پرماتما ہو گئے ہین۔ جیسے ایک قانون مین فضیلت کا درجہ پانیکا خواستگار شخص کسی بڑے قانون دان کو اپنا آدرش بناکر اپنے افعال مین اسکی تقلید کرتا ہے اسی طرح سے اوس شخص کو بھی جو زندگی کی تکمیل کی چوٹی پر پہونچنا چاہتا ہے ان

سنگدلی کی عادات کو چھوڑے بغیر راہ نجات پر چلنے کی کوشش کرنا بے سود ہے

یہہ یاد رکہنے کے قابل بات ہے کہ یہودیون کے قدیم مت مین زندہ جانورون کے گوشت کو کھانا منع تھا (ای - آر - ای - جلد ۴ - صفحہ ۲۴۵) پارسیون کے یہان بھی ایسا کہا ہے (دیکھو The Teaching of Zoroaster صفحہ ۴۳) کہ

"سب اقسام کے گناہون سے جو مین نے آسمان کے تعلق مین فرشتہ بہمن کے خلاف اور دنیا کے تعلق مین مویشی اور مختلف قسمون کے مویشیون کے خلاف کئے ہین اگر مین نے اسکو مارا ہے - ستایا ہے - بیقصور مارا ہے - اگر مین نے اسکو وقت پر کہانا اور پانی نہین دیا ہے - اگر مین نے اسکو آختہ کیا ہے - اگر مین نے اسکو قزاق یا بھیڑیے یا داہزن سے نہین بچایا ہے - اگر مین نے اسکی گرمی و سردی مین حفاظت نہین کی ہے اگر مین نے کار آمد مویشیون کو مارا ہے یا کام کرنے والے مویشیون کو یا جنگی گھوڑون کو یا بکرون کو یا مرغون کو یا مرغیون کو - پس اگر ان نیک جانورون اور انکے محافظ بہمن دونون کو مجھسے ایذا پہونچی ہے اور وہ مجھسے مطمئن نہین ہین تو مین توبہ کرتا ہون"

شایست لاشائیست (باب ۱۰ - آیت ۷ و ۸) مین ایسا لکھا ہے کہ

قاعدہ یہہ ہے کہ جانورون کے مارنے سے حذر کرنا خواہ وہ کسی قسم کے ہون مذہبی تعظیم کی حد تک پہونچنا چاہیئے - کیونکہ ستدگر ناشک مین ایسا آیا ہے کہ جن آدمیون نے ناروا طور پر جانورون کو قتل کیا ہے انکی سزا ایسی سخت ہے کہ ان جانورون کا ہر ایک بال خنجر ہو کر مارنے والے کو قتل کرتا ہے جانورون مین سے بڑے بکرے - ہل مین چلنے والے بیل - جنگی گھوڑے - خرگوش ..... مرغ ..... کے مارنے سے سب سے زیادہ حذر کرنا چاہیئے"

(ایس - بی - ای - جلد ۵ صفحہ ۳۱۹)

(۲) دنیاوی اشیاء سے دلبستگی نہ رکھنا۔
(۳) دن مین تین مرتبہ یعنی صبح دوپہر اور شام کو دہیان مین بیٹھنا۔
(۴) ہر مہینہ مین کم از کم چار مخصوص دن برت رکھنا۔
(۵) سبز ترکاری وغیرہ کا ترک کرنا۔
(۶) غروب آفتاب کے بعد اور طلوع آفتاب کے قبل کچھہ نہ کھانا۔
(۷) برہمچریہ یعنی اپنی بیوی سے بہی علیحدگی اختیار کرنا۔
(۸) سب قسم کے روزگار و دنیاوی بیوپار سے کنارہ کشی کرنا۔
(۹) ترک دولت وغیرہ یعنی اپنا سب دنیاوی اثاثہ بیوی بچّون وغیرہ کو دے ڈالنا۔
(۱۰) دنیاوی معاملات مین مشورہ دینا بہی بند کر دینا۔ اور
(۱۱) کہانے کی نسبت اپنے اوپر اور بہی قید لگانا یعنی کہانا صرف ایک مرتبہ

یٹ نہایت خوشی کے ساتھہ یہان پر پارسیون کی مقدس کتب کا مفصلہ ذیل کلام جو اس اصول سے مطابقت رکہتا ہے لکہتا ہون "یہہ بہی کہا ہے کہ جب اندہیرا ہو تو کہانا روا نہین ہے کیونکہ اس شخص کے جو ایسا کرتا ہے ایک تہائی فہم و جلال کو شیاطین اور خبیث چہین لیتے ہین" (ایس۔ بی ای جلد ۵ صفحہ ۳۱۰)

- جہابہارت مین بہی لکہا ہے کہ "چرہاوا چڑہانا۔ غسل کرنا۔ شرادھ کرنا۔ پوجا کرنا۔ دان کرنا اور بالخصوص کہانا رات کو نہین کہانا چاہیئے"

یہہ امر بہی جاننے قابل ہے جیسا پروفیسر ودکش ہیرڑی پیر نے بتایا ہے کہ پانی کو چہان کر پینے کی ہدایت جین دہرم اور رہبارت دونوں مین کی گئی ہے۔

گیا تھا۔ وہ دنیا کی کوئی آواز کے ساتھ جیسے پیدا ہوتے ہی سنتے ہیں گے اور کچھ نئے کچھ قوت
اسے ملے۔ وہ پہنچ وقت حضرت ملتوی کا رکھا۔

کیا جب بچہ تیاری کی تکمیل ہونے پر موکش کا استغراقی مسئلہ اس کے درجہ کو
پہنچ جاتا ہے اور پھر وہ ربت جیسوی سادہو ہو جاتا ہے۔ یہ دور سب
قریب قریب بڑھاپے کے شروع تک چلے ہوتے ہیں جو درمیان ۵۰ اور
۷۵ سال کی عمر میں (آج کل کے زمانے کے لحاظ سے) سمجھنا چاہیے۔ اب تک
تو طالب موکش اپنی زندگی کا حصہ سے عمدہ فائدہ دنیا کو خدمت ہدایت
خیرات وغیرہ کی شکل میں دیتا رہا ہے مگر اب وہ اپنی عاقبت سدھارنے
کے لئے اس سے کنارہ کشی کرتا ہے۔ سادہو ہو کے طور پر اس کا سب بجز
اپنے بڑے دشمنوں یعنی خواہش اور جذبات کے غارت کرنے کے
اور کسی چیز سے سروکار نہیں ہے۔ جو برت کہ اب وہ پالتا ہے وہ وہی
ہیں جن کو وہ گرہستی کی حالت میں ہی پالتا تھا مگر وہ اب پوری سختی کے ساتھ
پالے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ

(۱) چلنے پھرنے۔

(۲) گفتگو کرنے۔

(۳) کھانے پینے۔

(۴) اٹھانے دھرنے۔ اور

(۵) بول و براز کے پھینکنے۔

میں بڑی احتیاط کے ساتھ کام کرتا ہے تاکہ کسی جاندار کو ایذا نہ پہنچے۔ وہ اپنے
من بچن اور جسم کو قابو میں لاتا ہے اور دس قسم کے عمدہ دھرم کے اصولوں پر عمل کرتا ہے
جو حسب ذیل ہیں۔

(۱) معافی (۲) انکساری (۳) دیانت داری (۴) من سے طمع کو نکالنا (۵) سچ بولنا (۶) رحم دلی (۷) نفس کشی (۸) تیاگ (۹) اودا اہنسا اور (۱۰) برہمچریہ -
ان سب کے ساتھہ لفظ اُتم جسکے معنے اعلےٰ یا برتر یا احسن کے ہین بطور صفت کے لگا ہوا ہے - سادہو اندرونی و بیرونی دونون قسم کے تپ کرتا ہے اور انکی سختی کو روز بروز بڑہاتا رہتا ہے - اس کا من روح کی خاصیت اور دنیا اور دنیا کے انقلاب اور اسکی دل کو لبہانے والی ترغیبون اور عارضی نمائش پر بچار کرنے مین برابر لگا رہتا ہے -
یہہ سب سخت پہاڑ کی چڑہائی کا سا کام ہے لیکن جیسا مین نے پہلے کہا ہے آپ کسی کام مین ہی کامیابی نہین پا سکتے جب تک کہ ذرائعہ حصول اس کام کے کرا دینے کے لئے کافی نہ ہون -
دراصل صحیح عمل اپنی آتما کے محسوس کرنے ہی کا نام ہے یعنے اپنی روح کے ذاتی جلال و اسکی بزرگی کے انوبہو کرنے کا جو ایک بہت آسان بات معلوم پڑتی ہے - لیکن ذرہ بیٹھ کر تو دیکھو کہ کیا تم واقعی ایک سیکنڈ بہر کے لئے بہی ایسا کر سکتے ہو - جون ہی کہ تم اپنی آتما کی طرف مخاطب ہو کر بیٹھنے کا ارادہ کرو گے دون ہی تمہاری تمام اشتہائین - مرغوبات - خواہشات - میلان طبع جسمانی ضروریات وغیرہ ایک دم بغاوت مین تمہارے خلاف اوٹہہ کہڑی ہونگی - ان باغیون مین سے ہر ایک ایک زبردست قوت ہے - انکے غارت کئے بغیر وہ تمکو امن سے

سکتے نہیں دیتے - یہہ ہر بات سے ان دشمنون کے لئے نہین ہے - جو خود قسم سے مبرا ہین اور آخر تک فرشتے ہین -

کیا آپکی ہمت پیش از آن کے خیال سے کچھ خوف معلوم ہوتی ہے - دنیا مین کوئی چیز ایسی نہین ہے جسکو انسان نہین کرسکتا اگر وہ ایک مرتبہ اپنی ہمت کو اس کے کرنے کے لئے کس لے - اور اگر پوری کامیابی جسکو وہ چاہتا ہے نہین ملے تو بھی محنت کے واقع ہونے سے محنت رائگان نہین جاتی ہے - اعتقاد اور اس کے نتیجہ فرحت روح کے ساتھ ایک بحران سے دوسری جون کو انسان شریر کی عمدہ قسم کی تبدیلیون کی شکل مین جاتا ہے - اور آئندہ کی زندگی کے جسم و تعلقات کے بنانے مین پورا حصہ لیتا ہے جب تن کی سرگرمی و طبیعت کی بشاشت ہی دو ضروری جزو صحیح اعتقاد کے حاصل ہونے پر کامیابی کے لئے ہین - اگر کسی بڑے قانون دان کو جبکہ وہ ان کی گود مین بچپنہ کی حالت مین تھا ان کتابون کی تعداد جنکو اسکو ابتدا کو پڑھنا ہوگا اور انکی بھی جنکا اسکو حوالہ دینا ہوگا بتائی جاتی اور اسکو سمجھ کر نے کا موقع دیا جاتا تو یقین ہے کہ وہ خوف ہی سے مر گیا ہوتا - مگر ہمارے درمیان مین بہت سے ایسے اشخاص ہین جنہون نے صرف قانون ہی مین نہین بلکہ اور علوم و فنون مین بھی شہرت حاصل کی ہے - اور یہہ بھی نہین ہے کہ راہ نجات کے مسافرون کے راستہ مین صرف مصائب اور پریشانی ہی ہین - یہہ سچ ہے کہ قدرت مین گلاب کا پھول بغیر کانٹے کے نہین ملتا ہے لیکن یہہ بھی اتنا ہی سچ ہے کہ کوئی اصلی کانٹا بھی قدرت مین ایسا نہین ہو

جو پہول تک ہمکو نہین پہونچا دیتا بشرطیکہ ہمکو اسکے ڈہونڈہنے کا طریقہ آوے اور اسکی تلاش مین سرگرم ہون - اگر آپ کانٹے کو نظر انداز کرکے پہول تک پہونچا چاہتے ہین تو آپ کو اسکے صدمہ کی پوری جہلجہلاہٹ برداشت کرنی پڑے گی لیکن اگر آپ پہلے کانٹے سے نپٹ لین تو پہر پہول آپ کا ہے چاہے جہان اسکو لیجا دین - میرے پاس اتنا وقت نہین ہے کہ مین یہان راہ نجات کی مختلف منازل کا حال بیان کرسکون لیکن اتنا اس سلسلہ مین ضرور کہون گا کہ چند ہی روز مین ساد ہو ایسی خوشی کو محسوس کرنے لگتا ہے جو بڑے بڑے کروڑ پتی اور بادشاہون کے بہی خیال مین نہین آسکتی ہے - گہرست کو بہی بعض مرتبہ اسکی محنت کا پہل اپنی زندگی کی اندرونی شادمانی کے محسوس ہونے سے ملجاتا ہے لیکن اسکی زندگی مین ایسے موقع بہت کم ہوتے ہین اور اسکے جذبات کی شانتی اور دی ویراگیہ کی عمدگی پر موقوف ہین - ساد ہو نروان حاصل کرنے کے پہلے ہمہ دانی کو حاصل کرتا ہے گو کہ زمانہ کے انقلاب سے آجکل دنیا کے اوس حصہ مین جس مین ہم رہتے ہین ایسے کوئی سروگیہ (ہمہ دان) ساد ہو نہین ہین - اسکی وجہ یہہ ہے کہ ہم لوگ سابق کے اپنے بزرگون کی نسبت بہت چہوٹے درجہ کے انسان ہین اور چونکہ ہمنے انکے بجز ایسے شریر نہین پائے ہین اس لئے ان کی مانند ہم اچل دہیان بہی نہین لگا سکتے ہین - لیکن گو کہ ہمکو آتما کا شُدھ اچل دہیان تو نصیب نہین ہوسکتا ہے تاہم ہم باقی اور قسم کے دہیانون کے فائدہ سے محروم نہین ہین اور ہمکو اپنے من کو ان مین اپنی طاقت اور

پہنچا کیا ہے تمام لوک جسنے ایسے ترتہنکر پدکو پراپت ہوکر موکش کو پاتا ہے"

اب صرف اتنا کہنا باقی رہ گیا ہے کہ جو نتائج ہمنے آج کے لکچر مین نکالے ہین وہ سب جین سدہانت مین شامل ہین جو سائنس سے بالکل مطابق پایا جاتا ہے - ان مین سے بہت سے نتائج کو ہم دیگر مذاہب مین بہی پاسینگے جبکہ اونکی تفتیش کی باری آئیگی -

چوتھا لکچر

فلسفہ

آج کے لکچر کا مضمون میٹا فزکس (فلسفہ) ہے۔ اس میں پیشتر
سے کہ اس لفظ کے ٹھیک معنے کیا ہیں لیکن ابتداً وہ ارسطو کے
فلسفیانہ مقولوں سے منسوب کیا گیا تھا جو ارسطو کی تصانیف کی جلد میں
علم طبعی کے رسالہ کے بعد رکھے ہوئے ملے تھے۔ لیکن اس لفظ کا مفہوم عم
ہوا ہے جو کہا گیا جو میرے خیال میں ہم بغیر کسی پس و پیش کے اوسکا
اطلاق اوس محکم علم سے کر سکتے ہیں جو علم طبعی سے اونچے طبقہ کا
ہے یعنی فزکس (علم طبعی) کا اس سے سیدھی سیدھی محسوس
ہونے والی چیزوں کا علم ہے اور میٹا فزکس یعنی فلسفہ اونکی قسمیں
اور تعلقات قائم کرتا ہے اور بالآخر ایک باقاعدہ اور اپنے ہر پہلو میں
مطابقت رکھنے والا علم بنجاتا ہے۔ جیسا کہ ہمکو اس کے قبل کہنے کا
اتفاق ہوا ہے۔ فلسفہ اور سائنس کا جوڑا ہے یعنے انکے باہمی
تعلق کا قطع کرنا گویا دونوں کو قتل کرنا ہے۔ کیونکہ سائنس کو فروعات
پستی سے بچنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ علم کی کل شاخوں کو اوسکی
پوری وسعت میں مطابق کرنے کی کوشش کرے اور فلاسفی کے لئے یہ
ضروری ہے کہ وہ مشاہدہ قدرت کا کبھی ساتھ نہ چھوڑے تاکہ اوس کی
مدد سے قیاس اور واقع قدرت کے درمیان جو عام طور پر ناموافقت
پائی جاتی ہے اوس سے بچ سکے۔ پس میٹا فزکس کی تعریف یہ ہو سکتی ہے

کردہ مشاہدہ کے واقعات پر بچار کا فعل یا نتیجہ ہے جو اپنی تکمیل مین ایک باہمی اندرونی مطابقت رکہنے والا مجموعہ علوم ہے جس سے کائنات کی اصلیت معلوم ہوسکتی ہے اور جو اسلیئے سب سے اعلےٰ اور عمدہ مقاصد کے حاصل کرنے کے لئے کار آمد ہوسکتا ہے - یہہ تعریف ہماری اغراض کے لیئے اور بہی زیادہ ضروری ہے کیونکہ ہمکو اسوقت ہر طرح اور قسم کے دماغی قیاسات سے کوئی سروکار نہین ہے بلکہ صرف اوس خیال سے ہے جسکا کوئی تعلق مذہب سے ہو - ہمکو کوئی دلچسپی بہی انسانی خیال کی تعریف لکہنے یا مذہب کے متعلق مختلف ملکون اور زبانون کے قیاسی گدّا لگانے والون کے خیالون کو یکجا کرنے مین نہین ہے اور نہ ہمکو اتنی فرصت ہی ہے - اس قسم کی کارروائی محض ہماری موجودہ ضروریات سے غیر متعلق ہی نہین ہوگی بلکہ اسقدر وقت اور محنت کی خواستگار ہوگی جو لکچر ہذا کی منشا اور اوسکے لکچرار کی لیاقت کے باہر ہین -

اسلیئے ہم اپنی تفتیش کار آمد کی اقلیم یعنے ان درشنون ہی پر محدود رکہینگے جو مروّج مذاہب سے وابستہ ہین اور ان مین سے بہی ہم کسی کی پوری پوری نکتہ چینی نہین کرین گے سوائے اون موقون کے جہان اون کے اصلی اصولون کو سمجہنے کے لئے ایسی نکتہ چینی واقعی ضروری پائی جاوے -

پہلے ہم اپنی تحقیقات ادویت ویدانت سے شروع کرین گے جسکی یہ تعلیم ہے کہ اس براٹ روپ یعنی مادّی سنسار کے پیچہے صرف ایک ہی اصلیت یا ہستی ہے - یہ ہستی برہم ہے اور چونکہ وہ ہی صرف

اِن مین سے پہلے امر کی بابت یہ کہنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ منطق مین چند اصول لازمی طور سے ماننے پڑتے ہین اور ہمارے لئے کسی درشن (فلسفہ) کی بنیوڈالنے کی کوشش کرنا جب تک کہ ہم انکو مویدکار نہ کرلین بے سود ہے۔ یہ اصول ایس۔ این ہیرجی کی بنائی ہوئی منطق کی ایک چھوٹی کتابین (see A Handbook of Deductive Logic matthees) خوبی کے ساتھ درج ہین اور حسب ذیل ہین۔

(۱) یہ کہ ہمارے من سے علیحدہ ایک مادّی دنیا ہے۔

(۲) یہ کہ ہمارا من اشیار کا ٹھیک فوٹو کھینچ سکتا ہے اور اسی لئے اشیار واقعی ویسی ہی ہین جیسی کہ ہمکو دکھائی دیتی ہین۔

(۳) یہ کہ سنسار کی چھوٹی چھوٹی تبدیلیون مین ترتیب اور قاعدہ ہمیشہ سے موجود ہین اور اس سے دنیا تینون زمانون (یعنے ماضی ۔ مستقبل اور حال) مین سب دیکھنے والون کے لئے بلحاظ اصلیت کے یکسان بنی رہتی ہے۔ اور

(۴) یہ کہ جھوٹ کو سچ سے تمیز کرنے کے لئے چند ایسے قاعدہ ہین اور رہنا چاہین جو ہر جگہ ٹھیک پائے جاوین۔ یعنے ایسے قواعد جو بچار کرنے والون کو جھوٹی دلائل کے پھندون سے بچاکر سچ تک پہونچا سکین۔

یہ ازخود عیان اصول ہین جو آپ کو منطق مین ماننا پڑتے ہین اور اونسے انکار کرنا بے سود ہے۔ وہ منطقی دیا پتی کی بنیاد ہین جو اونکی عدم موجودگی مین قائم نہین ہوسکتی ہے۔ اب ادویت ویدانت کی پہلی ضد یہ ہے کہ سنسار مایا ہے جو منطق کے مندرجہ بالا اصولون مین سے پہلے اور تیسرے کے خلاف پڑتی ہے جنکے بموجب ہمارے من کے علاوہ ایک مادّی دنیا کا وجود ہے اور وہ تمام زمانون یعنی ماضی۔ حال اور مستقبل مین جو سب کے

ہوا ہے ویسے ہی رہتی ہے - ترتیب اور قاعدہ دنیا میں ضرور ہے
ہوا ہے پر اور یقیناً اس کی تمام علامات عیاں ہیں - پس ویدانت
جو اس ترتیب دنیا کو مایا کہنے پر بضد ہے عقل کی بنا میں
درست ہونے کے ناقابل ہے -

ویدانت کی دوسری مخصوص تعلیم کی نسبت یعنی اس امر پر
کہ ایک ہی پرم آتما یا روح کا اس دنیا میں وجود ہے ہم اسکی تردید میں
سانکھیہ درشن کے بانیوں کی دلیل کو پیش کرینگے -

> "اگر ایک ہی پرش دنیا میں ہوتا جیسا کہ ویدانت
> کہتا ہے تو ایک شخص کو آنند حاصل ہونے سے سبکو
> آنند حاصل ہو جاتا اور ایک کو تکلیف پہونچنے سے
> سب کو تکلیف پہونچتی اور یہی حالت قوم کی امیری و
> قوم کی محتاجی و تندرستی و جنم و مرن کے لحاظ سے
> دوسروں کی ہوتی - اسلئے دنیا میں ایک ہی پرش نہیں ہے
> بلکہ بوجہ جنم سکونت - مقدار - سنگت یا تنہائی کے
> انیک ہونے سے انیک پرش ہیں"
>
> (ایس - ایس - پی صفحہ ۲۵۶) -

میرے خیال میں سانکھیہ کے اس اعتراض کا جواب نہیں ہو سکتا ہے -
ویدانت کی تیسری مخصوص تعلیم کی بابت یعنی اس بیان پر
کہ مکتی برہم گیان ہونے سے حاصل ہوتی ہے مجھے ایسا معلوم پڑتا ہے
کہ ویاس جی نے بندھن اور موکش کی نسبت ایک بڑی غلط فہمی واقع ہوئی
جیسے کہا گیا ہے کہ دنیا میں صرف ایک ہی روح ہے اور وہ ایک

اچل اور کبھی نہ بدلنے والی ہستی ہے - تب پھر کسکی مکتی ہو گی اور کس کے لیے یہ سب سکھانا اور وعظ دنیا ہے - اور اونکے بارہ میں جنکی مکتی گذشتہ زمانہ مین ہو چکی ہے اگر ایسے کوئی ہون کیا کہا جاوے - کیا وہ اب موجود ہین یا بالکل ہی نیست و نابود ہو گئے - یہ غلط فہمی آواگون کے مسئلہ سے جسکو ویدانت تسلیم کرتا ہے اور بھی بڑھ جاتی ہے - آواگون کرنے والی بے شمار روحون کو ایک ہی متنفس روح مین سے یعنی دوسرے الفاظ مین ایک ہی مفرد ذات سے نکالنے کی کوشش کرنا بے سود ہے - اگر موکش پائی ہوئی روحین ایک ہی اصلیت کے حصے حالتین یا صورتین ہین تو کیا ہمکو مجبوراً یہ کہنا نہین پڑے گا کہ ایک بغیر جزو کی ہستی کے کچھہ جزو تو موکش پا گئے اور کچھہ دیگر جزو روز کے جنم مرن کے دکھہ اور کلیش بھوگ رہے ہین - اور موکش کے معنے ہی کچھہ نہین ٹھہرتے ہین اگر موکش پایا ہوا جیو ویسا ہی بنا رہیگا جیسا وہ اسوقت ہے (تعلیم یہ نہین ہے کہ تو وہ ہو جاوے گا بلکہ یہ ہے کہ تو وہ ہی ہے) - یہی اعتراضات تصوف سے بھی متعلق ہین جو اسلامی فلسفہ مین ویدانت کے قریب تر پہونچتا ہے - مثلاً فرقہ شہودیہ (Shahudianism) کا یہ مقولہ ہے کہ -

"عالم (دنیا) خدا کا عکس ہے - ایک آدمی شیشہ کے مکان مین داخل ہوتا ہے اور سینکڑون سمت سے اپنا عکس شیشون مین پڑتے ہوئے دیکھتا ہے ان عکسون کی کوئی اصلیت فی ذاتہ نہین ہے بلکہ انکا دارومدار اوس آدمی پر ہے - پس انسان کی خاصیتین اور روح

شاستروں سے انکو کہاں سے متوجہ ہوتے ہین - اس ہندو فلسفہ کے
مشہور درشن کی تعریف اور مذمت مین بہت آدمیون نے کتابین
لکھی ہین لیکن بدقسمتی سے ایک ہی مصنف اوسکے بانی کے اصلی خیال
تک نہین پہونچ پایا - آپکو اس درشن کے بانی کپل منی کے بتائے
ہوئے تتّون کا خیال ہوگا - سہولیت کی غرض سے مین اونکو یہان پہر
لکھے دیتا ہون -

(۱) پُرش —— پُرکرتی

(۲) اویکت یعنے اظہار کی معدومیت — ویکت (اظہار)

(۳) مہت

(۴) انہنکار

ستو کے ساتہہ — تمس کے ساتہہ

پانچ گیان اندریان (۶-۱۰) | من (۵) | پانچ کرم اندریان (۱۱-۱۵)

(۱۶) آواز — (۲۱) آکاش
(۱۷) لمس — (۲۲) ہوا
(۱۸) روپ — (۲۳) آگ
(۱۹) ذائقہ — (۲۴) پانی
(۲۰) بو — (۲۵) خاک

آپکے سامنے یہ نقشہ موجود ہے جسمین تتّون اور اونکے ظاہر ہونیکی
ترتیب درج ہے جو مہت (نمبر ۳) سے شروع ہوتی ہے - پہلے دو تتّو

وہ ایسی ہیں۔ پنچ تن سے سرشت کے موجب پرسش تتو تنمترا یا سنت
تتو شنی ہے۔ وہ نہ پراکرتی اور نہ اسکے بیٹوں کا جوکا ہے نہیں
جنبہ ہیئیات تماشے یا مظاہری سے متعلق ہیں جو اسلئے ستو (فہم) ۔ رج (حرکت)
اور تم (سکون) تین قوتوں سے متصف پایا جاتا ہے۔ جس وقت یہ تین
مخصوص قوتیں ستو ۔ رج اور تم مساوی حالت میں ہوتے ہیں تو تماشا یعنی دنیا کا
سلسلہ بند ہوجاتا ہے اور پرسش کے دیکھنے کے لیے کوئی چیز نہیں بچتا
جب کچھ عرصے کے بعد پرکرتی کی کسی انجان شکلی سے ان کے مساوی
ہونے کی حالت میں خلل واقع ہوتا ہے تو پردہ پھر اوٹھ جاتا ہے اور
تماشہ مذکورہ بالا ترتیب سے شروع ہوجاتا ہے۔ اسطور پر دنیا کا
بننا اور ناش ہونا یکے بعد دیگرے ہوتے رہتے ہیں۔ اور بننے کی
ترتیب ناش ہونے کی ترتیب سے بالکل الٹی ہوتی ہے جو چیز
بنتے وقت سب سے آخر میں ظہور میں آتی ہے وہ ناش ہوتے وقت
سب سے پہلے غائب ہوتی ہے۔

یہ سلسلہ سانکھیہ درشن کا بہت ضروری حصہ ہے اور ہمارے
لئے بھی بہت اہم ہے۔ کیونکہ یہ صاف طور سے ثابت کر دیتا ہے کہ
سانکھیہ کی دنیا کی ترتیب ایک سوتے ہوئے آدمی کی جاگرت کی حالت میں
آنے کی تشبیہ پر قائم ہے۔ سرسری طور پر سوکے اوٹھنے والے شخص کے
من پر جاگرت کی دنیا کا ظہور کرا دینے کے لئے حسب ذیل تبدیلیوں کا
واقعہ ہونا قیاس کیا جاسکتا ہے۔

(۱) بدھی (عقل) کا پرکاشش ہونا۔
(۲) اہنکار یعنی "میں" کے خیال کا اٹھنا۔

(۳) "مین" کے کاروبار کا اظہار یعنے من اور گیان اور کرم اندریون کا مصروف کار ہونا۔

(۴) حواس کی تحریک یعنی احساس۔

(۵) بیرونی خلا مین احساس کے مادہ کا جنکی اشیا بنی ہوئی ہین ڈہانا یا قایم کرنا۔

اگر آپ مایاوادیون کے اس خیال کو نگاہ مین رکھین کہ یہ دنیا دیکھنے والے کے من مین ہے اور اوسکی اشیا احساس ہی ہین جنکو ہم من کے ذریعہ سے خلا مین قایم کرتے ہین تو آپ کو کپل منی کے سدہانت کے سمجھنے مین کوئی دقت واقعہ نہ ہوگی۔ ہم سانکہہ کے تتون کی ترتیب کا مقابلہ پہلو بہ پہلو لکہہ کر اوس طریقہ سے کرینگے جسکے بموجب معلوم ہوتا ہے کہ کپل منی نے سو کر اوٹہتے ہوے متنفس کو دنیا کا گیان ہونا قیاس کیا ہے۔

سو کر اوٹھتا ہوا من	دنیا کا کرتب
(۱) جاگنے اور سونے کی حالتون کا یکے بعد دیگرے متواتر ہونا	(۱) دنیا کے اظہار و ناش کا یکے بعد دیگرے متواتر ہونا
(۲) سونے مین اہنکار کا ناش نہین ہوتا ہے بلکہ کوئی دیکھنے والی چیز ہی وہان نہین ہوتی ہے ۔	(۲) پرلے مین پرکرتی کا ناش نہین ہوتا ہے بلکہ دنیا کا کرتب بند ہو جاتا ہے یعنی کوئی دیکھنے والی چیز موجود نہین ہوتی ہے ۔
(۳) جاگنے پر پہلے پہل عقل کا پرکاش ہوتا ہے ۔	(۳) دنیا کے سلسلہ مین سب سے پہلے مہت یعنی عقل نمودار ہوتی ہے
(۴) عقل سے اہنکار پیدا ہوتا ہے ۔	(۴) مہت اہنکار کی صورت مین مبتدل ہو جاتی ہے ۔
(۵) اہنکار مین سے "مین" کا کاریالیہ یعنی من و گیان اندریان و کرم اندریان نمودار ہوتی ہین ۔	(۵) اہنکار سے من، پانچ گیان اندریان و پانچ کرم اندریان یعنی ہاتھ پیر وغیرہ بنتے ہین ۔
(۶) تب احساس محسوس ہوتا ہے ۔	(۶) اہنکار سے احساس یعنی لمس آواز روپ ذائقہ بو پیدا ہو جاتا ہے

ہندو فلاسفی کے دیگر درشنون کی مانند وید کے الہامی کلام کی فلسفہ سے تائید
کرانے کا دعوےٰ کرتے ہین - یہ ظاہر ہے کہ ہندو من کبھی نہ کبھی ان کلّون کو
اگر ان مین اعتقاد کے تسلیم شدہ مسائل کے لئے فلسفانہ تائید نہ ہوتی یا کم
از کم اونکی تائید کا دعویٰ نہ ہوتا ضرور اکھاڑ ڈالتا اور وہ کبھی ہندو مت
کے قرابت دار نہین مانے جاتے - اور جو بات ہندو مت کے عقاید
و ہندو فلاسفی کے مختلف درشنون کے تعلّق مین صحیح پائی جاتی ہے
وہ ہی تصوّف اور اسلام کے باہمی تعلّق کی بابت صحیح ہے - پس ہمارے
لیے سب سے زیادہ جاننے کے قابل یہ بات ہے کہ ان تینون فلسفون
مین انسانی روح کو خاصیت اور جوہر مین قطعی خُدا مانا ہے -

اب مین نیاے یا منطق کے اسکول کی طرف توجہ کرون گا - ہم پہلے ہی
لکھہ چکے ہین کہ اسکی انوکھی دیاپتی جو ایک ہمذات اوداہرن (مثال) پر
قائم کیجاتی ہے اصل اصول منطق کے خلاف ہے - لیکن اس درشن کے
بانی گوتم کی تقریر جس سے وہ فلسفہ کے دوامی معترض کا جو کہتا ہے کہ باہری
دنیا کی کوئی ہستی نہین ہے کھنڈن کرتا ہے نہایت فرحت بخش ہے - گوتم
معترض کے مسئلہ کو اسطور پر رد کرتا ہے -

"پہلے اس بناپر کہ اگر کسی باہری شے کی ہستی کا ثابت کرنا
ناممکن ہو تو اُتنا ہی ناممکن اوسکی نیستی کا ثابت کرنا ہوگا - اور
اگر خواب یا وہم کا حوالہ دیا جاوے جو سراب یا شعبدہ بازی سے
پیدا ہوا ہو تو یہ ماننا پڑے گا کہ یادداشت کی طرح سے
خواب بھی پہلے کی دیکھی ہوئی چیزون سے تعلّق رکھتے ہین -
اور شبہ یا دھوکہ مین بھی ہم کو کسی واقعی شے کا دہوکہ ہوتا ہے

(۷) نیستی -

جوہرین آتما یا روح شامل ہے - لیکن صفات یہ ہین - رنگ - ذائقہ - بو - لمس - شمار - ناپ - علیحدگی - میل - جدائی - اگلاپن - پچھلاپن - سمجھ - سکھ - دکھ - خواہش - نفرت اور ارادہ (ایس - بی - ایچ - کناڈ سوتر) ان مین آنند کا ذکر نہین ہے اگر وہ سکھ مین شامل نہ سمجھا جاوے - مگر نیائے کے بموجب سکھ دکھ کی ہی ایک شکل ہے (دیکھو ایس - سی - ودیا بہوشن کا نیائے سوتر صفحات ۱۲۲ و ۱۲۳) موکش کے بارہ مین بہی کوئی واقعی حال نہین بیان کیا گیا ہے جسکی یہ تعریف کی گئی ہے کہ "شریک کے سنجوگ کی نیستی اور اسکے ساتہہ ہی ساتہہ کسی اندرونی لطیف کا ان شریر کا نہ رہنا جسکی وجہہ سے پہر جنم نہین ہو سکتا" کناڈ کے فلسفہ مین بہی بندھن یا آواگون کا صحیح حال نہین بتایا گیا ہے - اور نہ اصل تتون کا تذکرہ کیا گیا ہے - جو دلائل پیش کیے گئے ہین وہ سب من گہڑت نتائج ہین اور سائنس کے طرز کی جستجو تو قریب قریب ہمیشہ ہی معدوم پائی جاتی ہے -

ویشیشک اسکول کی دقتین یوگ درشن مین بہی پائی جاتی ہین - چند مصنفون کی رائے ہے کہ لفظ یوگ ایک مادہ سے نکلا ہے جسکے معنے جوڑنے کے ہین - یقیناً یہی مفہوم ہے جس مین من - گویائی - اور جسم آسرو (روح کی طرف مادہ کی آمد) کے تین یوگ (پرنالیان) جین مت مین مانے گئے ہین - مسٹر رام پرشاد ایم - اے یوگ شاستر کے مترجم ایس - بی - ایچ - مین اوسکے معنی لکھتے ہین وہ سمادہی لگانا - دہیان کرنا - میکس مولر صاحب کے مطابق لفظ یوگ کا مفہوم کسی کام کے لئے اپنے کو

ہوا ہے ذرا الجھون کی وجہ بتاتا ہے - لیکن ہمکو اس بات کو یاد رکھنا چاہیئے
کہ وہ اپنے کو یوگ درشن کا موجد نہین بلکہ صرف فراہم کرنیوالا بتاتا ہے
یہ بات پہلے ہی سوتر سے واضح ہے جو حسب ذیل ہے -

अथ योगानुशासनम् ॥

اسکے یہ معنے ہین " اب یوگ کا تصیح شدہ مضمون " اسلیئے ہمکو کوئی مجاز
پتنجلی رشی پر اون مضامین کی کمی کے باعث اعتراض کرنے کا نہین ہے
جنکو اوسنے صرف فراہم کیا اور صحت کے ساتھہ تالیف کیا - صاف طور پر
اس مجموعہ مین بہت کچھہ دوسرون کا مضمون لیا گیا ہے کیونکہ یوگ کے
پانچ قسم کے یم بالکل جین مت کے پانچ برت ہی ہین اور اوسی سلسلہ مین
جس مین جین مصنف انکا ذکر کرتے ہین دیئے ہوئے ہین - ان یمون
مین اہنسا بھی وہی ہے جو جین مت کی خاص علامت ہے جس کا مقولہ " اہنسا
پرمو دہرما " (کسی کو ایذا نہ پہونچانا ہی پرم دہرم ہے) ہے -

سمادہی پر یوگ درشن مین بہت زور دیا گیا ہے جو بے شک اپنی ہی
آتما کے دہیان کی تکمیل ہے - لیکن اوسکی تعریف مہمل اور ناکافی ہے اور
جو اوسکے سادہن بتائے گئے ہین وہ عملی طور سے ناممکن ہین - کیونکہ گرہست
کے لیئے شدہ آتم دہیان ممکن نہین ہے - وہ گرہست آشرم اور اسکے
بعد سنیاس آشرم کے کٹھن تپ کرنے سے حاصل ہوتا ہے - پرانایام
جسپر ہندو لوگ حال کے زمانہ مین بہت زیادہ زور دیتے ہین حقیقت مین
صرف ایک معمولی چیز ہے خود پتنجلی رشی نے اوسکا بہت ہی مختصر حوالہ دیا ہے
یہ صرف من کی چنچلتا کے روکنے کا ذریعہ ہے - اور بعض دیگر درشنون مین
اوسکا ذکر تک نہین ہے اور جین مت مین بھی اوسکے اوپر زیادہ زور نہین دیا گیا ہے

اسوقت ہر دفعہ ناکامیاب ہوا - اسکے چند صدیون بعد جبکہ گائے اور
سور دونون کا گوشت کہانے والے عیسائی ہندوستان مین وارد ہوے
توپہر بہی یوگ دویا کو ناکامیابی ہوئی - اور اسمرتبہ تنہا نہین بلکہ مسلمان درویشونکی
کرامات کے ساتہہ مین - مجھے ذاتی تجربہ کرامات کا بہت کم ہے لیکن جو کچھہ
مین نے خود دیکہا ہے اور اوسکے بارہ مین پڑہا ہے اوس سے مین نے
یہ رائے قائم کی ہے کہ گذشتہ روایات کے بہت بڑے حصہ کو حد امکان سے
باہر ماننے کی کوئی معقول وجہہ نہین ہے - لیکن مین ان الفاظ کے بجائے
کوئی اور الفاظ استعمال کرنا نہین چاہتا ہون - میرا یہ خیال ہے کہ معجزہ اور
کرامات کا بذات خود کوئی معتبر علم نہین ہے یعنی اوس حالت مین جب ہم اونکو مذہب
سے بالکل علحدہ کرلیوین اور یہ خیال ہوتا ہے کہ کرامات کی طاقتین باقاعدہ تپشیا
سے حاصل ہوتی ہین گو کہ جاہلانہ مذہبی جوش سے بہی چھوٹے موٹے کرشمون کا
ہونا بوجہ بعض اندرونی روحانی طاقتون کے نمایان ہوجانیکے ناممکن نہین ہے - لیکن
اس قسم کے کرشمے اکثر ضرورت کے وقت دہوکہ دیتے ہین اور بری حالتون اور
درگتیون مین انسان کو پہونچاتے ہین کیونکہ مذہب کا دنیوی سلطنت اور تمڑک
بہڑک سے کوئی تعلق نہین ہے - جذبات سے آزادی اور ویراگ (بلا خواہش
ہونا یا تیاگ) دہرم کے راستہ پر ترقی کرنے کے لئے بہت ضروری ہین -
اسلئے جو شخص قوت کا متلاشی ہو خواہ وہ دنیوی ہو یا کسی اور قسم کی اوسکے
بارہ مین یہ نہین کہا جاسکتا ہے کہ اوسنے اپنا قدم دہرم کے راستہ پر رکہا ہے -
اسلئے اگر یہ کراماتی قوتین یوگ شاستر مین بیان کئے ہوئے طریقہ پر حاصل بہی
ہوسکتی ہون تو بہی وہ صرف ان ہی بزرگ سادہون کو حاصل ہوسکتی ہین
جو اونکی خواہش نہین کرتے اور جو کسی دشمن کو نقصان پہونچانے کے لئے بہی

(۳) الہام یمضمون وغیرہ اور قربانی کرنے والے کے فرائض۔
(۴) بڑی اور درمیانی رسمون کا دوسری رسمون پر اثر۔
(۵) قربانی کرنے کی ترکیب۔
(۶) قربانی کرنے والون کی صفات۔ قربانی کے عیوض وغیرہ وغیرہ۔
(۷) ایک قربانی کی رسم کا دوسری کے ساتھہ مین استعمال ہونا۔
(۸) انتقال رسوم کا مزید بیان۔
(۹) بہجنون وغیرہ کی موافقت۔
(۱۰) رسوم وغیرہ کا نہ کرنا۔
(۱۱) افعال کا دہرانا اور ملانا۔
(۱۲) قربانی وغیرہ کرنے کے خاص اور معمولی اغراض۔

یہ پورو میمانسہ کے مضامین کی مختصر فہرست آپ کو انکا علم کرا دینے کے لئے کافی ہوگی۔ مین اس مضمون کی یہان تشریح نہین کرون گا صرف اسقدر تو کہونگا کہ جیمنی کسی ایشور یا پیدا کرنے والے یا دنیا کے انتظام کرنے والے خدا کو نہین مانتا ہے بلکہ اوسکی یہ رائے ہے کہ ہمارے کرمون کا موازنہ کرنے اور اونکی سزا و جزا دینے کے لئے کسی دہرم راج یعنی آسمانی منصف کی ضرورت نہین ہے کیونکہ انکا پہل قدرتی طور پر خود ملتا ہے۔

"اس بات کو سمجہانے کے لیئے جیمنی یہ مانتا ہے کہ ایک نتیجہ یعنی ایک نظر نہ آنیوالی کوئی شے یا کرم کی ایک قسم کی حالت مابعد یا نتیجہ کی نظر نہ آنیوالی حالت ماقبل تہی جو ایک النوکہی معجزہ کی سی حالت ہے اور جو اچھے کرمون مین قدرتی طور سے موجود رہنے والے ثمر کو ظاہر کرتی ہے۔

موجود ہو کہا گیا۔ قربانی کی نسبت اسوقت ہم صرف مہابھارت کے ذیل کے مضمون پر اکتفا کرینگے۔

अहिंसा सर्व भूतनामेतत कृत्य तमं मतम् ।
एतत्पदमनुद्विग्नं वरिष्ठं धर्मलक्षणं ॥
हिंसा पराश्च पे केचिद्ये च नास्तिक वृत्तयः ।
लोभ मोह समा युक्तास्ते वै निरयगामिनः ॥

ترجمہ:۔ سب سے اوتم دہرم کا اصلی لکش اہنسا (کسی کو ایذا نہ پہونچانا) ہی ہے۔ ناستک ہین۔ ایذا پہونچانیکی عادت۔ لالچ وغیرہ نرک مین رے جاتے ہین"۔ اشومیدہ پرب (پی۔ ایچ۔ بی۔ جلد ۲ صفحات ۶۳۷ و ۶۳۹)

ہندو فلاسفی کے درشنون کے متعلق ہماری جانچ پرتال اب مکمل ہو چکی۔ ہم اکثر اوقات انہین آپس مین متناقض اور نیز عقل سلیم کے ٹہیک نتائج کے خلاف پاتے ہین۔ ان مین اصلی تتو نہین ملتے ہین۔ وہ اعلیٰ ترین مقصد جسکو وہ حاصل کرنا چاہتے ہین مہمل اور مبہم ہے حالانکہ وہ سب ویدون کی عزت کرنے مین متفق ہین۔ جیسا کہ پروفیسر میکس مولر صاحب جو ہندو فلفسہ کے ساتھ بہت ہمدردی اور پریم رکہتے ہین فرماتے ہین:۔

"....گو کہ ہم سمجھ سکتے ہین کہ منجملہ چہہ درشنون کے ہر ایک.... دکہہ کے ہٹانے مین کامیاب ہو سکتا ہے اس امر کا معلوم کرنا بہت مشکل ہے کہ وہ واقعی آنند جو دکہہ کے دور ہونے کے بعد رہ جاتا ہے کیا ہے۔ ویدانت اوس پرم سکہہ کا تذکرہ کرتا ہے جو پرم برہم کو حاصل ہے۔ لیکن وہ آنند جو جیون کو برہم کے نخت کے قریب یعنی

خیال کچھ زیادہ کامیاب نہین ہو سکتا ہے "

صرف یوروپ کی مصنفون نے ہی دید دن کی تعلیم کو فلسفانہ خیال مین آراستہ کرنے والے ان درشنون مین عیب نہین نکالا ہے۔ بلکہ ہندو محققین بھی بہت کچھ اسی ڈھنگ پر لکھنے کو مجبور ہوئے ہین۔ ایس۔بی۔ایچ کی نوین جلد کے دیباچہ مین جو ایک بہت ہی قابل اور ذی علم ہندو مصنفون کی کارپردازی سے چھپی ہے یہ صاف طور پر تسلیم کیا گیا ہے کہ

" جیسا کہ کئی مرتبہ ہم پہلے کہہ چکے ہین ..... چھون درشنون مین سے ایک بھی یورپین خیال کے مطابق کوئی مکمل فلاسفی کا درشن نہ تہا بلکہ وہ محض سوال وجواب کی کتاب کے طور پر ہین جنھین کہ ویدون اور اونپشدون کے بعض بعض مسائل کو دلیل دے دے کر ایک خاص قسم کے طلبار کو سمجہایا ہے بغیر اونکو دنیا کے متعلق فلسفہ کے پریشان کرنے والے معمون کے چکر مین ڈالنے کے کہ جنکو وہ اپنی عقلی اور روحانی کمزوری کے باعث سمجہنے کی قابلیت نہین رکہتے تھے "

اس طریقہ پر درشنون کی کمی کو پورا کرنے کی کوشش سے بے شک مصنف کے ایمان کی مضبوطی ظاہر ہوتی ہے۔ لیکن ہندو فلاسفی مین کسی جگہ پر اوسکی تائید نہین ہوتی ہے۔ جیسا کہ ہم پہلے کہہ چکے ہین یہ درشن ہندو آدرش (مقاصد) اور عقائد کی جنکو انہون نے فلسفانہ اصولون پر قائم کرنیکی ناکامیابی کے ساتہہ کوشش کی بیش قیمت شہادت ہین۔ چونکہ ہمارا مطلب اصلی ہندو عقیدون کے اصلون کو معلوم کرنے سے ہے اسلئے مین اب آپکو وہ امور بتاتا ہون جن پر ان درشنون کا اتفاق ہے۔

خواہ وہ اسکو برہم یا پرماتما یا پرش کے نام سے موسوم کرین
اس ہستی کے وجود کا انکار کرتا تھا کہ جس کے باعث منکر واقعی
ناستک کہلاتا تھا"

ہندو فلسفہ کے مضمون کو ختم کرنے کے پہلے مجھے مہابھارت کی ذیل کی نہایت
کار آمد نصیحت کا حوالہ دینا نہین بھولنا چاہیئے۔

"مختلف اچاریون نے فلاسفی کے مختلف قسم کے مت چلائے
ہین لیکن تمکو اوسی کو ہی ماننا چاہیئے جو دلیل وید اور اچھے
لوگون کے طرز عمل سے ثابت پایا جاوے" (ایس ایس
پی۔ صفحہ ۵۵۴)

اب مین مختصر طور پر بقیہ وقت مین بدھ مت والون کے فلسفہ کا ذکر کرونگا
اور آئندہ کے لکچر مین ویدون اور انجیل مقدس اور دیگر روایتون سے
بھرے ہوئے متون کے پوشیدہ مفہوم کو بیان کرونگا۔

یہ معلوم ہوتا ہے کہ شروع مین علم فلاسفی بدھ کی تعلیم کا کوئی ضروری
جزو نہین تھا۔ سچا دہرم، سوائے عملی تعلیم کے اور کچھ نہ تھا۔ دکھ سے
رہائی من کی پاکیزگی (سادھوپن) سے ملتی ہے۔ من کی پاکیزگی خواہش کے
دور ہونے سے حاصل ہوتی ہے اور خواہش کا دور ہونا تپسیا اور وہان سے
جو من مین ویراگ پیدا کرتے ہین یعنی دنیا اور لذات حواس خمسہ سے
غائت درج کی نفرت سے ممکن ہے۔ بسا اوقات خود بدھ کی ایک رائے
قائم نہین رہتی تھی۔ کبھی وہ ہستی کو دوامی ماننے والے کے طور پہ بات چیت
کرتا تھا اور کبھی کبھی ناسش (فنا) کو ہر چیز کا انجام قرار دیتا تھا۔ لیکن انجام
مین بدھ کی فلاسفی جیو کے فانی ہونے پر زور دیتی ہے۔ بدھ مت کے

بجاے کسی دوسرے متنفس کے سزایاب نہ ہونے سے مسز رس ڈیوس
اپنی Buddhist Psychology مین صفحہ ۴۲ پر لکھتی ہے کہ
بُدھ لوگون کو دوبارہ جنم کرانے والی قوّت کی ماہیت اور وسیلہ سے
ناواقفیت ہے گو کہ اس کی تعلیم مین انکا اعتقاد بہت مضبوط ہے یقیناً
بُدھ لوگ آواگون کے متعلّق چار اصلی تتّون یعنی آسرو۔ بندھ۔ نمور اور
نرجرا کے علمی اصولون سے بے بہرہ ہین گو کہ اونکی کتابون مین آسرو اور نمور
کے الفاظ مستعمل پائے جاتے ہین۔ جیسا کہ سب سے آخری محقق کی راے ہی
(دیکھو ای۔ آر۔ ای جلد ۷ صفحہ ۴۷۲):-

"جینی لوگ ان اصطلاحون کو انکے لفظی معنون مین کام مین لاتے
ہین اور مکتی کے طریقہ کو سمجھانے مین استعمال کرتے ہین (آسرو نکا
نمور اور نرجرا موکش کے باعث ہین)۔ اب یہ اصطلاحات
اتنے ہی پرانے ہین جتنا جین مت کیونکہ بُدھ لوگون نے
جین مت سے آسرو کی نہایت پُرمعنی اصطلاح لے لی
ہے اور وہ اوسکو قریب قریب اوسی معنی مین استعمال
کرتے ہین جس مین جینی لوگ مگر اوسکے لفظی معنی مین نہین۔
کیونکہ وہ کرم کو لطیف مادّہ نہین مانتے ہین اور روح کی
ہستی سے منکر ہین جس مین کرمون کا آسرو ہوسکے۔ نمور
کے بجائے وہ اسوکھے جس کے معنے آسرو کا چھے (ناش)
ہونا ہین استعمال کرتے ہین اور اسکو مارگ یعنی راستہ
قرار دیتے ہین۔ یہ ظاہر ہے کہ بُدھون کے یہان آسرو کے
لفظی معنی جاتے رہے ہین اور اسلئے یہ ضروری ہے کہ

اجیوک و نگنہتہ وغیرہ) ہین جو یہ تعلیم دیتے ہین اور جنکا یہ عقیدہ ہے کہ جو کچھہ کوئی متنفس بھوگتا ہے خواہ وہ سکھہ ہو یا دکھہ ہو یا ایسا تجربہ ہو جو نہ سکھہ ہے اور نہ دکھہ ہے وہ تمام پچھلے کرمون کا پھل ہے پس تپ کے ذریعہ پُرانے کرمون کا ناشش کرنے سے اور نئے کرمون سے باز رہنے سے آئیندہ زندگی کے لئے آسرو نہین ہوتا ہے آسرو کے نہ ہونے سے کرم کا ناشش ہو جاتا ہے اور اسطرح پر بدی کا ناشش ہو جاتا ہے اور اسطرح پر سب دکھہ جاتا رہے گا اے بھائیو نگنہتہ لوگ (جینی) ایسا کہتے ہین...... مین نے اون سے پوچھا کیا یہ سچ ہے کہ اسکو تم مانتے ہو اور اسکی تم منادی کرتے ہو....... انہون نے جواب دیا...... ہمارا رہبر نات پوت (.........) ہمہ دان ہے...... وہ اپنی علم کی پورنتا سے یہ بتاتا ہے کہ تمنے گذشتہ زمانہ مین بُرے کرم کئے ہین انکو تم سخت تپشیا اور سختیون کے برداشت کرنے سے ناشش کردو اور جتنا تم من سے بچن سے اور افعال سے اپنی عادتون کو قابو مین لاؤ گے اوتنی ہی بُرے کرمون کی کمی ہوگی.... اسطرح پر تمام کرم انجام کار ناشش ہو جائینگے اور کل تکلیف بھی۔ اس سے ہمکو اتفاق ہے"

(ای۔ آر۔ ای جلد ۲ صفحہ = مجہم ۲-۲۱۴)

(ای-آر-ای-جلد ۲ صفحہ ۷۰)۔

ہمین یہ نہین معلوم کہ بدھہ اِس امر پر کیا خیال کرتا یا کہتا اگر اسکو یہ معلوم ہو جاتا کہ وہ سنیاس مین اپنے تئین پکا کرنے کی کوشش بغیر گرہست آشرم کو باقاعدہ بنہاے ہوے کے کرتا تھا۔ غالباً اوس نے اسپر کبھی دہیان نہین دیا کہ کوٹھے پر پہونچنے کے لئے سیڑہی کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ کہ تپشیا سے سواے تکلیف اور کلیش کے اور کچھہ نہین حاصل ہوتا جب تک وہ ٹھیک اعتقاد اور ٹہیک علم کے ساتھہ نہ ہو۔ اِسطور پر بدھہ بڑی عمر تک درمیانی مارگ کا پرچار کرتا رہا اور لوگون کو دکھہ سے بچنے کے لئے نروان کی نیستی مین فنا ہو جانیکی تعلیم دیتا رہا وہ اسّی برس کی عمر مین سور کا گوشت کہانے سے مر گیا۔

بدھہ کی تعلیم کا اثر بہت لوگون کے دلون پر خاص کر اسوجہ سے پڑا کہ اس مین کڑی تپشیا نہین کرنا پڑتی ہتی اور اِسنے ہٹ یوگ کی سختیون کو جو واقعیً ایک فضول طریقہ جسمانی کلیشون کا ہے اور جس کا تپشیا کی اصلی شکلون سے جیسا جین مذہب مین دی ہوئی ہین امتیاز کرنا ضروری ہے ہلکا کر دیا تھا۔ مگر ہم بدھہ کی فلاسفی کی بابت داد دے سکے آواگون کے مسئلہ کی نسبت جس مین فعل کرنے والے کے بجاے ایک دوسرا شخص سزا یا جزا پاتا ہے اور اوسکی روحون کے فانی ہونے کی تعلیم کی بابت چاہے جو کچھہ خیال کرین یا کہین لیکن مجبوراً ہمکو اوس کے سنساری جیو کے دکھہ کو بہت صاف طور سے محسوس کرنے کے لئے اور اوس دکھہ کی الفاظ مین بے حد ٹہیک تصویر کہینچنے کے لئے تعریف کرنی پڑتی ہے۔ عبارت کی عمدگی کے لحاظ سے

اون سے واقف ہین دنیا کی شہوتون اور دل لبھانے والی چیزون سے
اِس مردم خور غول کے بڑے غار سے نکلنے کے لئے منھہ موڑتے ہین -
لیکن مابقی لوگ جو عشق اور ناچ و رنگ کے جلسون مین لگے ہوے ہین
اور مختلف قسم کے کھانون کے عمدہ عمدہ ذائقون کا مزہ لینے مین مصروف
ہین آواگون کے دوامی چکّر مین بار بار پڑکر کچلے جاتے ہین اور موت کے
طاقتور جبڑون مین اونکے ٹکڑے ٹکڑے کئے جاتے ہین -

لیکن اِن ذی علم محققین مین سے ایک کو بہی ویدون - انجیل مقدّس یا
ژند اوستا کا راز نہین ملا - مشرقی علوم کی واقفیت کا دعویدار -
(The Orientalist) خیال کرتا ہے کہ ویدون مین بکہے ہوے
سورج اندرا ورا اگنی کو آفتاب - ابر اور آگ سے تشبیہہ دینا اور
انجیل مقدّس کے نئے اور پُرانے عہد نامون کو تاریخی طور سے پڑھنا
بس مذہب کی تہ کو پہونچ جانا ہے - اور حال کے زمانہ کے علماء نے
اپنا ایک قسم کا تعریف سماج قائم کر لیا ہے جسکا ہر ممبر ہر وقت اس فکر
مین لگا رہتا ہے کہ اس بات کو معلوم کرے کہ اونکی اس قسم کی تحقیقاتون
کی شاباشی کس کو دیجاے اور اسکا بغیر کسی ذاتی خودغرضی کے اعلان کرے
اگر مین ان محققّین کی مذہبی تحقیقات و معلومات کے عشر عشیر پر بہی غور
کرون تو اسکے لئے کم سے کم ایک ہزار صفحہ کی ضخامت کی کتاب کے لکھنے کی
ضرورت ہوگی - یہ بات نہین ہے کہ وہ لوگ دل کے صاف نہین ہین یا اونکی
تعلیم ناقص ہے - درحقیقت اون مین سے چند تو ایسے ہین کہ فی زمانہ قابلیت
مین اپنا ثانی نہین رکہتے ہین لیکن بدقسمتی سے وہ سب کے سب بغیر کسی
استثناء کے عقلی کوتاہ نظری کے مریض ہین - اور ان کا مرض بہی ایسا ہے
کہ جسکی اونکو مطلق خبر نہین ہے - اونکے من کی کوتاہ نظری کا مرض اونکے
ایک دوسرے کے ذہن کی رسائی اور وسعت خیال کی تحسین و آفرین
کرتے رہنے کی وجہ سے اور بہی زیادہ مہلک ہو گیا ہے - اگر اوس
ذی علم پروفیسر نے جس نے یہ نتیجہ نکالا کہ اگنی سے مراد آگ سے ہے
یا اوس چرب زبان آریہ سماجی نے جس نے اوسکو کہانا پکانے کا
علم سمجہ لیا اگنی کے عجیب و غریب اوصاف پر توجّہ کی ہوتی تو اوسکو بہت

کمزوری خود عیان ہو جاتی ہے۔

"(۱) ہم ان طاقتور گھوڑون کی قوت پیدا کرنے والی خاصیتون کا بیان کرینگے جن مین بڑے بڑے اوصاف پائے جاتے ہین یا حرارت کی اوس زبردست طاقت کا ذکر کرینگے جس کو ماہران علوم کام مین لانے کی غرض سے پیدا کرتے ہین (قربانی کے لئے نہین)۔

"(۲) وہ لوگ جو نصیحت کرتے ہین کہ صرف اوس سرمایہ کو حاصل کرنا اور خرچ کرنا چاہئے جو کہ جائز طریقون سے حاصل ہو سکے اور وہ لوگ جو کہ پیدایشی عقلمند ہین اور دوسرونسے علم و ادب پر خوش اصلوبی کے ساتھہ سوال کرتے ہین اور ضعیف العقل اشخاص کی غلطیون کو دور کرنے مین کافی ملکہ رکھتے ہین صرف اون ہی لوگون کو اختیار اور حکومت کی معتا دینی چاہئے۔

"(۳) کارآمد خاصیتون والی بکری دودہ دیتی ہے جو گھوڑون کے لئے مقوی غذا ہے عمدہ سے عمدہ اناج اسیوقت مفید ہوتا ہے جب کہ وہ لذیذ کہانون کے طور پر پیش کیا جائے جسکو کسی عمدہ باورچی نے اصول و خواص اغذیہ کے مطابق تیار کیا ہو۔"

اب آپ ایک ہی نظر مین دیکھہ سکتے ہین کہ اس خلاصہ مین خاص باتین یہ ہین۔

(۱) اسکا مذہب سے کوئی تعلق نہین ہے۔ اور

کھل جانا چاہئین تھین لیکن بدقسمتی سے زیادہ تر آدمی لکیر کے فقیر ہی ہوتے ہین -

تو پھر ویدک دہرم کی سچی تعلیم کیا ہے اور منترون مین کہے ہوئے ایک دیوی دیوتاؤن کا راز کیا ہے - لیکن قبل اسکے کہ مین ان اہم سوالات کا جواب دون یہ ضروری ہے کہ آپ کو مین تلا دون کہ اوپر کہے ہوے تین قسم کے ویدون کے واقف کار یعنے توہمات سے خوف زدہ سناتن دہرمی - ڈارونی (انسان کو بندرون کی اولاد ماننے والا) یوروپین - اور نیم ڈارونی ہندوستانی کیون ویدون کے سمجھنے مین قاصر ہے - اسکی وجہہ یہ ہے کہ ویدون کی زبان سنسکرت نہین ہے جیسے کہ انجیل مقدس کی زبان عبرانی اور یونانی اور قرآن شریف کی زبان عربی نہین ہے - کیا اس سے آپ کو تعجب ہوتا ہے - تاہم یہ امر واقع ہے جن کتب الہی کا ذکر مین نے یہان پر کیا ہے یہ سب دو زبانون مین لکھی ہوئی ہین ایک مین نہین جن الفاظ مین اونکی عبارت تحریر کی گئی ہے وبلا شک ایک قوم کی زبان ہین لیکن ان الفاظ مین مخفی ایک دوسری عبارت مفہوم کی ہے جو ان کتابون کی اصلی زبان ہے - ماہران مذاہب اس چھپی ہوئی زبان سے بالکل ناواقف تھے اور انہون نے اپنی ساری کارگیری اون کتب مقدسہ کے مختلف زبانون مین نقل کرنے اور ترجمہ کرنے مین حرف کردی - مطلب کی تہ کو نہ پہونچنے پائے - یہی وجہ ہے کہ وید - زند اوستا - انجیل اور قران ان عالمون کو بچون کی سی کہانیون اور دریاؤن اور نالون اور جھیلون کے دیوی دیوتاؤن سے بھری ہوئی معلوم ہوتی ہین - عموماً یہ کتب مقدسہ خود ہی ہمکو لفظی تعبیر کے خلاف

قانون اور مصلحت حکومت (   ) کے پیرائے مین بیان کیا گیا ہے"

ویدون کے سمجھنے کے لئے وید انگون کا جاننا ضروری ہے اور وید انگون مین نروکت (علم تعبیر) سب سے ضروری ہے جس کے جانے بغیر کسی کو ویدون کا مطلب سمجھانے کی اجازت نہین ہے۔ اپنی مہابھارت کے دیباچہ مین مسٹر کے۔ این۔ آیر صاحب لکھتے ہین:-

"معمولی آدمیون کو دہرم سیکشا دینے کے لئے سلف کے رشیون نے علمی اصولون کو قصّے کہانیون کے طور پر اوپر کہے ہوئے طریقہ کے مطابق بیان کیا ہے۔ مناسب اصطلاحات جنکے معنی نروکت کے قاعدہ کے بموجب جو وید کے چھہ انگون یعنے عضوین شامل ہے اُنکے استخراج سے ظاہر ہوتے ہین گھڑے گئے اور قائم کئے گئے تھے...... اور اُنکا مفہوم شاسترون مین احتیاط کے ساتھہ درج کیا گیا تھا تاکہ شروع ہی سے غلطی سے احتیاط رہے"

یہ ممکن ہے کہ ہم مسٹر آئر صاحب سے اِس قسم کی تعلیم کی ضرورت کے متعلق متفق نہ ہون لیکن اسمین شبہہ نہین ہوسکتا ہے کہ شاسترون کے بنانے والون کی نیت کبھی یہ نہ تھی کہ اون کا مضمون الفاظ کے ظاہری لفظی معنون مین سمجھا جاوے۔ صرف استخراجی طریقہ ہی الفاظ کے مروجہ معنی کو بدلنے کے لئے استعمال نہین کیا گیا ہے بلکہ تشبیہا ور دیگر قسم کے نازک النکار (صنعت تحریر) بھی نہایت آزادی کے ساتھہ

یا تعداد ہے اور ہر رقم ایک لفظ - اس قسم کا حروف تہجی کا شمار اردو اور فارسی مین بہی ہے جسکو معمولی طور سے ابجد (ا - ب - ج - د = ابجد) کہتے ہین - معلوم ہوتا ہے کہ یہودیون نے اپنی کتب مقدسہ مین اس طریق کو بہت استعمال کیا ہے - اسطور پر اونکی کتب مقدسہ مخفی رموز کا ایک ذخیرہ ہین جنکا مطلب اسوقت ہی معلوم ہو سکتا ہے جب اونکی عبارت کے خفیہ معنی صاف ہوجاوین - "کبالہ کے بموجب یہ سب رموز معرفت یہودیون کے شاسترون مین موجود ہین - ناواقف لوگ اونکو نہین سمجہ سکتے ہین - لیکن اون لوگون کو جو روحانیت مین داخل ہوتے ہین انکا راز بتایا جاتا ہے - انکو علم معرفت کے دقیق امور جو شاسترون کے حروف اور الفاظ کی سطح کے نیچے چہپے رہتے ہین معلوم ہو جاتے ہین" (Enc. Brit. [illegible] جلد ۱۵ صفحہ ۱۲۲ آرٹکل کبالہ)-

بموجب ای - آر - ای (Enc. R. E. جلد ۷ صفحہ ۶۲۲ آرٹکل کبالہ)

"خفیہ معرفت کوئی حال کا پودا نہین ہرگو کہ اس فلسفہ کی ابتدا اور تاریخ اور اسکے اسباب اور وجوہ کا پتہ لگانا بہت مشکل ہے تاہم یہ بات کافی طور سے قابل یقین ہے کہ اسکی جڑین زمانہ ماضی مین بہت دور تک پہیلی ہوئی ہین اور یہ کہ سن عیسوی کی درمیانی صدیون کا کبالہ یہودیون کے علم معرفت کی ابتدا نہین بلکہ انجام ہے"

خفیہ تعلیم کا یہ طریقہ انجیل کے نئے عہدنامہ مین بہی استعمال کیا گیا ہے - جے - ایم - پرایس صاحب ہمکو بتاتے ہین (دیکہو The Apocalypse Unsealed صفحہ ۱) کہ:-

"پرانے مذاہب اور عیسائی مت کی کتابون کا ہر ایک

اور اوسکے بجائے بعد کی صدیون مین نئے اور
پرانے عہد ناموں کے الفاظ کی ظاہر امر دہ تعلیم
پر ایک احکامی شریعت خدا پرستی کی قائم ہوگئی
اس خیال پر کہ انجیل مین الہام کے طور پر
انسان کے ساتھہ خدا کے گزشتہ زمانہ کے
برتاؤ کا تذکرہ ہے اسکے تاریخی پہلو پر بہت
زیادہ زور دیا گیا ہے اور وہ کتابین جو خفیہ
اور تمثیلی عبارت مین تحریر ہوئی ہتین تواریخ سمجھکر
پڑہی جاتی ہین "
اور کتاب مکاشفہ کے بارہ مین مسٹر پرایس زور کے ساتھہ
رقم کرتے ہین (دیکھو حوالہ سابق صفحہ ۵) کہ
"وہ اس خفیہ اسرار الٰہی کی کنجی ہے جو ہر زمانہ مین
یکسان ہے اور سب عقیدون اور فلسفون سے
برتر ہے یعنے اس پوشیدہ علم کی جو دراصل
اسیقدر پوشیدہ ہے کہ وہ ہر چہوٹے سے چہوٹے
اور بیوقوف سے بیوقوف ذی روح مین بہی درپردہ
موجود ہے اور جس کے کہولنے کے لئے سوا اسکے
خدا اسکی ذات کے اور کوئی واضع کرنے والی کنجی کو
نہین کہا سکتا ہے .... صاف الفاظ
مین ...... وہ مسیح کی کہانی کے معمہ کو حل کردیتی
ہے - وہ یہ بتاتی ہے کہ یسوع مسیح سے دراصل

لگائے یعنے واقعی ایسے پیڑ نصب کئے کہ جنکو لوگ دیکھہ سکین اور چہو سکین اور ان مین سے ایک کو زندگی کا اور دوسرے کو نیک و بد کے امتیاز کا پیڑ نامزد کیا جنکے پہلون کو آپ اپنے مادّی جبڑون سے چبا سکین - کون اس کو مان سکتا ہے کہ خدا باغ عدن مین چہل قدمی کا عادی تھا - یا اسکو کہ آدم ایک درخت کے نیچے چہپ گیا اور قائن خدا کے چہرہ [سامنے] سے بہاگ گیا - سمجھدار مطالعہ کرنیوالا اسکے پوچہنے کا مستحق ہے کہ خدا کا چہرہ کیا ہے اور کس طرح پر کوئی اس سے بہاگ سکتا ہے - اور پرانے عہد نامہ مین ہی ایسی باتین نہین پائی جاتی ہین جنکو کوئی سمجھدار یا معقول شخص امر واقعہ یا سچی تاریخ نہین کہہ سکتا ہے [نئے عہد نامہ کی] انجیلون مین بہی ایسے ہی افسانہ بہرے ہوئے ہین - یہ کیسے سچ ہو سکتا ہے یا کیونکر تاریخی واقعہ ٹہیرایا جا سکتا ہے کہ ایک ہی پہاڑ کی چوٹی پر سے مادّی آنکہون سے فارس سائی تہیا (Scythia) اور ہندوستان کی اقالیم متصل اور ایک ہی وقت مین نظر آ سکین - اس قسم کے بیشمار افسانہ احتیاط سے پڑہنے والے کو انجیل مین ملینگے "

(The History of New Testament Criticism)

اور ون کے مطابق یسوع کی زندگی کا صرف آخری حصہ ہی وہان صرف ہوا - یوحنا کی انجیل مین جون بپتسمہ دینے والے کی وقعت بہت کم پائی جاتی ہے - اوس مین معجزہ بہی مختلف ملتے ہین یعنے وہ زیادہ تعجب خیز ہین اور ساتھہ ہی ساتھہ خفیہ رموز کی طرف اشارہ کرتے ہین - یسوع کی تمام زندگی یوحنا کی انجیل مین بہ نسبت باقی ماندہ تین انجیلون کے بہت زیادہ متبرک ہے اور لوگوس (کلام = ابیفور دا ایجہد) کی سی ہے - لیکن ساتھہ ہی مین یسوع کو وہ یوسف کا لڑکا بتاتا ہے اور کنواری کے بچہ ہونے کا ذکر نہین کرتا ہے .... نہ باقی تین انجیلین ہی اسمین متفق ہوتی ہین متی یسوع کی پیدائش کی تاریخ سن عیسوی سے چار برس قبل ہیرود کے زمانہ مین قائم کرتا ہے - لوقا اسکو دس برس بعد اسم نویسی کے سال مین قرار دیتا ہے یعنے سن چھہ عیسوی مین مگر آگے چلکر کہتا ہے کہ تبریس قیصر کے پندرھوین سال (سنہ ۲۹ ء) مین مسیح قریب تیس برس کا تھا ....
.... مرقس معجزانہ پیدائش کا ذکر نہین کرتا ہے - متی اور لوقا یسوع کے دو مختلف نسب نامہ یوسف اور داؤد کے بیچ کے نسلون کے دیتے ہین لیکن یہ .... اوسکے کنواری سے پیدا ہونے کی روایت کے

فرشتہ نے ... مریم اور یوسف کو تعجب ہوا جبکہ اشتیاق
ظاہر ہوئی تھی۔ جب مسیح نے ہیکل میں اپنے باپ کے
کام میں مشغول ہونے کا ذکر (دیکھو لوقا کی انجیل باب ۲
آیت ۴۹) کیا تو یہ دونوں متعجب ہوئے۔ ان
سوانح عمری والی انجیلوں میں جو معجزے
بیان کیے گئے ہیں جن حالات میں ان کا وقوع
ہونا بیان کیا گیا ہے وہ بہت مختلف ہیں۔ ...
سب سے بڑا معجزہ یعنی لازرس کا جلانا صرف
یوحنا کی انجیل میں پایا جاتا ہے۔ باقی معجزے ...
اکثر تمثیلی ہیں (مثلاً روٹیوں کی تعداد کا بڑھ جانا۔
پانی کو شراب بنا دینا وغیرہ)۔ جو آدمی صلیب کے
نیچے موجود تھے انکے نام دو انجیلوں میں یکساں نہیں
ملتے۔ مسیح کے جی اٹھنے کے بارہ میں ان سوانح عمری
والی انجیلوں کے مصنف ایک دوسرے سے بہت
اختلاف رکھتے ہیں۔ مرقس کی انجیل کے سولھویں
باب کی نویں آیت سے بیسویں آیت تک کا مضمون
بعد کا بڑھایا ہوا ضمیمہ ہے۔ ... لوقا کے تاریخی
حوالے ہوئے ہیں۔ ہیرود کبھی بادشاہ نہ تھا بلکہ گورنر تھا۔
سرنیس جسکو وہ یسوع کی تاریخ میں لاتا ہے سنہ ۶ سے
سنہ ۱۱ تک حاکم تھا اور اسلیے اسکا یسوع کے قصہ سے
کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ لسانیاس کا بھی تذکرہ کرتا ہے

گوکہ وہ یسوع کے پیدا ہونے سے چونتیس برس پہلے
مرچکا تھا۔۔۔۔۔۔ انجیلون کے لکھنے والے جب کہ
وہ دریا مین بپتسمہ دینے کا ذکر کرتے ہین اور خاص کر
یردن ندی مین جہان نہانا ہی منع تھا فلسطین کے
یہودیون کی رسم ورواج سے واقف نہین
کہے جاسکتے۔ لوقا کی انجیل مین دو سرداران
کاہن کیفاز اور اناس کے ایک ہی وقت مین
موجود ہونے کا ذکر ہے جو ناممکن ہے۔ یسوع
کا ہیکل مین تعلیم دینا کہا گیا ہے جو صرف قربانیون کے
لیے مخصوص تھا واعظہ عبادت خانہ
(   ) مین ہوا کرتا تہا۔۔
انجیلون کی کہانیون کو یہودیون کی شرع سے
مقابلہ کرنے پر عجیب وغریب اختلافات پائے
جاتے ہین۔ مذہبی عیدون کے دن قانونی کاروائی
قطعاً منع ہتی۔ اسلئے یسوع کا مقدمہ فسح کے دن
نہین ہوسکتا تھا۔ ایسے موقعون پر اسلحہ لئے
پھرنا ہی منع تہا۔ پس سرداران کاہن ہیکل کے
سپاہیون کو دسں روز مسیح کے گرفتار کرنے
کے لئے نہین بہیج سکتے تھے اور پطرس یقیناً
تلوار لے کر نہین جاسکتا تھا۔"
اوپر کے مضمون مین انجیل کے صرف چند اختلافات دکہائے

گئے ہیں لیکن اون میں تحقیقات نے صرف اون کے اختلافات ہی کو ظاہر نہیں کیا ہے بلکہ اتفاق بھی نہیں پایا ہے اور سے انجیلوں کی مختلف روایتوں کے تجزیوں کی بھی جستجو کی ہے - اور اس تحقیقات کے نتیجے کے طور پر اب یہ واضح ہوگیا ہے کہ :-

" عیسائیوں کی کتب مقدسہ کی بہت سی معجزانہ اور غیر معجزانہ باتیں جنکو کہ عیسائی لوگ تاریخی واقعات مانتے ہیں کم از کم ایسی ایسی اور بھی باتیں ہیں جو ایک عجیب مذہبی استاد اور بانی کی سوانح عمری کے گرد جمع ہوگئی ہیں وہ در اصل بہت پرانے زمانہ کی روایتوں سے ہی لئے گئے ہیں اور اس لئے عیسائیت کے بانی کی متنازعہ ذات بھی جسکا وجود بعض اشخاص نے صرف مان لیا ہے اور بعض نے نتیجے کے طور پر اخذ کیا ہے اتنی ہی مشتبہ ہے جتنی پرانی روایات کے نیم خداوندوں کی . . . . فروعات کو چھوڑ کر بحث یہ ہے کہ جب انجیلوں کے یسوع کی روایت کا ہر ضروری جزو کم یا زیادہ واضح طور سے مذہبی کہانیوں کی قسم کا ثابت ہوتا ہے (تعلیم کے لحاظ سے بھی اوتنا ہی جتنا عمل کے لحاظ سے) تو پھر بالکل کوئی بات باقی نہیں رہتی جو کسی شخص کو اس امر کا مجاز ٹھہراوے کہ وہ یسوع کے نام کے پیچھے کسی مجسم شخصیت کا

وجود قائم کرے۔ جیسا کہ محققین کو معلوم ہے
جہان ہین کی تاریخ مین یہ راے کوئی نئی بات
نہین ہے گو کہ اوسکے وجوہ ممکن ہے نئے
ہون۔ دوسری صدی مین اگر پہلی مین نہین ایک فرقہ
جوڈوسیٹی (Docetae) کہلاتا تھا
قائم ہوا تھا جسکے ممبر عیسائی مت کے بانی کو ایک قسم کا
بغیر جسم کا سایہ مانتے تھے جسنے صرف ظاہر مین صلیب
کی تکلیف برداشت کی تہی اور بہت سے عیسائی
عارف اسکو محض ایک لفظی اقتباس کے طور پر
مانتے تھے۔ ان مین سے ایک دوسری راے وقتاً
فوقتاً بعد کی صدیون مین برابر ملتی ہے۔ یاد رہے ان
کی ایک خفیہ جماعت ہی جو ۱۰۲۲ء کے قریب
اورلینس (Orleans) کے مقام پر
توڑ دی گئی تہی یسوع کے متعلق پہلی قسم کی راے
رکہتی تہی اور سولہوین صدی مین انگلستان اور دیگر
ملکون مین مختلف فرقہ پائے جاتے ہین جنہون نے
عیسائی مت کے بانی کے وجود کو ایک خفیہ راز
مانا ہے۔ پہر اٹہارہوین صدی مین دولٹیئر بولنگ بروک
کے کچہ شاگردون کا ذکر کرتا ہے جنہون نے تاریخی
وجوہ پر یسوع کے وجود سے انکار کیا ہے۔ اور
فرانس کے انقلاب سلطنت کے زمانہ مین صرف

اور موجودہ انجیلین اوس طبقہ مین لکھی گئین تھین
ان شہرون مین سب مذہبون کی روایات عقاید اور
اور پجاری افراط سے موجود تھے - مصر - سریا -
فارس - یونان - روم اور سلطنت کے دیگر مشہور
مقامات کے پجاریون نے اپنے اپنے متون کے
مندر بنا رکھے تھے اور ہر جگہ لوگون کو اپنے اپنے
مذہبون مین شامل کرتے تھے - مذہبی روایات - کہانیان
اور رسوم ایک فرقہ سے دوسرے فرقہ مین آسانی سے
پھیل جاتی ہین - دور دراز کے ملکون مین بہی بہت سی
روایات آپس مین مشابہت رکھتی ہین ...... مذہبی
افسانون کے گھڑنے کے لئے دنیا کی تاریخ مین اس
قسم کی کوئی اور کوٹھالی نہین تھی جیسی وہ بحر روم کا مشرقی
کنارہ اوس زمانہ مین جب کہ روم کی سلطنت مین
مختلف قومین ملکر ایک ہوگئین تہین - پرانی سلطنتون کے
کتبون پرانے مذاہب کے شاسترون اور عیسائی پادریون
اور غیر عیسائی مصنفون کی تحریرون سے یہ بات اب ثابت
ہوگئی ہے کہ یسوع کی سوانح عمری کے تمام روائیتی
اجزا اوس مجموعۂ اقوام کی دنیا مین پہلے سے موجود
تھے - بیمارون کا چنگا کرنا اور دیگر معجزے بالکل خاص
تحقیقات کے محتاج نہین ہین ایسے معجزے صرف انجیل کے
پرانے عہد نامہ ہی مین مقدس آدمیون پر محمول نہین

سلطنت مین جسمین عیسائی مت کی ابتدا واقع ہوئی ہے
ایک خداوند کی موت اور اوسکے جی اوٹھنے کا سالانہ تہوار
بہت سے مذاہب مین پایا جاتا تہا۔ مصر کے اوسائرس
بے بی لونیا کے تمنز (یا اے ڈونس) اور فریجیا کے
ایٹس کے متون نے اِس سالانہ تہوار کو نامعلوم
زمانہ سے منایا تہا اور اِسکو روم کی سلطنت کی تاریخ
قومون مین تمام مشرقی دنیا مین پہیلا دیا تہا یونانی لوگ
اِس تہوار کو یسوع کے پیدا ہونے کے کئی صدیون قبل
ماننے لگے تھے۔ ایران مین متہرا کے مت والون نے
بہی اِسکو مانا تہا۔ ایسا کہنا غلط نہین ہے کہ اوس قدیم
دنیا مین مسیح کے زمانہ کے قبل کوئی شہر بہی ایسا نہین تہا
جس مین ایک یا زیادہ مندر مختلف مذاہب کے ایسے
موجود نہ ہون جو ایک خداوند کے مرنے اور جی اوٹھنے
کی رسم کو بڑی دہوم دہام سے سالانہ عوام مین نہ مناتے
ہون"

متہرا کے مندرون مین تو عیسائی مت سے اسقدر مشابہت
پائی جاتی تہی کہ دوبارہ زندہ ہوکر اوٹھنے والے خداوند کو انجیل کے
مخصوص الفاظ مین یعنے "خدا کا برا جو دنیا کے گناہون کو دور کرتا ہے"
کہہ کر مبارکباد دیجاتی تہی۔

یقیناً یہ سب اِس خیال کو باطل کرتا ہے کہ نئے عہدنامہ کا بانی
مبانی یسوع کوئی تاریخی شخص تہا اور یقیناً یہ بڑے تعجب کی بات ہے

کرتا تھا خدا بیٹے ہونے کے باوجود کسی بیٹے یا بیٹی کا ظاہر نہیں کیا تھا مگر ایسے رشتہ داروں جیسے یسوع جو دنیا کو نجات دینے والا سمجھے برعکس اسکے یسعیاہ نبی کی معرفت خدا نے بہت صاف طور سے سمجھا دیا تھا (دیکھو انجیل مقدس یسعیاہ باب ۴۳ - آیت ۱۱) "میں ہی خدا وند ہون اور میرے سوائے اور کوئی نجات دینے والا نہیں ہے" اسکی تکذیب کہین نہین ہوئی بلکہ تائید واعظ کی انجیل سے ہوتی ہے (دیکھو باب ۴ - آیت ۸) -

"ایک اکیلا ہے اور کوئی دوسرا نہین ہے - ہان اوسکے نہ بیٹا ہے اور نہ کوئی بھائی ہے"

کیا وہی خدا جو یسوع کا باپ کہا جاتا ہے یہان یہ بول رہا ہے اگر ایسا ہے تو وہ کیون اپنے بیٹے کے وجود سے انکار کرتا ہے - اور کیا وہ وہی خداوند ہے جسکو ہندو ایشور مسلمان اللہ اور پارسی اہورمزدہ کہکے پوجتے ہین - اگر ایسا ہے تو اوسنے ان لوگون کو کبھی کیون نہین بتایا کہ اوس کے ایک لڑکا ہے - اسلام عیسائی مت سے قریب چھ سو برس کے بعد قائم ہوا اور کہا جاتا ہے کہ وہ الہام پر مبنی ہے تو پھر اسکی کیا وجہ ہے کہ محمد نے یسوع کے خدا کا بیٹا ہونے انکار کیا یہان غور کی سخت ضرورت ہے - ہم ان دو باتون مین سے ایک نہ ایک پر قائم ہونے کے لئے مجبور ہونگے کہ یا تو یسوع کا آسمانی باپ ہندوؤن کا ایشور مسلمانون کا اللہ اور زردشت کا اہورمزدہ نہین ہے اور یا ان سب مذاہب کی کتب تاریخی طور سے پڑھنے کے لئے نہین بھی صحیح نہین - اصلیت یہ ہے کہ انجیلین خود اس امر کو افشا کردیتی ہین

کہ وہ ایک خفیہ زبان مین جسکا مطلب سمجھنا ضروری ہے لکھی گئین ہین یسوع کی تعلیم تمثیلون کے پیرایہ مین ہوتی تہی جنکا مطلب بار بار شاگردون کو سمجہایا جاتا تہا اور تسپر بہی وہ بسا اوقات نہین سمجہتے تھے (دیکھو مرقس کی انجیل باب ۹ آیات ۳۱ و ۳۲ و لوقا کی انجیل باب ۱۸- آیات ۳۲ لغایت ۳۴ و مرقس کی انجیل باب ۹- آیت ۱۰) - یہ بہی کہا جاتا ہے کہ یسوع نے اپنے جی اوٹھنے کے بعد اپنے شاگردون کی سمجھ کو کہولا (دیکھو لوقا کی انجیل باب ۲۴ آیت ۴۵) تاکہ وہ کتب مقدسہ کو سمجھ سکین - اِس امر کی ہدایت کے بے دینون کو مذہب کے اصلی اصول نہین بتانے چاہئین ذیل کے قابل غور الفاظ مین متی کی انجیل کے ساتوین باب کی چہٹی آیت مین درج ہی -

"پاک چیز کتون کو نہ دو اور اپنے موتی سورون کے آگے نہ ڈالو ایسا نہ ہو کہ وہ اونہین پاؤن کے نیچے روندین اور پلٹ کر تمہین پہاڑ ڈالین "۔

بنی اسرائیل کو یسعیاہ نبی نے پہلے ہی بتایا تہا (باب ۶ آیت ۹) "تم سنتے ضرور ہو مگر سمجھتے نہین ہو اور تم دیکھتے ضرور ہو مگر غور نہین کرتے ہو "۔ یسوع اس سے مطابقت رکہتا ہے اور اسکی پورے طور سے تائید کرتا ہی جب وہ کہتا ہے (دیکھو متی کی انجیل باب ۱۳- آیات ۱۳ و ۱۵) -

"مین اونسے تمثیلون مین اسلئے باتین کرتا ہون کہ وہ دیکھتے ہین اور پہر نہین دیکھتے اور سنتے ہین پہر نہین سنتے اور نہ وہ سمجھتے ہین .... کیونکہ اِن لوگون کے دلون پر چربی چہاگئی ہے اور اِنکے کان سماعت مین مند پڑ گئے ہین اور اپنی آنکھین انہون نے بند کر لی ہین "۔

"پہلے وقت وہ شخص سے یسوع کا جو کلام تھا جسکو وہ بار بار دہراتا (دیکھو یوحنا کی انجیل باب ۱۲۔ آیت ۵۰)۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ نئے عہد نامہ انجیل کی تعلیم میں کوئی بات ایسی نہیں کہ جسکے لئے دیکھئے۔ سننے سمجھنے کی ضرورت تھی۔ صداقت معانی الفاظ میں تعلیم نہیں دیکھائی تھی۔ پس استاد تاریخ کی تعلیم لوگوں کو نہیں دے سکتا باوجودیکہ اوسنے بعد میں تاریخ کے بنانے میں ایک بہت بڑا حصہ لیا نئے عہد نامہ کی انجیلوں کے مصنفوں نے بھی یہودیوں کے قدیم شاستروں کو لفظی معنوں میں نہیں سمجھا۔ یسوع نے اکثر ایسا کہا ہے "تمکو سچ معلوم ہو جائیگا اور سچ تمکو آزاد کر دیگا (یوحنا کی انجیل باب ۸۔ آیت ۳۲)۔ عالمان شرع سے جو سچ کی تعلیم دینے کا دعوی کرتے تھے اوسنے کہا (دیکھو لوقا کی انجیل باب ۱۱۔ آیت ۵۲)۔

"اے شرع کے عالمو تم پر افسوس ہے کہ تمنے معرفت کی
کنجی چھین لی۔ تم آپ ہی داخل نہ ہوئے اور داخل ہونیوالوں کو
تمنے روکا۔"

زمانہ حال کے ذی علم پادری کو اس امر کا مطلق علم نہیں ہے کہ اس آیت سے کیا مطلب ہے۔ یقیناً وہ کسی کنجی کے بارہ میں کچھ نہیں جانتا ہے خاص کر معرفت کی کنجی کے بارہ میں تو وہ بالکل ہی ناواقف ہے اور مراد ہے کبھی ایسے کسی حال یا مقام کا ذکر سنا ہے کہ جہاں داخل ہونے سے شرع کے بدقسمت عالموں نے اپنے تئیں اور اپنے پیروں کو اوسکی کنجی کے غائب کر دینے سے محروم کر دیا ہو۔ اسکو ہر جگہ تاریخ ہی تاریخ نظر آتی ہے جیسے یہوا کی منکوحہ اور بیعت بنی اسرائیل کے لئے ازخود رفتہ محبت کی تاریخ۔ یا ایک نئے اعلان کئے گئے خدا کے بیٹے کی سوانح عمری کی تاریخ جو گنہگاروں کو نجات دینے کے لئے مجسم ہوا انجیل کو

لکھنے والے بے سود چلا چلا کر اپنا گلا دکہاتے ہین کہ جو اونکی تحریر کو پڑھے وہ سمجھکر پڑھے (متی کی انجیل باب ۲۴-آیت ۱۵) لیکن ہم اپنی تاریخ کے اوپر ایسے مطئین ہین کہ ہم اس ہدایت سے موثر ہونے کی استطاعت نہین رکہتے ہین- کتاب مکاشفہ مین بہی ایسا کہا ہے (دیکھو انجیل مکاشفہ- باب ۲-آیت ۷) کہ

"جسکے کان ہون وہ سنے کہ روح کلیساؤن سے کیا کہتا ہے؛-
جو غالب آتے ہین اوسے اوس زندگی کے درخت مین سے جو خدا
کے فردوس مین ہے کہانیکو پہل دونگا"

مین خیال کرتا ہون کہ مزید نظیرون کی تعداد بڑہانا بے سود ہے- یہان پر بالکل صاف طور سے علاوہ غیر تاریخی دستاویزات کو تاریخی طور سے پڑہنے کا ہے- صرف ایک باپ اور بیٹے کا رشتہ تہا جن مین سے دونون ہمیشہ کے اور ایک دوسرے کے پورے طور سے ہمعصر کہے جاتے ہین تاریخی خیال کی تردید کے لیے کافی ہے- جیسا کہ مین نے کی ادف نولیج (The Key of Knowledge) مین کہا ہے ہمارے سامنے یہان پہ ایسا معاملہ نہین ہے کہ جہان ایک تاریخی ابتدا بعد کی پرستش کے واضح کرنے کے لئے ضروری ہو وہ دستاویزات جو ہمارے سامنے موجود ہین وہ صاف طور سے تمثیلی قسم کی ہین اور انکو تاریخ مان لینا ناممکن ہے جو شخص کے واقعی اِن مذہبی تمثیلات کے بڑے اور اُلجہے ہوے انبار کے پیچہے ہے وہ اس ابتدائی تصنیف کا مصنف ہے جسکی بنا ر پہ ایک دوسرے سے اختلاف رکہنے والی انجیلین معلوم ہوتا ہے لکہی گئی تہین- لیکن بدقسمتی سے اسنے اپنے کو ظاہر کرنا مناسب نہین سمجہا- یہ بات کہ وہ بہت دانشمند اور سمجہدار شخص تہا اور اسرار معرفت کے بعض نازک ترین مسلون اور جوگ ودیا کا پورا پورا واقف کار تہا اسکی تصنیف سے عیان ہے گو کہ یہ ظاہر ہے کہ ہم انجیل کی روایتون کو اسکی

زندگی کے ادراک سے قرار دیتے ہیں۔ حضرت یسوع کی زندگی کے حالات کے
متعلق انجیلوں میں جو اختلافات پائے جاتے ہیں وہ ایسے بالارادہ اور بایں وجہ
پیدا کیے ہوئے معلوم ہوتے ہیں کہ ان میں سے ایک بھی واقعی دنیا کا اصلی واقعہ
نہیں ہو سکتا ہے۔ ایک بات تو تمثیلوں اور تشبیہوں کے اختیار کیے جانے میں اور
دوسری طرف ان کو نہایت محفوظ کرنے والا ایک ارادہ پایا جاتا ہے جو واقعات کے
تاریخی سلسلہ کو توڑنے افسانوں کے ایجاد کرنے۔ حالات کی تکذیب اور بعض
کی تردید کرنے پر اور بعض پر خود بخود یہ ظاہر کرنے پر کہ تاریخ اور کچھ ہی ہونی چاہیے
تیار ہے۔ نتیجہ صاف ہے کہ لکھنے والوں کو اس بات کی فکر تھی کہ ہمیں پڑھنے والے
کبھی مصنفوں کو تاریخی طور سے نہ پڑھیں اور انہوں نے تاریخی مفہوم کی تردید کر کے
اور تشبیہ کی احتیاط کی۔ نئے عہد نامہ کی انجیلیں اس طرح پر یسوع ([illegible]) کی
دنیاوی [illegible] کے حالات کا ذکر کرتی ہیں نہ کہ ایک شخص یسوع کی سوانح عمری اور
تعلیم کا جس کو متعدد مصنفوں نے لکھا ہو۔

پس ہماری رائے یہ ہے کہ مثل ہندو شاستروں کے اختلافات کے انجیل کے
اختلافات بھی یا تو کسی خاص وجہ کے مصنفوں نے بالارادہ پیدا کیے ہیں یا بوجہ تشبیہی
صنعت عبارت کے خود بخود پیدا ہو گئے ہیں۔ ہم ابھی دیکھیں گے کہ یہ دعوے صرف ایک
کتاب ہی میں ثابت ہوا بلکہ انجیل کی تعلیم کو قدیم مذاہب اور ساتھ ہی ساتھ پچھلے علمی مرسم
کی تعلیم سے بھی متفق کرا دیا۔

اب میں اسلام کی طرف متوجہ ہوتا ہوں جس کو آپ کو معلوم ہے کہ قریب تیرہ سو برس
ہوئے ایک شخص محمد نامی نے جس کا بعض میں تاریخ سے بہت کچھ تعلق ہو گیا قائم کیا تھا
اسلام کا وید یعنی شاستر بھی تمثیلی عبارت میں تحریر ہے اس میں زیادہ تر انجیل کے پرانے
عہد نامہ کی تعلیم شامل ہے اور اس کے زیادہ کچھ روایات و حدیث اور بھی ہیں اور اس کے بموجب

ایک قسمت کی لوح ہے جسکے اوپر اللہ نے دنیا کے شروع مین تقدیر کی قلم سے لکھا تہا جسکا حال تاہم یہودیون اور عیسائیون کو نہین معلوم تہا منجملہ دیگر دلچسپ امور کے ذوالقرنین کا قصہ برادران یا جوج وماجوج کی تاریخ وشیطان کی نافرمانی کی روایت قرآن شریف مین پائے جاتے ہین - اس امر مین کہ یہ سب صاف صاف محض روایاتی تمثیلین مثل آدم کے گناہ کی کہانی کے ہین آج کل کوئی شبہہ نہین کرسکتا ہے - خود مسلمانون کا ایک فرقہ تہا کہ جسنے دراصل اس بات کو تسلیم کیا تہا کہ قرآن شریف کے مضمون کا مفہوم صرف تمثیلی تعبیر کے اصول پر سمجہہ مین آسکتا ہے - جیسا ای - آر - ای (جلد ۹ صفحہ ۱۰۰) مین آیا ہے -

" اسلامی فلسفہ کا ایک بڑا سوال یہ تہا کہ وہ اپنا تعلق قرآن اور حدیث مین بیان کئے گئے مذہب سے صاف طور سے قائم کرے - بہت سے مسلمان فلاسفر جہنون نے اہل یونان سے مذہبی کتابون کی تعبیر کی تمثیلی طریقہ کو حاصل کیا تھا اور جو اس اوپر والے سوال سے کم وبیش آگاہی رکہتے تھے اس کوشش مین مصروف تھے کہ شرع کے مضمون کو روحانیت کے معنی پہنا دین جن لوگون نے اس طریقہ کا پورا پورا استعمال کیا وہ باطنی کہلاتے تھے (باطن = اندرونی)... انتہائی عارف عقلی فلاسفر اور آزاد خیال (Freethinkers) لوگ سب اس طور پر ایک ہی نتیجہ پر پہونچے - ایک اور مسئلہ جو اون سب کو قبول تہا یہ تہا کہ لفظ کا خفیہ مطلب یعنی حقیقت صرف چند ہی آدمیون کو معلوم تہا خواہ وہ الہی الہام (معرفت) سے ہو یا اپنی غور سے (فلسفہ) یا آزادی خیال سے "

یہ مزید اطلاع بہی ہمکو ملتی ہے کہ ارسطو کے مسلمان پیروون نے اس رائے سے

اب ہم چند مذہبی افسانون کا مطلب خود بیان کرینگے۔ سب سے پہلے ہم گنیش جی کا ذکر کرینگے جو اس امر پر اصرار کرتے ہین کہ سب دیوتاؤن سے پہلے اِنکی پرستش کیجائے گنیش کے اوصاف حسب ذیل ہین۔

(۱) وہ چوہے پر سوار ہوتا ہے۔
(۲) اسکے جسم مین ہاتھی کی سونڈ انسان کے دہڑ سے جُڑی ہوئی ہے۔
(۳) وہ دیوتاؤن مین سب سے چھوٹا ہے۔
(۴) مگر اور سب دیوتاؤن سے زیادہ کھوٹا ہے بالخصوص اسوقت جبکہ کسی کام کے شروع مین اسکا آدر نہ کیا جائے۔
(۵) اوسکی خوراک لڈّو ہے۔ اور
(۶) اوسکا نام ایکدنت ہے کیونکہ اُسکی سونڈ مین بجائے دو دانتّون کے ایک ہی دانت ہے۔

اس بالک دیوتا کا پتہ آج تک کسی محقّق کو نہین لگا کیونکہ وہ سب دنیاوی چیزون مین ہی اوسکو ڈہونڈتے رہے اصلی بھید اوسکا اِس زمانہ مین پہلے پہل کی اوف نولیج (The Key of Knowledge) مین دیا گیا تہا گنیش سے مراد عقل یا سمجھ سے ہے جیساکہ آپ ذیل کی مطابقت سے خود دیکھہ سکتے ہین

(۱) چوہا جو چیزون کے کاٹ ڈالنے کی وجہ سے بہت زیادہ مشہور ہے علم تجزیہ (analysis) کی علامت ہے۔
(۲) گنیش جسکا جسم انسان کے دہڑ اور ہاتھی کی سونڈ سے جُڑ کر بنا ہے خود علم مرکبات (synthesis) کی مورتی ہے۔
(۳) عقل دیوتاؤن (الٰہی اوصاف) مین سب سے کم عمر (بچّہ) ہے کیونکہ وہ اواگون کے چکّر مین ازل سے گھومنے والی روح کو جب وہ نجات پانیکے قریب ہوتی ہے

تب ہی عمل ہوتی ہے۔

(۳) اور جو دیکھے کہ عقل دیوتا اُن میں سب سے بڑی ہے وہ اس امر پر اصرار کرتا ہے کہ کسی کام کے شروع میں سب سے پہلے اسکی آؤبھگت کیجائے کیونکہ سوچ سمجھ کر کام نہ کرنے سے تباہی و بربادی لازمی ہیں۔

(۵) ثمرات سے مراد عقل کے پھل سے ہے کیونکہ عقلمند لوگ قدرتی طور سے آنند (خوشی) کی شیرینی کا مزا اٹھاتے رہیں۔ اور

(۶) ایکہ نت کا اشارہ ادویت مت کے اصول "ایکو برہم دوتیا ناستی" کیطرف ہے (برہم ایک ہے اور اسکے سوا دوسرا کوئی نہیں ہے) جو بموجب ادویت فلسفہ کے عقل کا انتہائی نتیجہ ہے۔

یہ دلفریب صورتی گنیش جی کی ہے۔ یہ دلکش اور نیز سمجھ کے بڑھانیوالی ہے جیسا کہ اس ملاقات کے کارڈ (Visiting Card) سے جو کئے ہوئے مقصود دانت میں چھپا ہوا ہے ظاہر ہے اس اعلیٰ روپک (تشبیہی استعارہ) کا مصنف ایک ادویت وادی تھا جسکی علمی واقفیت اتنی ہی ٹھیک پائی جاتی ہے جتنی وہ تعجب خیز ہے۔ پس گنیش جس سے ہم ابھی ملاقی ہوئے ہیں کسی وحشی دماغ کی پیدا بادل یا بارش کو دیوی دیوتا ماننے پر تلا ہوا ہو گھڑنت نہیں ہے بلکہ نجات کے حصول کے سب سے ضروری ذریعہ کی شاعرانہ خلقت یا صورتی ہے۔ کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ علم کے بغیر نجات نہیں ملسکتی ہے جیسا کہ وید میں آیا ہے "رتے گیان نہ مکتی" (بغیر گیان کے مکتی نہیں ہوسکتی ہے)۔

گیان کے دیو کو نمسکار کرنیکے بعد اب ہم ویدک دہرم کے دیوتاؤں کی اصلیت کی تفتیش میں مصروف ہونگے۔ جیسا کہ ویدوں کا نہایت مشہور و معروف شارح سائن کہتا ہے ویدک دیوتاؤں میں تین سب سے بڑے ہیں اور

وہ تینون در اصل ایک ہی مین سما جاتے ہین۔ وہ تین سورج - اندر اور اگنی ہین جنکے بارہ مین حال کے زمانہ مین لوگون نے سخت غلطیان کی ہین - انکی ماہیت کے سمجھنے کے لئے ہمکو مذہبی سائنس کے وہ نتائج جو ہم ایک ماقبل کے لکچر مین نکال چکے ہین یاد رکھنے چاہئین۔ انکا خلاصہ مین یہان ایکدفعہ اور کہونگا تاکہ حوالہ دینے مین سہولیت ہو وہ اسطور پر ہے -

(۱) روح ایک جوہر (دربیہ) ہے جو ہمہ دانی کی قابلیت رکھتی ہے یعنے جو ہمہ دان ہوتی اگر وہ اس حارج ہونے والی ناپاکی سے جو اسکے ساتھہ لگی ہوئی ہے پاک ہوتی -

(۲) ناپاک روح نت اندریون کے ذریعہ باہر کی دنیا سے بیوپار مین مصروف ہے اور آواگون مین مبتلا ہے -

(۳) تپشیا اور نفس کشی پرماتماپن اور پورنتا (کمال) کے حاصل کرنے کے ذرایعہ ہین دوسرے الفاظ مین ہر روح مین پرماتما ہو جانیکی قابلیت موجود ہے - تاہم وہ جب تک مادہ سے لپٹی ہوئی ہے اسوقت تک وہ سنساری جیو یا جیوآتما (ناپاک روح) ہی ہے اور مادہ سے چھٹکارا تپشیا سے مل سکتا ہے - پس تین باتین جو ہر متلاشی نجات کو جاننی ضروری ہین یہ ہین -

(۱) جیودربیہ (جوہر روح) کی ماہیت -

(۲) جیوآتما (ناپاک روح) کی حالت - اور

(۳) ناپاکی کے دور کرنے کی تدبیر -

देवानय

یہ ہی تین باتین اب مین آپ کو بتاتا ہون وہ امور ہین جو ہندو دیوآلے مین تین بڑے دیوتاؤن سورج اندر اور اگنی کے سروپ مین ظاہر کئے گئے ہین -

(۱) سورج ہمہ دانی کی علامت ہے کیونکہ جسطرح آفتاب کے آسمان مین نمودار ہونے سے سب چیزین دکھائی پڑتی ہین اسی طرح جب ہمہ دانی کی صفت روح مین نمایان ہو جاتی ہے تو اسکو تمام چیزون کا گیان ہو جاتا ہے -

مادہ کے اختلاط کو ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ گو یا اندر دیوتا نے اپنے گرو کی استری سے زنا کیا۔

(۲) پھوڑے پھنسیاں اگیانی جیو ہیں جو روح اور مادہ کے اختلاط کے باعث اپنے اصلی سروپ سے ناواقف ہیں۔ وہ ابتداً اندھے ہیں۔

(۳) جب انکو برہم گیان یعنے اس امر کا گیان کہ آتما ہی برہم ہے ہو جاتا ہے تو گویا انکی آنکھیں کھل جاتی ہیں — اسی امر کو پیار تھنا پر برہما جی کی مہربان ہو کر پھوڑے پھنسیوں کو آنکھوں میں مبدل کر دینے سے تشبیہ دی گئی ہے۔

(۴) اندر اپنے باپ کے باپ ہیں کیونکہ۔

(الف) لفظ باپ کا مفہوم تشبیہ کی زبان میں اُپادان کارن ہے۔ اور

(ب)۔ کیونکہ شدھ (خالص یا پاک) جیو کا اوپادان کارن اشدھ (ناپاک) جیو ہے جبکہ اشدھ (ناپاک) جیو خود مادہ اور نور روح سے بنا ہے۔ اسلئے ایک دوسرے کا باپ (اوپادان کارن یعنی مادی سبب) ہے

یہ مختصر طور سے اندر اوا کی اپنی گرو کی عورت سے قابل ملامت آشنائی کی روایت ہے ہمارے پاس زیادہ تفصیل میں جانیکے لیئے وقت نہیں ہے لیکن یہ بیان کیا جاسکتا ہے کہ اس دیوتا کا دشمن تاریکی کا دیو ہے جس سے مفہوم اگیانتا سے ہے۔ اور بارش جو اندر کے نام سے وابستہ ہے شانتی کی تسکین بخشنے والی بارش ہے جو جذبات اور کفر کی سخت تپش کے رفع ہو جانے پر ہوتی ہے۔ ان بڑے دیوتاؤں کی تثلیث کا تیسرا ممبر اگنی ہے جو تپشیا کی تصویر ہے جیسا کہ ہم پہلے کہہ چکے ہیں۔ ہم دیکھہ چکے ہیں کہ اس دیوتا کو آگ یا روٹی بنانیکی دویا کا روپک ماننا کتنا لغو اور غیر متعلق ہے۔ لیکن تپ کا تعلق خود عیاں ہے۔ لفظ اگنی ہی اپنے مفہوم میں تپشیا کے اظہار کے لئے نہایت موزوں ہے کیونکہ تپشیا کے معنی دراصل ویراگ کی اگنی سے روح کو پاک

سات ہاتھہ مانا ہے۔

(۳) سات زبانین اگنی کی پانچ حواس۔من۔اور بدہی (عقل) ہین جو تپ کی اگنی مین سواہا کئے جاتے ہین یعنے جلا دیئے جاتے ہین۔

(۴) چونکہ تپسیا کرنے سے آتما کے الہی اوصاف ظہور مین آتے ہین اسلیئے اگنی کو دیوتاؤن (= خدای یعنے الہی اوصاف) کا پروہت کہا گیا ہر جو اُسکے بلانے سے آتے ہین۔

(۵) پُن اور پاپ دونون بندہن یعنی آواگون کے کارن ہین جن مین سے پن سے خوشگوار اور پاپ سے ناگوار ہونین ملتی ہین۔اِن دونون کو موکش کے متلاشی کو چھوڑنا پڑتا ہے اسلیئے اگنی کو پاک (پُن) اور ناپاک (پاپ) دونون کا بھکش کرنے والا کہا ہے۔

(۶) اگنی کی خوراک خواہشات یعنی طبیعت کا مارنا ہے کیونکہ تپسیا سے مطلب ہی ترک خواہشاک سے ہے۔خواہشات کے ناش کرنے سے آتما کے الہی اوصاف اور خاصیتین ظاہر اور مضبوط ہوتی ہین۔تشبیہہ کی زبان مین اِن الہی اوصاف کو دیوتا کہتے ہین اسلیے اگنی پر بلدان (قربانی) چڑہانے سے دیوتاؤن کی طاقت بڑہتی ہے۔

اگنی کا ایسا سروپ ہے جسکی آپ جانتے ہین کہ صرف ہندو ہی نہین بلکہ پارسی لوگ بہی پرستش کرتے ہین انجام مین ویدک دیوتاؤن کی ترتیب مین مفصلہ ذیل امور پائے جاتے ہین۔

(۱) ہر متنفس روح اپنی ذات مین ایک خدا ہے یعنی جیو آتما ہی پرماتما ہے۔

(۲) خالص روح پورن (مکمّل) پرماتما ہے اور ہمہ دانی سے جو پرماتما کی صفت ہے متصف ہے۔

(۳) روح کا پرماتما پن اوسکے مادّہ سے مخلوط ہونے کے باعث دبا ہوا ہے۔اور

(۴) تپسیا وہ مارگ ہے جو پورنتا اور پرماتما پن کو پہونچاتا ہے۔

پس ہم دیکھتے ہین کہ ویدون کے دیبی دیوتاؤن کے افسانون مین زندگی کے بعض

اسطرح پر سرشٹی کا رچنے والا برہما روحانی بدہی ہے جو من کی تاریکی کو دور کرتا ہے اور اوس مین پاک خیالات پیدا کرتا ہے - وشنو جو حفاظت کرنے والا ہے دہرم ہے جس سے روحانیت کی ترقی ہوتی ہے - وہ برہما کی سرشٹی کی حفاظت کرتا ہے مگر کسی اور چیز کی نہین - آخیر مین شیو یا مہیش سے مراد ویراگ سے ہے جو کرم اور بدی کا ناش کرنیوالا ہے دوسرے طریقہ پر رشبھہ دہرم ہے - بہرت رشبھہ کا لڑکا بہگتی اور بیل دہرم کا چہنہ یا علامت ہے - جمبو دیپ فانی انسان کے لئے بہگتی کی اقلیم ہے اور بہارت ورش بہگتی کے طریقہ و معنی ہین - کورو چہیتر دونون بہون کے درمیان کا چکر ہے - پریاگ سے مراد ہردی کمل (دل کے چکر) سے ہے متہرا ہزار پنکہڑی والا سہس رار ہے جو کہوپری مین ہے اور گوبردہن من کو کہتے ہین - ہردوار شانتی کا مقام ہے - گنگا جمنا اور سرستی - ایڑا - پنگلا اور سشمنا ناڑیان ہین اور چوجگ تپشیا کے درجہ ہین جب کہ انسانی جسم ایک سال یا برس کے برابر ہے - اوتار سے مراد دہرم کے مارگ کے مرحلون سے ہے جو کمال کی منزل مقصود تک پہونچاتے ہین -

مین خیال کرتا ہون کہ آپ کو ہندون کے دیوی دیوتاؤن کے افسانون کی ماہیت کا گیان کرانے کے لئے اتنا ہی کہنا کافی ہوگا - اب مین Fall (روحانی زوال) کے مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کرون گا جو یہودیون اور عیسائیون کے مذاہب کا ایک بہت ضروری رُکن ہے -

سب سے پہلے آپ کو اپنے من مین سے یہ خیال نکال ڈالنا چاہیئے کہ اس دنیا مین یا آسمان پر کوئی ایسا مقام تہا جو عدن کہلاتا تہا جہان پر کہ ایک پرماتما نے کسی وقت پر خوبصورت درختون کا کوئی باغ لگایا ہو - ہمنے اور یجن (Origen) صاحب کی تحریر کے حوالہ سے دیکہہ لیا ہے کہ ایسا خیال کسقدر لغو ہے - اور اگر آپ ان دو مشہور و معروف درختون کی طرف غور کرینگے جو زندگی اور

جو ایک نہایت مناسب تشبیہ ہے کیونکہ بالآخر عقل تو روح ہی کی ایک شکل ہے جو نیند میں غائب ہو جاتی ہے اور سو اٹھنے پر ظاہر ہوتی ہے۔

(۵) سب جانداروں میں انسان ہی موکش پا سکتا ہے اور اس لئے وہ ہی دہرم کی تعلیم کا مستحق ہے جانور اپنی عقل کی کمی اور دیگر جسم و من کے فرائض کی کوتاہیوں کی وجہ سے موکش نہیں پا سکتے ہیں سورگ اور نرک کے باشندے بھی اسوجہ سے کہ وہ تپسیا نہیں کر سکتے ہیں موکش نہیں پا سکتے ہیں۔ اسلئے خاصکر انسان ہی دہرم کی تعلیم کا مستحق کہا گیا ہے۔

(۶) زندگی کے درخت سے مراد زندگی سے ہے اور نیکی اور بدی کے امتیاز کے درخت سے مراد چیزوں کی قیمت کا یعنے انکے ہمارے حفظ ذکر نیکی قابلیت کا تخمینہ کرنے سے ہے۔

(۷) نیکی اور بدی کے امتیاز کا پھل (نتیجہ) راگ (اُنس یا محبت) اور دویش (نفرت) ہیں کیونکہ انسان اس چیز کے حاصل کرنے اور تحفظ کی کوشش کرتا ہے جسکو وہ عمدہ سمجھتا ہے اور اسکو غارت کرنا چاہتا ہے جسکو وہ برا خیال کرتا ہے۔ اب اگر آپ نیکی اور بدی کی ماہیت پر غور کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ وہ دراصل کوئی قدرتی شئے نہیں ہیں اور نہ ہمیشہ ایک صورت میں قیام پذیر ہی ہو سکتی ہیں۔ وہ تو صرف نسبتی الفاظ ہیں۔ پہلے کہی ہوئی بڈھے مالدار کے فرزند کی مثال میں اس کا بڈھا باپ اسکے پیدا ہونیکی خوشی مناتا ہے لیکن وہ قریبی وارث جو اسکے باپ کے لاولد مرنیکا منتظر بیٹھا تھا غم اور ماتم میں ڈوب جاتا ہے۔ مگر وہ بچہ جسکے باعث ایک شخص کو خوشی اور دوسرے کو رنج ہوتا ہے اپنی ذات میں صرف ایک واقعہ ہے وہ اپنے والدین کے لیے بہبودی کی علامت اور مبارک ہے اور اس لئے نیک ہے۔ لیکن اُن کے لئے جو اس بڈھے دولتمند کے مرنے پر اسکی دولت پانے کے مشتاق بیٹھے تھے مایوسی اور مصیبتوں کا باعث تھے۔ ایک کے سینہ میں وہ محبت اور الفت کے جذبوں کو پیدا کرتا ہے یعنے راگ کو اور دوسرے کے دل میں نفرت اور غصہ کو یعنے دویش کو۔ اس طرح پر راگ (محبت) اور دویش (نفرت) نیکی اور بدی کے امتیاز کے درخت کے پھل ہیں۔

اپنی کارگذاری مین مصروف ہو خود عقل کو نہین حاصل ہے بلکہ متنفس کی خواہشات پر موقوف ہے
اور اوسکی زبردست خواہشات کے مطابق طے پایا ہے۔ جیسا کہ کی اوف نولیج
مین بتایا گیا ہے عقل مثل ایک لالٹین کے انسان کے پاون کی رہبری کے لئے ہے لیکن یہ بات کہ آیا وہ
اسکو عبادت کے مقام کی طرف لیجاوے یا ایک جوئے خانہ کیطرف خود انسان کی میلان طبع پر
موقوف ہے نہ کہ عقل کی مرضی پر۔

(۱۳) گنہگارون کی سزائین بہی جان (سلسلہ) عقل اور خواہشات کی ماہیت
کو ظاہر کرتی ہین۔

(الف) سانپ سب مویشیون اور میدان کے چارپایون سے زیادہ ملعون ہے وہ اپنے
پیٹ کے بل چلیگا اور عمر بہر خاک کہائیگا۔ چونکہ خواہشات انسان کو چوپایون اور مویشیون
سے بہی زیادہ ذلیل بنا سکتی ہین اسلئے سانپ سب مویشیون اور چارپایون سے بہی زیادہ
ملعون ہوا۔ خواہشات مین لپٹا ہوا مُن ہمیشہ خاک کے بیوپار مین لگا رہتا ہی جسکا مطلب یہ ہے
کہ وہ رات دن اندریون کے ذریعۂ لذات حواس کا مادّہ بیرونی اشیا سے اپنی طرف کہینچا
کرتا ہے ان لذّات احساس کا مادّہ ہی جو اندریون کے ذریعۂ سے رات دن کہنچا آتا ہے
وہ خاک ہے جو سانپ کو عمر بہر کہانے کو بتائی گئی ہی۔ سانپ اور حوّا کے درمیان مین عداوت
بہی قائم کی گئی ہے (دیکہو انجیل مقدس پیدائش کی کتاب باب ۳۔ آیت ۱۵)

"وہ تیرے سر کو کچلیگی اور تو اوسکی ایڑی کو کاٹیگا"

اسکا اشارہ اوس مخالفت کی طرف ہے جو عمدہ عقل اور خواہشات کی
رغبت مین ہے۔ خواہشات کا بالآخر تپسیا سے جو گیان (عقل کا بچّہ) کا
نتیجہ ہے ناش ہو جاتا ہے۔ اسی کو نہایت خوبی کے ساتہہ ہندو شاسترون مین
کرشن کا کالی ناگ کو ناتہنا کہا ہے۔ کرشن سے مطلب کسی آسمانی دیبی
دیوتا کے اوتار سے نہین ہے بلکہ محض تشبیہہ کی عمدہ زبان مین اُلہی

(iii) "وہ کانٹے اور اونٹ کٹارے وہ تیرے لئے اُگائیگی اور تو کہیت کی گہاس کہائیگا۔
(iiii) "اپنے چہرہ سے ٹپکتے ہوے پسینہ کے ساتہہ تو روٹی کہائیگا جب تک کہ تو زمین مین نہ ملجائے کیونکہ تو اوس سے نکالا گیا تہا اور اسلئے کہ تو خاک ہے اور پہر خاک مین جائیگا"
———— (دیکہو پیدائش کی کتاب باب ۳- آیات ۱۷ لغایت ۱۹)

ان اصطلاحات کا مطلب یہ ہے کہ وہ آفات - قحط لڑائیان اور مصیبتین جو دنیا مین لوگون پر آتی ہین وہ انسانون کی شہوتون - برائیون بدمعاشیون اور جعلسازیون کا نتیجہ ہین اور یہ کہ باوجود ہماری تمام کوششون کے کہ دنیا اور قوانین قدرت کو اپنا مطیع بناوین لالچی اور شہوت پرست آدمی کو سوائے کانٹون اور چبہنے والی چیزون کے اور کچہہ دستیاب نہین ہو سکتا ہے اور نیز یہ کہ ایک روح سے انکار کرنیوالے مادی فلسفہ مین دل کو تسکین بخشنے کی قوت نہین ہے جو صرف روحانی گیان سے آتی ہے۔

آدم کے خاکی پن کا احوال یہ ہے کہ شخصیت تین قسم کی ہوتی ہین۔

(i) باہر آتما (جسمانی شخصیت)-

(ii) انتر آتما (روح) - اور

(iii) پرم آتما (خدا)

بے وقوف آدمی اپنے تئین صرف جسمانی شخصیت ہی سمجہتا ہے جو مادہ سے مل کر بنا ہے اور فانی ہے سمجہدار آدمی اپنے تئین روح جانتا ہے جو غیر فانی ہے اور جو شدھ (پاک) ہونے پر پرم آتما (خدا) ہو جاتی ہے - ان مین سے پہلی قسم کی شخصیت کا خیال یعنی گنہگار دنیا دار کی باہر آتما وہ شخصیت ہے جسکا اظہار انجیل مقدس کے سراپ مین ہے۔

(۱۴) گناہ کے بعد ہابیل اور قائن آدم کے پیدا ہوتے ہین جن مین سے ہابیل بہیڑ بکریان چروایا اور قائن زمین کا جوتنے والا ہے - یہ دونون اپنے پیشون کا ہدیہ خدا کے

یہودیون کی شاستر مین آدم کے گناہ اور زوال کا یہ مطلب ہے جو ہم نے کہا ہے - وہ ایک ہمہ دان خدا کے ضعیف البنیاد انسانون سے کہ جو ڑہ کی نافرمانی پر غصہ ہونے کی حکایت نہین ہے - اور نہ انسانون کے بندرون کی قوم مین سے علیحدہ ہونے کے وقت کی وحشیانہ حالت کی بچّون کی کہانی ہی ہے بلکہ وہ ایک ایسی روحانی علم کے چند بیش بہا اصولون کا خلاصہ ہے جسکی واقفیت روح اور انسان کرن کے اوصاف کی ماہیت سے آج کل کے سائنس کی نسبت بہت زیادہ صحیح اور معقول ہے -

پانچواں لکچر

دنیا کے موجودہ زندہ مذاہب

(ب)

نئے عہد نامہ - انجیل پر جو پرانے عہد نامہ کا تکملہ کہا جاتا ہے غور کرنے سے انجیلوں کی سب سے زیادہ توجہ کے قابل بات انکی مخفی تعلیم پائی جاتی ہے - جس معرفت کی کنجی کے کھو جانے پر حضرت عیسیٰ نے بنی اسرائیل کے عالموں کو سرزنش کی تھی اسکی کنجی کی رسائی الہام کے پوشیدہ معنی سمجھنے کے لئے بھی ضرورت ہے - بائبل میں بہت سی قصے اور واقعات ہیں جو بظاہر غلط نظر آتے ہیں - لیکن ٹھیک اسوجہ سے کہ وہ لفظی معنی میں اور کسی ذہنی معنی میں صحیح نہیں ہیں وہ ہر قسم کے سوالات میں پھنسائے اور چھوڑے جاتے ہیں - نئے عہد نامہ پر غور کرنے سے اس میں دبی ہوئی سچائی کی تعلیم کے مسائل حسب ذیل پائے جاتے ہیں -

۱- روح کا پرماتما سے اسکی یگانگت -

۱۔ "جبکہ اسنے انہیں خدا کہا" (یوحنا کی انجیل باب ۱۰ - آیت ۳۵) -

۲۔ "تم دنیا کے نور ہو - جو شہر پہاڑ پر بسا ہوا ہے وہ چھپ نہیں سکتا" (متی کی انجیل باب ۵ - آیت ۱۴) -

۳۔ "تم زمین کے نمک ہو" (متی کی انجیل باب ۵ - آیت ۱۳) -

۴۔ "عزیزو ہم اسوقت خدا کے فرزند ہیں اور ابھی تک یہ ظاہر نہیں ہوا کہ ہم کیا کچھ ہونگے - ہم اتنا جانتے ہیں کہ جب وہ ظاہر ہوگا تو ہم بھی اسکے مانند ہونگے کیونکہ اسکو ویسا ہی دیکھینگے جیسا وہ ہے" (نیا عہد نامہ - ۱ - یوحنا - باب ۳ - آیت ۲) -

۵ - "کیونکہ دیکھو خدا کی بادشاہت تمہارے اندر ہے" (لوقا کی انجیل - باب ۱۷ آیت ۲۱) -

۶ - "اور آسمان پر کوئی نہین چڑہا سوائے اس کے جو آسمان سے اترا یعنے ابن آدم جو آسمان مین ہے" (یوحنا کی انجیل باب ۳ - آیت ۱۳) -

۲ - آدم کا گناہ وزوال -

۱ - "اسلئے کہ سب نے گناہ کیا ہے اور خدا کی جلال مین کم ہین" (رومیون - باب ۳ آئیت ۲۳) -

۲ - "کیونکہ خدا نے جہالت مین سب کو ڈال رکہا ہے" (رومیون باب ۱۱ - آئیت ۳۲) -

۳ - کلید معرفت سے نجات کا ملنا -

۱ - "اے شرع کے عالمون تم پر افسوس ہے کہ تمنے معرفت کی کنجی غائب کردی - تم آپ بہی داخل نہ ہوے اور دیگر داخل ہونے والون کو بہی تمنے روکا" (لوقا کی انجیل باب ۱۱ - آئیت ۵۲) -

۲ - "اور تم سچائی سے واقف ہوگے اور سچائی تمکو آزاد کر دیگی" (یوحنا کی انجیل باب ۸ - آئیت ۳۲) -

۳ - "پس چاہیئے کہ تم کامل ہو جیسا کہ تمہارا آسمانی باپ کامل ہے" (متی کی انجیل باب ۵ - آئیت ۴۸) -

۴ - قید گناہ یعنے کرمون کی وجہ سے ہے -

۱ - "اور انسان چراغ جلا کر پیمانہ کے نیچے نہین دہرتے ہین" (متی کی انجیل باب ۵ - آئیت ۱۵) [یہان پر اشارہ صاف طور سے گیاناورنی کرم کی طرف ہے جو روح کی ہمہ دانی کی صفت پر پردہ کی طرح (گیان = علم + آورن = پردہ - حائل ہوتا ہے]

۲ - "جو کوئی گناہ کرتا ہے گناہ کا غلام ہے" (یوحنا کی انجیل - باب ۸ - آئیت ۳۴) -

۹ "اگر کوئی میرے پاس آئے اور اپنے باپ اور ماں اور بیو
اور بہنوں بلکہ اپنی جان سے بہی دشمنی نہ کرے تو میرا شاگرد نہیں
باب ۱۴- آیت ۲۶)۔

۱۰ "جو کوئی اپنی جان بچانے کی کوشش کریگا وہ اوسے کہوئیگا - اور جو کوئی
کہوئیگا وہ اوسکو زندہ رکہیگا" (لوقا باب ۱۷- آیت ۳۳)۔

۱۱ "لومڑیوں کے بہٹ ہوتے ہین اور ہوا کے پرندون کے گہونسلے مگر ابن آدم کے لیئے
سر دہرنے کی بہی جگہ نہین" (متی - باب ۸- آیت ۲۰)۔

۱۲ "محنت اور مشقت مین بارہا بیداری کی حالت مین بہوک اور پیاس کی مصیبت
مین بارہا فاقہ کشی مین سردی اور ننگے پن کی حالت مین" (۲ کرنتہیون باب ۱۱
آیت ۲۷)۔

۱۳ "......اور بعض خوجے ایسے ہین جنہون نے آسمان کی بادشاہت کے لئے
اپنے آپ کو خوجہ بنایا ہے" (متی باب ۱۹- آیت ۱۲)۔

۱۴ "بلکہ مین اپنے بدن کو مارتا کوٹتا اور اوسے قابو مین رکہتا ہون (ا
کرنتہیون باب ۹- آیت ۲۷)۔

۱۵ "اور جو مسیح یسوع کے ہین اُنہون نے جسم کو اسکی رغبتون اور خواہشون سمیت
صلیب پر کہینچ دیا ہے" (گلتیون باب ۵- آیت ۲۴)۔

۱۶ "پس اے بہائیون مین خدا کی رحمتین یاد دلا کر تم سے التماس کرتا ہون کہ ا
بدن زندہ اور پاک قربانی کے طور پہ نذر کرو جو خدا کو پسندیدہ ہے - یہی تمہاری
معقول عبادت ہے" - (رومیون باب ۱۲- آیت ۱)۔

ایسی روشنی ہے جو یہ فلسفہ کے بیش بہا بکہرے ہوئے لعل وجواہرات ہمارے
سوالات پہ ڈالتے ہین عیسائی رموزدان لوگ (Mena

حاصل ہو سکتا ہے کہ جب تک اندرونی روحانی تحریک بُری خصلتوں۔ عادات اور خیالات کو کافی طور سے غارت نہ کر دے۔ پھر ریاضت کرنی پڑتی ہے جس سے بعض مخصوص عجیب وغریب قوتیں روح کو حاصل ہو جاتی ہیں۔ اب وہ وقت آجاتا ہے کہ جب شاگرد تقدیر کے چوراہے پر اپنے تئیں زندگی اور موت کی قوتوں کو ہاتھ میں لیئے ہوئے کھڑا پاتا ہے کیونکہ ان غارت گر قوتوں کا دنیاوی عروج کے لئے استعمال کرنا ہی روحانی ترقی کی جڑ کاٹنا ہے۔ یہی ترغیب ہے۔ اسکے بارہ میں انجیل میں کہا گیا ہے کہ شیطان نے یسوع کو دنیا کی سلطنتیں دکھائیں جو اسکو سجدہ کرنے سے حاصل ہو سکتی تہیں۔ لیکن نجات کا خواہشمند درویش سا۔ دھو اب اپنے اس ارادہ سے کہ وہ اپنی شخصیت کو مغلوب کرے نہیں بدل سکتا ہے۔ پس وہ اپنی صلیب اپنے ساتھ لئے پہرتا ہے اور گول گوتہا کے مقام پر جس سے مراد کھوپری کی جگہ ہے مصلوب ہوتا ہے۔ کھوپری کا خاص مفہوم یہ ہے کہ بہیجے میں جوگ کے ایک بڑے چکر کا مقام ہے جسپر آخر میں دہیان لگایا جاتا ہے اس تشریح کی تائید میں انجیل کی ذیل کی آیات کا حوالہ دیا جاتا ہے۔

۱۔ ''یسوع اب تک اپنے جلال کو نہ پہونچا تہا'' (یوحنا کی انجیل باب، آیت ۳۹)

۲۔ ''جس نے اوس خوشی کے لیئے جو اسکے سامنے رکہی گئی تہی شرمندگی کی پرواہ نہ کر کے صلیب کا دکہہ سہا'' (انجیل۔ عبرانیوں باب ۱۲۔ آیت ۲)۔

اصلی زندگی میں جو ایکدم کثیر اور جلیل ہے داخل ہونے کی غرض سے جو باہر آتما (جسمانی شخصیت) کو مصلوب کیا جاتا ہے اسکا نتیجہ اس طور پر ظاہر ہوتا ہے۔

(۱) چٹانوں کا پہٹنا۔

(۲) آفتاب کا تاریک ہو جانا۔

(۳) ہیکل (مندر) کے پردہ کا اوپر سے نیچے تک پہٹ جانا۔ اور

(۴) قبروں کا کہل جانا اور مُردوں کا نمودار ہونا۔

(۳) مندر کے پردہ کا پھٹنا ہی ایک تمثیلی راز ہے۔ جو پردہ پھٹتا ہے وہ کسی ہاتھون سے بنائے ہوئے چونے اور اینٹ کے مندر کا نہین بلکہ روح کے مندر کا ہے اندرونی روشنی کے اوپر جو پردہ پڑا ہوا ہے اوسکے ہٹنے سے یہان مراد ہے جس سے پرماتما ین کا اصلی پرکاش ہو جاتا ہے نہ کہ ایک چونے یا پتھر کے بنے ہوئے مندر یا اوسکے کسی حصہ کے غارت ہونے سے۔ روحانی پرکاش (روشن ضمیری) اس اندرونی پردہ کے پھٹنے کا فوری نتیجہ ہے۔

(۴) لیکن سب سے دلفریب تشبیہہ جو اس سلسلہ مین استعمال ہوئی ہے وہ قبرون کے کہل جانے کی ہے۔ جس چیز سے یہان مراد ہے وہ صاف طور سے کسی قبرستان کی قبرون کی قطارین نہین ہین جن مین مردے دفن رہتے ہین اور نہ مردون کی سڑی ہوئی لاشون کے کسی زبردست قوت سے پہینکے جانے اور عوام مین ظاہر ہونے سے ہے۔ بلکہ انسانی حافظہ کے قبرستان سے ہے جہان گذشتہ زمانہ کے واقعات احساس وخیالات اسی طرح سے دفن پڑے رہتے ہین جیسے زمین کے اندر مردے۔ یہ تمثیل پچھلی جونون کے حالات کا یاد آنا جو ریاضت سے ممکن ہے ظاہر کرتی ہے۔

ہمسے یہ کہنا کہ آواگون عیسائی مذہب کا کوئی بنیادی اصول نہین ہے اور یہ کہ عیسیٰ کی تعلیم کلیتاً اس مسئلہ کے مخالف ہے بے سود ہے۔ اصلیت یہ ہے کہ جو لوگ ایسا خیال کرتے ہین اُنہون نے اپنی انجیل کو اس ہدایت کے لحاظ سے جو پڑھے وہ سمجھے" جسکا ہم پہلے ذکر کر چکے ہین نہین پڑھا ہے۔ جیسا اب آپ کو معلوم ہو گیا ہے انجیل مین خفیہ عقائد اور پوشیدہ مسائل بظاہر بے معنی الفاظ کے نیچے چھپے ہوئے ہین۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ کبھی نہین کہا جاتا:-

" مین تمثیلون مین اپنی زبان کہولونگا مین وہ باتین ظاہر کرونگا جو

انجام کار چھتیسوین آیت مین یہ طے کیا گیا کہ قید سے واقعیٔ آزادی (لفظ واقعی یہان قابل لحاظ ہے) صرف فرزندی دے سکتا ہے جو ابدتک رہے گا - اب لفظ فرزند کے معنی یسوع کی زبانین اُس روح کے ہین جسنے خدا کی مرتبہ اور جلال کو حاصل کر لیا ہو - سینٹ پال کہتے ہین "اسلئے کہ جتنے خدا کے کمال کو مد نظر رکھکر چلتے ہین وہی خدا کے بیٹے ہین . . . . روح خود ہماری روح کے ساتھہ مل کر گواہی دیتا ہے کہ ہم خدا کے فرزند ہین اور اگر فرزند ہین تو وارث بھی ہین یعنے خدا کے وارث اور مسیح کے ہم میراث بشرطیکہ ہم اوسکے ساتھہ دکھہ اوٹھائین تا کہ اسکے ساتھہ جلال بھی پائین" (انجیل کتاب رومیون باب ۸ آیات ۱۴ و ۱۶ و ۱۷) - پس اگر ہم اپنے نتائج کو سلسلہ وار درج کرین تو حسب ذیل امور حاصل ہوتے ہین -

(۱) لفظ غلامی کے معنی مذہب مین گناہ کی قید یا بندش کے ہین -

(۲) یہ قید دوامی نہین ہے مگر فرزندی کی حالت ابدی ہے - اور

(۳) روح اصلی آزادی کو اوسیوقت پاتی ہے جبکہ وہ فرزندی کا مرتبہ حاصل کر لیتی ہے -

یہ امور جین مت کی تعلیم سے بالکل متفق ہین اور دراصل سائنس مذہب ہی کے تین رکن ہین اون سے آواگون کے اصول کی علت غائی پورے طور سے ظاہر نہین ہوتی اور وہ سمجھدار آدمی کے لئے محض اشارہ کے طور پر ہین - اگر پڑہنے والا اب اپنے سے یہ سوال پوچھے کہ گناہ کیا چیز ہے تو وہ جلد اس بات کو دیکھہ لیگا کہ اس نام کا کوئی ذی روح یا شئے نہین ہو سکتی ہے - یہ تو ایک محض لفظ ہے اور اگر ہم آج سے قیامت کے دن تک اسکی تلاش کرتے رہین تو یہ یقینی ہے کہ یہ ہمیشہ ایک محض لفظ ہی پایا جائیگا - اصلیت یہ ہے کہ گناہ کا مفہوم ناروا افعال کا کرنا ہے کیونکہ گناہ کوئی واقعی ذی روح یا شئے قدرت مین نہین ہے -

بلکہ اپنا آزاد نفاذ رکہتے ہین - اسلیئے جب بعض لوگ کہتے ہین کہ اونکو یہ خیال بہت تسکین دہ معلوم ہوتا ہے کہ اونکو کوئی شخص اپنے فضل سے نجات دیگا تو وہ جہوٹی حفاظت سے مطمئین ہوجاتے ہین اور اپنے تئین ایک ایسے ظاہر بین بیجان نظر آنے والے آتش فشان پہاڑ کی چوٹی پر سُلادیتے ہین جسکی ظاہری خاموشی عنقریب ہی اچانک غارت گری کی یورش سے مبدّل ہوا چاہتی ہے - اُن قوانین سے جو روح کے متعلق پہلے بیان کئے جاچکے ہین یہ صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ اوسکی قید کو کوئی شخص اوسکے باہر سے کسی حالت مین نہین توڑ سکتا ہے - اوسکی وجہ یہ ہے کہ ایک روح دوسری روح کی خواہشات پر قابو نہین رکہتی ہے جو اسوجہ سے کہ وہ روح اور مادّہ کے اختلاط کا باعث ہین جب تک کہ وہ قایم ہین اپنا اثر ضرور دکہاتی رہتی ہین -

مُردون کے جی اُٹہنے کے متعلّق علیسیٰ کی تعلیم جو عیسائیون کی آواگون کی مخالفت کی آخری گرٹہی ہے خود آواگون کو ثابت کر دیتی ہے اگر اوس پر فلسفہ کے طریقہ سے غور کیجائے - یہ تعلیم بعض صدوقیون کے اس سوال کے جواب مین کہ قیامت مین ایک خاص عورت کسکی زوجیت مین آئیگی جسنے اس دنیا مین سات بہائیون سے اونکے یکے بعد دیگرے مرجانے پر شادی کی تہی دی گئی تہی - اور اسکا مضمون لفظ بہ لفظ حسب ذیل ہے (دیکہو لوقا کی انجیل باب ۲۰ - آیات ۳۴ تغایت ۳۶) -

" اس جہان کے فرزندون مین تو بیاہ شادی ہوتی ہے لیکن جو لوگ اس لائق قرار دیئے جاینگے کہ اوس جہان کو حاصل کرین اور مُردون مین سے جی اوٹہین وہ شادی نہین کرتے اور نہ اونکی شادی کرائی جاتی ہے اور نہ وہ پہر مر سکتے ہین کیونکہ وہ فرشتونکے مانند ہین اور خدا کے فرزند ہین اسوجہ سے کہ وہ قیامت کے

فضل وکرم سے خدا کی بادشاہت مین داخل ہوئی ہے یہ امید کرنا کہ وہ مثل ایک جین
یا ہندو بیوہ کے سدا پرہیزگار بنی رہیگی امر موہوم ہے - ہان ایسی ہی دقتین ہین جن مین
بدعقلی پڑا کرتی ہے جب وہ واقعات کے خلاف رائے زنی پر آمادہ ہوتی ہے -
تیسرا امر یعنے حیات ابدی کا زندہ شدہ متنفّس کا پالینا بہی اتناہی تعجب خیز ہے -
مجسم روح نور اور مادّہ کا مرکّب ہے اور مرکبّات کی یہ صفت نہین ہے کہ وہ غیر فانی ہون
اور نہ حیات جاودانی کوئی ایسی شئے ہے کہ جو دو دو آنہ کی پوڑیون مین عطارون کے یہان
مل سکے - اصلیت یہ ہے کہ قیامت کا مسئلہ دراصل آواگون کا مسئلہ ہے گو کہ وہ خفیہ
رازوانی زبان مین چھپایا گیا ہے - یہودی لوگ اس سے ناواقف نہ تھے اور فریسی لوگ
علانیہ اسکو مانتے تھے - انکے پہلے یہ مصریون کو معلوم تہا جنہون نے غالباً اسکو اہل فارس سے
کسی طور پر حاصل کیا تہا - لیکن قیامت کے دن کے خدا کا ابتدائی پیشرو ہندون کا دیوتا جمراج
ہے جو جیون کے مرنے پر اُنکے پُن اور پاپ کا موازنہ کرتا ہے اور انکو انکے مناسب مقامات پر
بہیجدیتا ہے - یہ جمراج کرم (کے قانون قدرت) کی تصویر ہے جو بوجہ اس کے کہ وہ مختلف
جوہرون اور عناصر کی قدرتی صفات اور قوتّون سے پیدا ہونے والا نتیجہ ہے قطعی خطا نہین
کرسکتا ہے - مگر مُردون کا ایک مقررّہ دن دنیا کے اختتام پر جی اوٹہنے کا خیال اس مسئلہ سے
کسی مذہب مین بہی تعلق نہین رکہتا تہا گو کہ بعض بعض شاسترون کا کلام بیرونی لفظی مفہوم
مین اس قسم کے معنی کو کہینچ تان کر قبول کرسکتا ہے - اصل مفہوم یہ تہا کہ ہر متنفّس کے
مرنے پر اوسکی عاقبت کا تصفیہ کرم کے قانون سے جو موت کے دیوتا کی شکل مین باندہا
گیا ہے خودبخود ہوجاتا ہے اور وہ ایک نئی جون مین دوبارہ جنم کے لیئے قدرتی کشش
سے پہونچ جاتا ہے یہ سلسلہ جنم مرن کا نروان کے حاصل ہونے تک جسکے معنی موت پر
فتح پانا یعنی مُردون سے جی اوٹہنا ہین جاری رہتا ہے - مُردون سے مراد اُن تمام
ارواح سے ہے جو روحانیت مین زندہ نہین ہین جیسا کہ انجیل کی مفصلہ ذیل آیت مین

(دیکہو دی ینچر اوف ہین صفحات ۳۴۳ و ۳۴۴):-

"کبالہ (حفیہ معرفت) کے فلسفہ کے زمانہ مین یہودی آواگون کے مسئلہ کو قبول کرتے تھے اور اس بات کو مانتے تھے کہ آدم کی روح نے داؤد مین جنم لیا تھا اور آئیندہ مسیح ہو گی"

سچ تو یون ہے کہ آواگون کا مسئلہ یہودیون کے مت کے پُرانے ابتدائی اصولون مین مفہوم ہے - لیکن اپنے مضمون کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے موت تو روح اور مادّہ کے اختلاط کا نتیجہ ہے اسوجہ سے کہ وہ ایک دوسرے سے آزادگی کی حالت مین امر ہین - کیونکہ دونون خالص نور روح اور نیز مادّہ کے ذرّے غیر مرکب ہین اور اسلئے غارت ہونے کے ناقابل ہین - پس جو کوئی حیات جاودانی کا طالب ہے اوسکو چاہئے کہ وہ اسکو اپنی ہی ذات مین اپنی روح سے اوس بیرونی مادّہ کے ایک ایک ذرّہ کو جو اوس سے لپٹا ہوا ہے علیٰحدہ کرکے ڈہونڈ ہے - یہ ایک ہی طرح سے ممکن ہے یعنی صرف تپسشیا سے - جب کوئی متنفس سب قسم کے راگ اور دویش سے مبرا ہو جاتا ہے تب کہا جاتا ہے کہ اوسنے موت کو فتح کر لیا گو کہ وہ اس دنیا مین آدمیون کے درمیان زندہ رہتا ہے جب تک کہ اوسکا جسم (یا زیادہ صحت کے ساتہہ اجسام) بالکل اوس سے علیٰحدہ نہین ہو جاتے - اس زمانہ مین وہ جیون مکت کہلاتا ہے - بالآخر جب وہ سب قسمون کے مادّی تعلقات سے چہٹکارا پاتا ہے تو وہ فوراً اس کل کائنات کے سب سے اونچے مقام (سکہر) پر مثل خالص نور کے پہونچ جاتا ہے اور (The Most High) (اللہ تعالیٰ) کہلاتا ہے - کیون اوس دنیا مین شادی نہین ہوتی ہے اور نہ کرائی جاتی ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ اوس دنیا مین تذکیر اور تانیث کا امتیاز ہی نہین ہے - تذکیر اور تانیث کا تعلق جسم سے ہے نہ کہ روح سے - اسوجہ سے ایک ہی روح آواگون کے سلسلہ مین کبہی مرد اور کبہی عورت کا جامہ پہنتی ہے - لیکن جب وہ اس سنسار ساگر کے

پر زیادہ زور دیا جائے - اگر ارواح صرف ایک ہی دفعہ پیدا ہوتے اور مرتے ہون تو یہ الفاظ بالکل بے معنی ٹھیرینگے - یہ امر کہ یہ بیان صرف اون ہی پرم آتماؤن کی نسبت کہ جو اوس دنیا کو پاتے ہین اور مُردون سے جی اوٹھتے ہین کیا گیا تھا اس بات کے ظاہر کرنے کے لئے کافی ہے کہ وہ تمام ارواح سے بلا امتیاز متعلق نہین ہے - پس جب کہ وہ تمام جاندار جنہون نے اپنی آتماؤن کو پوتر نہین کر لیا ہے آواگون مین بار بار پیدا ہوتے اور مرتے رہتے ہین وہ ارواح جنہون نے روحانی کمال کو پورے طور سے حاصل کر لیا ہے آئیندہ مرنے سے خلاصی پاتے ہین (دیکھو کی اوف نولیج) -

اب ہم تحت کا مضمون آسانی سے سمجھ سکتے ہین -

"مبارک وے ہین جو حلیم ہین کیونکہ وہ دنیا کے وارث ہونگے"

(دیکھو متی کی انجیل باب ۵ آیت ۵) -

اُسکا صاف طور سے یہ مطلب ہے کہ وہ لوگ اپنے آئیندہ جنمون مین بادشاہ اور انسانون کے حاکم بنینگے - قیامت کے مسئلہ کی مروجہ لفظی تعبیر سے اس آیت کا مطلب بالکل خبط ہو جاتا ہے کیونکہ اگر قیامت کے قبل دنیا کا خاتمہ ہو جاویگا تو حلیم کس چیز کو ورثہ مین پائینگے -

اسی طور پر یہ کہا گیا ہے (دیکھو متی کی انجیل باب ۱۹ آیت ۲۹) :-

"اور جس کسی نے گھرون یا بھائیون یا بہنون یا باپ یا مان یا بچون یا کھیتون کو میرے نام کی خاطر چھوڑ دیا ہے اوسکو سو گنا ملیگا اور وہ ہمیشہ کی زندگی کا وارث ہوگا"

یہ بالکل وہ ہی بات ہے جو جین مت مین کہی گئی ہے جیسا کہ رتن کرنڈ شراوکاچار کے ذیل کے مضمون سے جو گرہست دہرم پر ایک بڑا مستند شاستر ہے ظاہر ہوگا -

"مین آپ تجھہ سے بپتسمہ لینے کا محتاج ہون اور تو میرے پاس آتا ہے
(یعنی مجھہ سے بپتسمہ لینا چاہتا ہے)"
وہ اُسیوقت یسوع کو بپتسمہ دینے کو راضی ہوتا ہے کہ جب یسوع اسکو یقین دلاتا ہی
کہ مسیح کے لئے اوّل اوس سے بپتسمہ پانا لازمی ہے (دیکھو متی کی انجیل باب ۳-
آیت ۱۵)-

"یسوع نے جواب مین اوس سے کہا کہ تو اب ایسا ہونے ہی دے
کیونکہ ہمین اسیطرح ساری راستبازی پوری کرنی مناسب ہے"
اسکے بعد یوحنّا نے دیکھا کہ آسمان کھل گیا اور خدا کی روح فاختہ کی شکل مین یسوع
پر اوتری - اور اسکے بارہ مین یوحنّا نے خود ایسا کہا ہے (دیکھو یوحنّا کی
انجیل باب ۱- آیت ۳۴):-
"چنانچہ مین نے دیکھا اور گواہی دیتا ہون کہ یہ خدا کا بیٹا ہے"
دوسرے روز یوحنّا نے اپنے دو شاگردون کو یسوع کو جاتے ہوئے دکھا یا اور
کہا (دیکھو یوحنّا کی انجیل باب ۱- آیت ۳۶):-
"دیکھو یہ خدا کا برّہ ہے"
اپنے آنے کا مطلب یوحنّا نے اسطرح پر بتلایا (دیکھو یوحنّا کی انجیل باب ۳- آیات ۲۸
لغایت ۳۱):-

"مین مسیح نہین ہون مگر مین اوسکے آگے بھیجا گیا ہون - جسکے پاس دلہن ہی
وہ ہی دولہہ ہے مگر دولہا کا دوست جو کھڑا ہوا اور اوسکی باتین سنتا ہو
دولہا کی آواز سے بہت خوش ہوتا ہے - پس میری یہ خوشی پوری ہو گئی
ضرور ہے کہ وہ بڑہے اور مین گھٹون - جو اوپر سے آتا ہے وہ سب سے
اوپر ہے اور جو زمین کا ہے وہ زمین ہی سے ہے اور زمین ہی کی

کی انجیل کی مندکرہ بالا آیات کی نسبت زمانہ حال کی عالمانہ چھان بین کا نتیجہ ان پُرمعنی الفاظ مین دیتے ہین (دیکھو حوالہ سابق صفحہ ۹۱) :-

"سچی رائے فی الحقیقت یہ ہے کہ باوجود صحت کا دعوی کرنے کے لوقا ایک بد احتیاط اور اناپ شناپ لکھنے والا مصنف تھا"

ایوین سن کی رائے مین لوقا کی انجیل کے پہلے دو باب -

"دوسری صدی کے نوعیسایون مین سے بعض بے تکلف جعلسازونکی بے باکانہ افسانہ گری ہین جنہون نے یہ قیاس کرکے کہ اونکے نئے مذہب کے موجد کی اس مین عزت بڑھتی ہے اس امر کی کوشش کی کہ اُس کی پیدائش تو کم از کم اتنی ہی عجیب وغریب ثابت ہو جتنی بُت پرستون کے سورماؤن اور دیوتاؤن کی ہوتی ہے - اور جنہون نے بعد کی یسوع پرستی کی یعنی یسوع کے خدا کی مانند مانے جانے کی بنیاد رکھی جو کفر کی شدت کے لحاظ سے بت پرستون کی بہدی روایات سے بہی بڑھ کر ہے"

——— (حوالہ سابق صفحہ ۹۲) -

بدقسمتی سے یہ بات نہ تو ایوین سن کو اور نہ کسی حال کے زمانہ کے محقق کو اور نہ خود پادری لوگون ہی کو سوجھی کہ نئے عہدنامہ کی کتابین تحریر کے الفاظ کے مفہوم مین نہین لکھی گئی ہتہین اور واقعات کے بیان کے طور نہین پڑہی جانی چاہئین - اگر یہ بات انکو سوجھ جاتی تو اونکی کیا رائے ہوتی مین نہین جانتا - لیکن اب مین یوحنا اور مسیح کا مفہوم آپکے سامنے حل کرون گا تاکہ آپ خود اسکی وقعت کا اندازہ کرسکین -

یسوع اور یوحنا خود روح ہی کی دو مختلف حالتین ہین جو اسوقت پیدا ہوتی ہین جب کہ تنفس کے اور اک مین روحانیت کا خیال جاگ اُٹھتا ہے - یسوع حیات فتحمند کی

ذریعہ سے ہم اپنی روح کی اصلی مائیت سے واقف ہو سکتے ہین اس لئے عقل ہی آنے والے مسیح کا کہ جسکے حمل مین آنیسے وہ خود شکم مادر (بچپن یعنی ابتدا کی حالت) مین خوشی سے اُچھل پڑتی ہے اکیلی شاہد یا گواہ ہے۔ لیکن اس حد تک کہ جہان تک مسیح کی زندگی مین دانش ایک نہایت ضروری جزو ہے وہ اولاً بغیر عقل کے بپتسمہ کے کامیاب نہین ہو سکتا ہے۔ لہذا یسوع کے پُر معنی الفاظ: "اب ایسا ہی ہونے دے کیونکہ ہمکو اسی طرح ساری راستبازی پوری کرنا چاہیئے" (دیکھو متی کی انجیل باب ۳۔ آئیت ۱۵)۔

عقل سکھ کی ہو گئے والی نہین ہے اسلئے وہ دولہا نہین ہے۔ لیکن یہ اسکے لئے قدرتی فعل ہے کہ وہ دولہا کی آواز سنکر خوش ہو کیونکہ اُسکے آتے ہی بیابان بہشت سے مبدل ہو جاتا ہے۔ اور آخری بات یہ ہے کہ چونکہ نجات کے حاصل ہونے مین ہمدانی حاصل ہوتی ہے جو عقل و حافظہ وغیرہ کے غارت ہونے کے بعد حاصل ہوتی ہے اسلئے یوحنا (عقل) کہتا ہے کہ "ضروری ہے کہ وہ بڑھے لیکن مین گھٹون گا"۔

یوحنا کا اپنے شاگردون کو اس امر کے دریافت کرنے کے لئے بھیجنا کہ آیا یسوع (روح مسیح یعنے نجات دینے والا ہے باوجود اسکے کہ وہ اُسکی حاملہ مان کی آواز سنکر خوشی سے اُچھل پڑا تھا عقل کی خاصیت کو ظاہر کرتا ہے جو ہمیشہ شبہ و شک مین پڑی رہتی ہے اور شاذ و نادر ہی اپنے نتائج سے مطمئن ہوتی ہے۔ پس یہ ظاہر ہے کہ یوحنا بپتسمہ دینے والے کا خیال اُس انسانی عقل کی طرف اشارہ کرتا ہے جسکو آتما کے خدا ہونے کا پتہ لگ گیا ہے۔

روح القدس یا متبرک روح وہ پاک روحانی خیال ہے جو انسان کو متبرک یا کامل بناتا ہے۔ وہ پورنتا یا متبرک پن کا دینے والا ہے یعنے صاف الفاظ مین روح القدس ویراگیہ ہی کا دوسرا نام ہے جسکا مفہوم دنیاوی تعلقات سے غایت درجہ کا

بھگتی اور ریاضت کا تعلق چوتھی انجیل کے مفصلۂ ذیل کلام سے اسطور پر ظاہر ہوتا ہے (یوحنا کی انجیل باب ۱۶- آیت ۷):-

"لیکن مین تمسے سچ کہتا ہون کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے
کیونکہ اگر مین نہ جاؤن تو وہ تسکین دینے والا تمہارے پاس نہ آئیگا -
لیکن اگر مین جاؤنگا تو مین اُسے تمہارے پاس بھیجدونگا"

اس کا مطلب صاف طور سے یہ ہے کہ شاگردون کی بھگتی ریاضت کی جو آنند کے حصول کا ذریعہ ہے مانع تھی - خود خوشی کو دلہن سے تشبیہہ دی گئی ہے جو دولہا کو آنند کے دینے والی ہے - اس لئے یوحنا بپتسمہ دینے والے نے کہا ہے:-

"جسکے پاس دولہن ہے وہی دولہا ہے"

یوحنا کی تقریر اُس کی نسبت جو مادّی ہے اور مادّی چیزون کا ذکر کرتا ہے اور اُس کی نسبت جو اوپر سے آتا ہے بہت پرمعنی ہے - عقلی شخصیت خالص ذہنی نہین ہے بلکہ روح اور مادّہ کا مرکب باہر آتا ہے جو زمین کی خاک سے بنا ہے اور جس مین زندگی کا سانس پھونک دیا گیا ہے - یہ بیرونی شخصیت ظاہری آتا ہے جو نیکی اور بدی کا امتیاز کرتی ہے اور جس کا فرض منصبی روح کو اپنے پرماتما پن کا علم ہو جانے پر ختم ہو جاتا ہے - یہی نیم مادّی نیم نورانی شخصیت ہے جو یوحنا بپتسمہ دینے والے کی شکل مین پیش کی گئی ہے اور جو گھٹتا ہے اور ختم ہو جاتی ہے جبکہ اُسکا رشتہ کا بھائی یعنے فتحمند حیات بڑھتا اور روز افزون ہوتا ہے - دوسرے الفاظ مین جبکہ مادّہ سے علیحدگی کرنے والے عمل زندگی کی فضیلت اور پرماتما پن کو پہونچاتے ہین وہ اُن سب قوتون اور اندریون کا ناش کر ڈالتے ہین جو خالص نور کے لئے بیکار اور مضر ہین خواہ وہ غیر مکمت جیو کے لئے کتنے ہی ضروری کیون نہ ہون - لہذا یوحنا کا ذیل کا نہایت درجہ کا پرمعنی کلام کہ

کے من) کو اپنی چہوٹی انگلی پر اٹہا لیتا ہے اور اس طور پر انکی رکشا کرتا ہے۔ اندہیری راتون مین گوپیون کو انکے شوہرون کے بسترون پر سے بلانا۔ جمنا کے کنارہ پر کے چاندنی رات کے مستانہ رقص۔ چوری چہپے کے بوس وکنار جو اخلاقی لحاظ سے نہایت برے افعال ہین اگر وہ کسی واقعی شخص سے سرزد ہون سب مسیح یا کرشن کے لئے نہایت ہی انسب ہین۔ کیونکہ کرشن گوپی (روح) کے لئے پرماتما ین کی پورنتا کا آدرش (نمونہ) ہے تاکہ وہ اس سے دل کہول کر محبت کرے۔ اسکے لئے لازم ہے کہ وہ رات کی تاریکی مین یعنے اپنے من سے دنیاداری کے خیالات علیحدہ کر کے شوہر کی محبت اور ہم نشینون کے طعنون (دنیاوی تعلقات) کا خیال دل سے نکال کر شانتی سے بہنے والی جمنا (چت یا من) کے کنارہ پر جا نکلے۔ جب وہ اپنے نجات دینے والے کے سامنے اپنے کپڑے اوتار کر (دنیاوی مقبوضات واملاک کو چہوڑ کر) کہڑی ہو جاتی ہے جب وہ عورتونکی شرم کی آخری علامت کو بہو لجاتی ہے اور اپنی برہنگی اور سوسائٹی کے قاعدون کو خیال مین نہ لاکر سیدہی کہڑی ہوئی حالت مین اپنے ہاتہ اپنے سر کے اوپر اٹہا کر جوڑتی ہے تب طالب و مطلوب کی دوئی کا خیال دل سے نکلتا ہے اور محبت کے ثمر کا حظ آتا ہے محبت مین مبتلا گوپیون کی تمنائین اور خوف انکی گہر کے کاروبار سے بے خبری۔ انکی مطلوب سے ہمبغل ہونے کی پرجوش خواہش۔ یہ سب محض تشبیہین ہین جو اس امر کو ظاہر کرتی ہین کہ نورانی فضیلت کے حاصل کرنے کے لئے جو نجات دہندہ کرائیسٹ یا کرشن کے روپ مین باندہا گیا ہے کیسے غائیت درجہ کی بہگتی و سرگرمی کی ضرورت پڑتی ہے (کی اوف نولیج باب ہفتم)۔

کرشن کی پیدائش اس بڑی سے بڑی لڑائی (مہابہارت) کی ابتدا کی جو روح کو اپنی زندگی مین لڑنی پڑتی ہے علامت ہے۔ جگا ہوا نور چپ نہین رہ سکتا ہے۔ اسکو بہت کام کرنا ہے۔ عیسائیون کے شاسترون کی زبان مین اسکو باپ کے امور کو طے کرنا ہے لوقا کی انجیل مین لکہا ہے (باب ۲ - آیت ۵ م):-

* ہر ایک ترائی بھر دی جائیگی - ہر ایک پہاڑ اور ٹیلہ نیچا کیا جائیگا
جو ٹیڑھا ہے سیدھا بنایا جائیگا - جو اونچا نیچا ہے وہ ہموار
کیا جائیگا *

لیکن یہ تمام بغیر مخالفت کے نہیں ہو سکتا ہے - تاریکی کے دیو مقابلہ کو طیار ہیں
پہلے ان سے تصفیہ کرنا ضروری ہے - اب خاندانوں اور قوموں کی خرابی ہوتی ہے
سورما پیدا ہوتے ہیں - بہادروں کو سپہ گری کی تعلیم دیجاتی ہے - قومیں اکھٹا
ہوتی ہیں - سرکشی کی وجہ سے کمزور کیا تھا وہ روح (ارجن) دشمن
کی زبردست فوجوں سے تنہا مقابلہ کرتا ہے - انجام کار بدی مغلوب ہوتی ہے
روح کی فتح ہوتی ہے اور قید سے رہائی ملتی ہے - پھر نروان ہے اور خوشی اور
آسمان پر نہ کوئی لڑائی لڑنے کو باقی رہتی ہے نہ کوئی دشمن خوف دلانے یا
زیر کرنے کو -

مختصر طور سے یہ مہابھارت کا مطلب ہے - بعض اوقات یہ تمام جنگ دیوتاؤں
اور اسروں (شیاطین تاریکی و غضب) کی جنگ کہلاتی ہے دیوتاؤں کی فوج کا سردار
اندر ہے جس کی موجودگی میں دیوتا خوب بہادری سے لڑتے ہیں - اس کی وجہ یہ ہے
کہ دیوتا لوگ صرف روح کی مختلف قسم کی اعلیٰ صفات ہیں اور اس سے علیحدہ
کوئی چیز نہیں ہیں - دیوتا امر ہیں گو کہ یہ جنگ میں اکثر شکست کھاتے ہیں - لیکن
شیاطین فانی ہیں - اس کا مطلب یہ ہے کہ روح کی الٰہی صفات دراصل روح کے
جوہر کی شعاعیں ہیں جو وقتاً فوقتاً محدود و بے اثر تو ہو سکتی ہیں مگر قطعی غارت
کبھی نہیں ہو سکتیں - برعکس اسکے جہالت اور غضب وہ قوتیں ہیں جو مادہ کے میل سے
یا کسی روح میں پیدا ہوتی ہیں اور مادہ کی علیحدگی پر بالکل جاتی رہتی ہیں - بیشتر
مذہبی انسانوں میں روشنی کے دیوتاؤں اور تاریکی اور بدی کے شیاطین کے

درمیان اس قسم کی جنگ پائی جاتی ہے۔ کیلٹک (Celtic) ٹیوٹونک (Teutonic) اور یونانی مذہبی افسانے معلوم ہوتا ہے بہت بڑے پیمانے پر بنائے گئے ہین گو کہ وہ ہندؤن کی عالیشان نظمون مہابھارت وغیرہ کو نہین پہونچتے۔ لیکن اونکے "راسخ الاعتقاد اور مہذب" مترجمون کی کارگزاری کی وجہ سے اب ان "بت پرستون" کے افسانون کے اصل مطلب کا پتہ حال کی لکہی ہوئی کتابون کے ذریعہ سے پورا پورا نہین چلتا ہے۔ یونانی لوگون نے تو علانیہ اپنی کتب مقدس کی تفسیر اونکو تشبیہہ والنکار مان کر کی تہی اور بعض بعض یونانی روایات کا مطلب ہین نے کی اوف نولیج مین بہی دیا ہے۔

لیکن اب مجکو ہندون اور عیسائون کے مذہبی افسانون پر زیادہ دیر نہین ٹہیرنا چاہیئے۔ مین اب اسلام کی طرف متوجہ ہون گا۔ اس امر سے انکار نہین ہوسکتا ہے کہ قرآن شریف بہی اوسی قسم کی دستاویز ہے جیسی انجیل اور وید۔ دراصل اسلام یہودیون اور پارسیون کے مذاہب کا بچہ ہے جیسا کہ پادری ٹسڈیل صاحب نے نہایت قابلیت کے ساتہہ اپنی مشہور کتاب Sources of the Quran مین دکہایا ہے۔ غیر مسلم مصنفون نے محمد کی ذاتی کوتاہیون پر حملہ کرتے ہوئے بہت کچہہ لکہا ہے۔ لیکن ہم اسکو نہین مان سکتے ہین۔ اسکے لیئے صرف ایک ہی وجہہ کافی ہے کہ محمد نے کبہی لوگون سے اپنی تقلید کرنے کو نہین کہا۔ مہابیر، بدھ اور دیگر ہندوستانی مرشدون نے تو اپنی تقلید کرنے کو لوگون سے کہا تہا اور یسوع نے بہی ایسا ہی کہا تہا لیکن محمد نے نہین۔ اوسنے کبہی کسی سے نہین کہا کہ جا جو تیرے پاس ہو وہ سب بیچ ڈال اور اوسکو خیرات مین دیدے اور پہر آکر میری طرح سے چل۔ اسلیئے اگر محمد کے نو (یا گیارہ) بیویان تہین اگر اوسنے اپنے فائدہ کے لیئے احکام نافذ کیئے اور اگر اوسنے اپنے تئین تیاگ اور چار ترین کامل نہین بنایا تو

اور ہمہ دان ہے - سورۂ فاتح مین بتایا گیا ہے -

"جو آدمی کہ تجھسے ہاتھہ ملاتے ہین وہ تجھسے ہاتھہ نہین ملاتے ہین بلکہ خدا سے ہاتھہ ملاتے ہین"

ایک اور مقام پر یہ کہا ہے کہ خدا انسان کے زیادہ نزدیک ہے بہ نسبت اوسکے اونٹ کی گردن کے سورۂ واکیا مین کہا ہے:-

"ہم تمہاری نسبت انسان سے زیادہ نزدیک ہین مگر تم نہین سمجھتے ہو"

سورۂ زریعت مین یہ لکھا ہے:-

"مین انسان سے بہ نسبت اوسکے گلے کی رگ کے زیادہ نزدیک ہون"

اور آخر مین اسی سورۂ زریعت مین علانیہ طور سے کہا ہے:-

"مین تمہارے وجود مین موجود ہون مگر تم نہین سمجھتے ہو"

ان جملون کی مجھے تشریح کرنیکی ضرورت نہین ہے - جس وجہ سے کہ یہ فلسفہ کے اعلیٰ ترین اصول انسانون کو اس بہتر ڈھنگ سے سکہائے گئے تھے وہ مختلف پیغمبرون کے زمانہ کے آدمیون اور سوسائٹی کے برتاؤ سے تعلق رکھتا ہے - منصور انا الحق (مین خدا ہون) کہنے پر جیسا آپ جانتے ہین سولی پر چڑہایا گیا تھا - اور بہت سے ایسے انسان ہوئے ہین کہ جنکو دیوانی خلقت نے مذہبی افسانون کے لفظی خداؤن کے نام پر اسی طور پر مار ڈالا جبکی وجہ سے تمثیلون مین دہرم اپدیش دینے کا رواج چل پڑا (دیکھو یوحنا کی انجیل باب ۱۶ - آیت ۲۵ و متی کی انجیل باب ۷ - آیت ۶) - ان تمثیلون کا اصلی مفہوم اون لوگون پر جو اصلی حقیقت اور رموزدان عارفون کے طرز اپدیش سے واقف ہین صاف ظاہر ہے ورنہ شاعرانہ مبالغہ اور عبارت آرائی مین کہپ جاتا ہے -

مسلمان عارفون نے ان مضامین کو کیونکر سمجھا وہ حضرت علی کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ جن نے اپنے معتقدون کو اس امر کی ہدایت کی تہی کہ اگر ضروری ہو تو انکو فلسفہ کا فرون سے

کیا اس مضمون مین پُرانے ہندوستانی اعتقاد کے سوا جو بتاتا ہے کہ روح خود خدا ہے کوئی اور بات ہے یا یہ مسیح کے کلام سے مطابق نہین ہے جو کہتا ہے (دیکھو متی کی انجیل باب ۱۰-آیت ۳۹) :-

"جو کوئی اپنی جان بچاتا ہے اوسے کہوئیگا اور جو کوئی میرے لئے اپنی جان کہوتا ہے اوسے پائیگا"

اب مین تصوف سے کے چند بیش بہا جواہرات آپ کے سامنے پیش کرتا ہون -

(۱) مقام روح بر من حیرت آمد -
نشان از وے بگفتن غیرت آمد -

(۲) توئی عاشق بظاہر در طریقت -
توئی معشوق باطن در حقیقت -

(۳) گر بکنہ خود ترا باشد رہے -
از خدا و خلق بیشک آگہے -

(۴) ہم ازین گفت است در بحر صفا -
نیست اندر جُبّہ ام غیرے خدا -

(۵) عین آبے آب مے جوئی عجب -
نقد خود در انسیان مے گوئی عجب -

(۶) پادشاہی از چہ میمانی گدا -
گنجہا داری چرا ئی بے نوا -

(۷) یار پنہانست در زیر نقاب -
ہم چو دریا کو نہان شد در حباب -

(۸) پردہ بردار و جمال یار بین -

تیری ہی ہستی تیرے چہرہ پر نقاب کیطرح حائل ہوئی ہے۔

یہ سب پیغمبر کے اوس مختصر بیان کی تشریحیں ہیں جو ذیل میں دیا ہوا ہے:-

"جو اپنے آپ کو جانتا ہے وہ خدا کو جانتا ہے"

—(دیکھو Sayings of Muhammad)

اسلام کے بموجب روح کی ایسی ماہیت ہے جو اوپر دکہائی گئی ہے۔ اور مجکو اس امر کو معلوم کرکے کہ قرآن شریف میں حیوانوں کی جان کو انسان کے برابر درجہ کا مانا ہے بہت خوشی ہوتی ہے (دیکھو قرآن شریف باب ۶)۔

"دنیا میں کوئی کسی قسم کا چرپایا نہیں ہے نہ کوئی مرغ جو پر دون سے اوڑتا ہو لیکن یہ سب تمہاری طرح جاندار ہیں۔ ہمنے اپنے احکام کی کتاب میں کسی چیز کو نہیں چھوڑا ہے۔ تب وہ سب اپنے خداوند پر واپس پہونچینگے"

قرآن شریف میں ایسی آیتوں کو پاکر بہی کہ جن میں اس امر اقبال ہے کہ اسکے پیشتر اور قوموں اور ملکوں میں سچے مذہب مروج تہا دل کو فرحت ہوتی ہے۔ فی الحقیقت یہ امر قرآن شریف کی تعلیم کا ایک جزو ہے کہ شروع میں انسان صرف ایک ہی مذہب کے معتقد تہے لیکن بعد کو اون میں تفرقیں ہوگئیں (دیکھو Sale's Quran صفحہ ۱۵۱)

آواگون کے بارہ میں تقدیر کا مسئلہ کہ جسکی وجہ سے اسلام پر Fatalism (تدبیر کے منکر ہونے) کا الزام لگایا گیا ہے خود روحوں کے بار بار جنم مرن کو ثابت کرتا ہے اگر اوس کو فلسفانہ نگاہ سے دیکھا جاوے۔ ٹی۔ پی۔ ہیوجیز صاحب Dictionary of Islam میں لکہتے ہیں:-

"تقدیر یا نیکی و بدی کی نہ ٹلنے والی ڈگری اسلام کا چہٹا رکن ہے۔ اور مسلمان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ جو کچھہ نیک و بد ابتک اس دنیا میں

"" یہ باتیں [illegible] غیب کی [illegible] ہیں اور [illegible]
پیشتر [illegible] نہ تیری قوم [illegible] اور نہیں
[illegible] ""

مقدس [illegible] کتاب ہے جو [illegible]
[illegible] گذشتہ [illegible] ہو چکا ہے اور [illegible]
[illegible] -

"" کسی عمر والے کی عمر بڑھائی جاتی ہے اُس کی عمر میں کچھ بڑھایا نہیں جاتا
نہ کسی کی عمر میں کچھ گھٹایا جاتا ہے لیکن وہ بھی جو خدا کی ٹھہرائی ہوئی
کتاب میں درج ہے "" (سورۃ ۳۵)

سورۃ یٰسین میں بیان کیا گیا ہے کہ

"" درحقیقت وہ ہم ہیں جو مُردوں کو متحرک کرینگے اور اُن کاموں کو
لکھینگے جو انہوں نے اپنے پہلے بھیجے ہیں اور ان علامات کو جو وہ اپنے
پیچھے چھوڑ جائینگے - اور ہر چیز ہمنے اپنی تقدیروں کی واضح کتاب
میں لکھ رکھی ہے ""

انسانوں کے افعال اس تقدیروں کی کتاب کے موافق سرزد ہوتے ہیں اور یہ
بات باقی سب جانداروں کی نسبت بھی صحیح ہے کیونکہ

"" سب چیزیں مقررہ تقدیروں کے مطابق ہی بنائی گئی ہیں ""
(سورۃ ۵۴ - آیت ۴۹) -

مندرجہ ذیل آیات کا مطلب بھی ایسا ہی ہے -

"" کوئی مر نہیں سکتا ہے بلا خدا کی مرضی سے اُس کتاب کے مطابق جس
میں عمر کی میعاد قائم کیگئی ہے ""

——— (سورہ ۳۵ - آیت ۱۴۹) -

"خدا نے سب چیزون کو بنایا اور وزن کیا ہے اور اُنکی تقدیر قائم کی ہے اور انکی رہبری کرتا ہے"

——— (سورہ ۸۷ - آیت ۲) -

- "کسی طور سے بہی ہم پر کوئی بات نہین ہوسکتی لیکن وہ ہی جو خدا نے ہمارے لئے مقرر کردی ہے"

——— (سورہ ۹ - آیت ۵۱) -

کتاب واضح کی ایسی ماہیت ہے لیکن جو سوال یہان پر اوٹھتا ہے وہ یہ ہے کہ تقدیر کی کتاب کے احکام انسانون کی دنیا مین کیونکر نافذ ہوتے ہین - آسمانی محافظ خانہ مین ممکن ہے کہ ایک کتاب یا پورا کتب خانہ موجود ہو لیکن جب تک کوئی طاقت یا قوت ایسی نہ ہو کہ جو انسانون کو اُن افعال سے جو انسے سرزد ہونگے باندھ سکے اسوقت تک یہ قیاس کے باہر ہے کہ تقدیر کے احکام کی اس تختی کی قیمت سے جس پر وہ کندہ ہین کسی طرح سے زیادہ وقعت ہوسکے اگر ہمارے مسلمان دوست احکام تقدیر اور انسانون اور باقی تینون لوکون کے جاندارون کے افعال کے تعلق کے معمہ کو حل کرنے کی تکلیف گوارہ کرینگے تو وہ اس امر کے جاننے مین قاصر نہین رہینگے کہ وہ قوت جو احکام تقدیر کی پابندی کرا سکتی ہے وہ صرف کرم کی قوت ہے اور یہ کہ کتاب واضح یعنے لوح محفوظ سے مراد دراصل کرمون کے خودبخود لکہے جانے والے بہی کہاتہ سے ہے جس مین وہ سب باتین درج ہین جو سابق مین ہوچکی ہین اور نیز وہ بہی جو آئندہ ہونے والی ہین - یا قرآن شریف کی عبارت مین تمام انسانی افعال جن مین شامل ہین وہ افعال بہی جو انہون نے اپنے چیلے سے بہیجے ہین اور وہ علامتین بہی جو اپنے پیچہے چہوڑ دیئے - کتاب تقدیر کی ماہیت اور اوس کارروائی کا

اور آواگون کے مسئلہ کے مطابق ہی سمجھہ مین آسکتا ہے - کیونکہ عربی لفظ نجات جو اس مضمون مین آیا ہے بے معنی ہوگا سوائے اوس صورت کے کہ جب وہ کسی قید یا بندش سے رہائی پانیکا اظہار کرے - اور اسکی صحیح تعبیر اوسی طرح کی ہوگی جیسے انجیل مقدس کے اوس مشہور اور معروف مضمون کی جو یوحنا کی انجیل کے آٹھوین باب کی بتیسوین آیت مین ذیل کے الفاظ مین درج ہے -

"اور تم حقیقت کو جان لوگے اور حقیقت کا علم تمکو آزاد کریگا"

یہ سب اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کافی ہے کہ قرآن شریف اور انجیل مقدس دونون مین آواگون کا اصول خفیہ طور سے سکھایا گیا ہے -

اب ہم اون ذرایعہ پر غور کرینگے جو اسلام مین نجات پانیکے لئے قرار دیئے گئے ہین - انمین

(۱) قربانی -

(۲) دعا -

(۳) روزہ -

(۴) حج - اور

(۵) عام اصول راست بازی -

شامل ہین - ہم انمین سے پہلے دو کا تذکرہ کسی بعد کے لکچر مین کرینگے مگر حج (جاترا) ہر مذہب مین بتائی گئی ہے کیونکہ وہ اعتقاد بڑہانیکا ایک زبردست ذریعہ ہے اور روزہ اور عام اصول راست بازی کے بارہ مین اس مقام پر کوئی خاص تذکرہ کرنیکی ضرورت نہین ہے - ان سب کی منشا یہی تہی کہ خواہش کے زہریلے درخت کو جو تمام مصیبتون کی جڑ ہے اکہاڑ پہینکا جاوے - اور اسلام مین بڑے بڑے درویش ہوئے ہین جنہون نے ان ہدایات کو اسی معنی مین سمجہا ہے -

(۷) کیا غفلت ہے کہ ہمکو اندھا کر دیا ہے + کہ موت کا خیال دل سے نکال دیا ہے۔

(۸) جب تک نفس روح کا مطیع نہین ہو جاتا + دل مجروح کا علاج کیسے ممکن ہے۔

(۹) فقیری کا مقام عالیمقام ہے، مین اور میرے کا گذر اسمین نہین ہے۔

(۱۰) اُس منزل مین کشف و کرامات ہوتے ہین + لیکن وہانسے گذر جانا چاہیئے۔

(۱۱) اگر دنیا و عقبیٰ فقیر کے سامنے آجاوین + تو بہی نظر نہین ڈالنی چاہیئے۔

(۱۲) اگر تو توحید مین فانی ہو جاوے + تو حقیقت مین ابدی زندگانی پاوے۔

قرآن شریف کی ذیل کی آیات مین ترقی کرنیکے ذرائعون مین علم پر اصرار پایا جاتا ہے۔ حوالہ سیل (Sale) صاحب کے انگریزی ترجمہ کے صفحون کا ہے۔

(۱) "برداشت کو عمل مین لا اور عادلانہ ہدایت کر اور جاہل سے دور ہٹ جا" (صفحہ ۱۲۵)۔

(۲) "...... کہ وہ اپنے تئین مذہب مین اسکو سمجھ کر تعلیم دے سکین" (صفحہ ۱۴۹)۔

(۳) "کتنے آدمی ان باتون پر اپنے من مین بچار کرتے ہین" (صفحہ ۳۵۳)۔

(۴) "یہ ایک انسان کے لئے زیبا نہین ہے کہ خدا اسکو ایک الہامی کتاب دے اور دانش دے اور پیشین گوئی کرنے کی قابلیت عطا کرے۔ اور وہ آدمیون سے کہے کہ تم خدا کے علاوہ میری پرستش کرو۔ لیکن اسکو یہ کہنا چاہیئے کہ تمکو علم اور عمل مین کامل ہونا چاہیئے۔ کیونکہ تم شاستروں کے جاننے والے ہو اور تمکو اُن پر چلنا چاہیئے" (صفحہ ۴۱)۔

چھٹا لکچر

چند قدیم اور معدوم مذاہب

آج میرا ارادہ بعض قدیم مذاہب کے تذکرہ کرنے کا ہے۔ جیسا کہ حال مین پورے طور سے واضح ہوگیا ہے بے بی لونیا (Babylonia) کے قدیم باشندے اپنے خدا تمّز (Tammuz) کے متعلق ایک قسم کی خفیہ رسم ادا کیا کرتے تھے۔ تمّز اِنینی (Innini) کی مدد سے جو اسکی روتی ہوئی مان تہی اور جو انجام کار اسکی زوجیت مین آئی مرکر جی اوٹہا تھا۔ یہودیونکی دیوی اِستار (Istar) کی روایت تہی جو نوجوان تمّز کی تلاش مین عالم ارواح (Hades) مین پہونچی تہی اسی قسم کی ایک کتہا ہے اسیطور پر مصریون کی اوسائیرس (Osiris) کی پرستش بہی ہے جسکی متعلق بعض مخصوص رسوم جو "رموز" کہلاتی ہہین ہر سال پوشیدہ طور سے ادا کیجاتی ہہین۔ حسب ذیل احوال اس قدیم مذہب کا ای۔آر۔ای جلد ۴ صفحہ ۲۴۳ مین دیا ہوا ملتا ہے۔

"اسکی روایت کی تفصیل سے ہمین سروکار نہین ہے مگر مختصر طور سے مصریون کے مذہب کی تعلیم یہ تہی کہ اوسائیرس جو ایک مربّی خدا اور بادشاہ تہا اپنے بدخواہ متضاد سیٹ (Set) کی مکر امی کے باعث مارے جانے کے بعد پہر زندہ کیا گیا اور سیٹ کے الزامون کے خلاف دیوتاؤن کے سامنے نِردوش سا قرار دیا گیا اور مرتیولوک مین خدا اور منصف بنایا گیا۔ پنجم خاندان کے

بخوبی معلوم ہین لیکن میرے ہونٹ اون کا تعظیماً اظہار کرنیسے
باز رہینگے"

اور پلوٹرک (Plutarch) اتنا اور کہتا ہے کہ

"آئیسس (Isis) نہین چاہتی کہ خود اسکے مصائب اور
غم آلودہ سفر نامے اور اوسائیرس کی دانش اور بہادری کے
کارنامے بہول اور خاموشی مین ڈالدیے جاوین - اس لئے اُسنے
پاک متبرک رموز قایم کئے ہین جو اوسائیرس کے مصائب کی
ناٹک کے پیرائے مین نقل کرتے ہین تاکہ وہ اُن مرد و زن کے لئے
جو ویسی ہی مصیبتون مین گرفتار ہین ایک مذہبی تعلیم اور تشفی دہ
امید کے طور پر کارآمد ہون"

۲۷- دیکہو پلوٹرک کی آئیسس و اوسائیرس

ایک مصری روایت کے بموجب اوسائیرس کو اسکے بہائی سیتہہ (Seth)
نے جس کے نام کا مفہوم تند طوفان ہے قتل کر ڈالا تہا اور اسکی نعش تابوت مین
بند کر کے دریاے نیل مین بہادی گئی تہی - وہ وہان سے بہہ کر ایک ایسے مقام پر پہنچی
کہ جہان آئیسس نے اوس کا پتہ لگالیا - اور وہان سے اسکو وہ مصر لیگئی - یہان پر
سیتہ کو وہ نعش ملگئی جس نے اُس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے دریاے نیل مین ڈالدیئے
آئیسس نے اس نعش کی پہر تلاش شروع کی اور جہان جہان اسکو کوئی ٹکڑا اس کا
ملا وہان وہان اُسنے ایک قبر بنادی - اس کے بعد ہورس (Horus)
ابن اوسائیرس اور اسکے دوست تہوتہہ (Thoth) اور انوبس
(Anubis) اوسائیرس کا بدلہ لینے کے واسطے آئیسس کے مددگار
ہوئے - انہون نے دیوتاؤن کے دربار مین اوسکو بے گناہ ثابت کیا اور اوسکی

ازسرنو حمل مین آیا ہے گویا اپنے قربان شدہ دشمن سیتھ (...)
کی زندگی کو جذب کرکے کہال مین ازسرنو پیدا ہوا ہے۔
ان سب رسمیات کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اوسائرس پہر زندہ ہوتا ہے۔ ایوقت
اوس کو نذرین گذرتی ہین اور اوسکو زیور وغیرہ سے آراستہ کرتے ہین اور
اوسکو تاج پہنایا جاتا ہے۔ اوسکو کراماتی آواز بہی حاصل ہوجاتی ہے جس سے وہ
کل خطرون سے اپنی حفاظت کرسکتا ہے اور ہر چیز کو جبکی اوسکو خواہش ہو فوراً
پیدا کرسکتا ہے (دیکھو ای۔ آر۔ ای جلد ۹ صفحہ ۷۵)۔
ان رسوم کے علاوہ معلوم ہوتا ہے کہ اور بہی رسوم ہین جنکا تعلق اوسائرس
کے پاک کئے جانے سے تہا اور جو غالباً صرف چیدہ چیدہ رازدان اشخاص کو ہی
معلوم ہین۔ یہ رسوم اسوجہ سے کیجاتی ہین کہ وہ اُن مردون اور عورتون کو
جو اوسی قسم کی تکالیف برداشت کرین تشفی دین اور راستبازی کا راستہ دکہاوین۔
ای۔ آر۔ ای مین مصری رموز کے مضمون کے مصنف فرماتے ہین کہ مصری رموز
مثل Samothrace اور Eleusinian رموز کے ۔۔۔۔۔۔ اُس
مارگ (راستہ) کو ظاہر کرنے کا دعوے کرتے ہین جس پر چل کر انسان ایک نئی اور
مبارک زندگی کو حاصل کرسکتا ہے۔ ہمکو جتنی واقفیت ان کے بارہ مین ہے
وہ سب اوسائرس کے تعلق مین ہے جو مصر کے دیوتاؤن مین بالخصوص مرکر
جی اوٹہنے والے دیوتا کے طور پر مشہور ہے "
اب مین یونانی رموز کی طرف متوجہ ہوتا ہون جنکی کئی قسمین تہین اور جنکی بابت
لوگون کا یہ اعتقاد تہا کہ اونسے آدمیون کو عقبیٰ کی مصیبتون سے نجات ملتی ہے
جبکہ اُن پر عمل نہ کرنے سے انسان دُرگتی کو پہونچتا ہے۔ یہ صاف طور سے بتایا
گیا تہا کہ آخرت مین صرف اُنہین لوگون کو سکہہ ملیگا جنکا ان رموز مین دخل ہوگا

اس روایت کا مطلب اورفیس (Orpheus) کے سکول کے معلم اس طور پہ بتایا کرتے تھے :-

"ہم سب مین ایک الہٰی عنصر ہے جو بدی سے جسکی ٹائیٹنز (Titans) علامت ہین بالکل مغلوب نہین ہوگیا ہے - اپنے ساتھہ لگی ہوئی ناپاکی کی وجہ سے انسان جنم مرن کے چکر مین پڑتے ہین جس سے صرف پاکیزگی اور رموز کی تعلیم سے بچ سکتے ہین اور پرماتماؤن کی صحبت مین بیٹھنے کے قابل بن سکتے ہین" (دیکھو ای - آر - ای جلد ۹ صفحہ ۸۰) -

مین نہین خیال کرتا ہون کہ مجھے اسکی مزید تشریح مین ایک لفظ بھی اور لکھنے کی ضرورت ہے کیونکہ اب آپ کو یہ بخوبی معلوم ہوگیا ہوگا کہ ان رموز مین مرکر جی اوٹھنیکا مسئلہ خود روح کے پرماتماپن پر محول ہے جسکو کہ ٹائیٹنز (Titans) یعنے کرمون اور آواگون مین پھانسنے اور پھنسائے رکھنے والی قوتون سے چھڑانا اور امر کرنا ہے اور جسکے کل اعضا اور قوتون (= اصلی روحانی اوصاف) کو پھر قائم کرنا ہے - اسکی مطابقت ہندو پرانون کی ذیل کی عبارت سے پورے پر ہوتی ہے جو ہم اپنے پہلے لیکچر مین دے چکے ہین -

"تمام کوتاہیون کو چھوڑ -
اپنی پراچین (اصلی) صورت ایکمرتبہ پھر اختیار کر -
مع اون تمام اعضا اور اوصاف کے جو پہلے تیرے تھے -
ہر قسم کے (مادی) میل سے پاک ہوکر"

اب مین چین کے ملک کے اس پرانے مذہب کی تعلیم کو مختصر طور پہ بیان کرونگا جو تاؤازم (Taoism) کے نام سے مروج ہے - اسکو از سرنو ایک

موجود ہے اور سب چیزون پر اپنا رنگ جماتی ہے اور اُن مین مطابقت پیدا
کرتی ہے - اور اسکا چپ چاپ کا مگر پورے طور سے اثر پذیر ہونے والا طرز عمل
انسانی افعال کے لئے ایک نمونہ یا مثال ہے جسکا ہر بات مین دخل دینے والے
بڑ پن اور کھلبلی پیدا کرنے والی خود آدائی سے جو عام طور سے انسانون مین پائی
جاتی ہین امتیاز کرنا چاہیئے - تاؤ فی الحقیقت انسان کا قدرتی ورثہ ہے لیکن بہت سے
حالات مین وہ وراثت دوسری قسم کی دلبستگیون کے لئے طبیعت سے بہلادی گئی
ہے - تاؤ کے حصول مین ضرور ہماکو شان ہونا چاہیئے اگر ہم اوس امن اور کامل
قناعت کو حاصل کرنا چاہتے ہین جو دنیا دار کو کبھی نصیب نہین ہوسکتے ہین - کیونکہ
تاؤ ہی وہ منزل ہی ہے جسکی طرف سب چیزین رجوع ہوتی ہین - منزل مقصود پر
پہونچنے کے ذرائع عام طور سے ہر شخص کو حاصل ہین کیونکہ اُسکے لئے صرف خودی کو
پورے طور سے چھوڑنا ہوتا ہے - شیخی کے لہجہ مین اپنا اعلان کرنے والی عالمانہ دانش
سے بچنا - دل سے پورے طور سے خود غرضی کو علیحدہ کردینا اور تاؤ کی آمد کے لئے
من اور احساس کے سب راستون کو کھولدینا اوس آخری انجام پر پہونچنے یعنے
تاؤ پہ بازگشت کرنے کے لئے ضروری سیڑھیان ہین - ترشنا (خواہش) عیش
و عشرت - دولت اور لذات حواس خمسہ تاؤ کے مریدکو اپنی زندگی مین سے نکال
ڈالنے چاہین - اوسکو صرف شانتی کے حصول کے لئے کوشان رہنا چاہیئے کسی اور
چیز کے لئے نہین - نیکی کی ترقی کے لئے ہی نہین اور نہ اپنے مذہب کو پہیلانے کے لئے
ہی تاؤ کا معتقد مصنوعی (ظاہری) نیکی کو بمقابلہ اوس اندرونی نیکی کے جو تاؤ کا
قدرتی پرکاش ہے بہت بے وقعت جانتا ہے - پس ہر طور سے تاؤ کو حاصل کرنا
چاہیئے - پہول اوسی وقت کہل سکتے ہین جبکہ جڑ موجود ہو - ذرائعون مین سب سے
اوّل ذریعہ یا سیڑہی دل کی صفائی ہے - صرف وہی شخص جس نے ہمیشہ کے لئے

نے محض روح کے متواتر جنموں مین یکے بعد دیگرے آواگون کرنیکے خیال کو جس سے
وہ پہلے سے واقف تہا وسعت دیکر انسانون پر عاید کیا۔ گناہون سے پاک
...... ہوتے ہوئے وہ شخص ہی جو ایک جنم مین ریاضت کے کمال کو
نہین پہونچ سکتا تہا متواتر جنمون مین خوبی کو حاصل کرتے ہوے
دیوتاؤن اور حکمت جیون کی ابدیت کو پا سکتا تہا"

مین خیال کرتا ہون کہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ایک جنم مین ہمیشہ کی زندگی کو آواگون کے اسباب کے ناش ہونیکے پہلے موت کے وقوع مین آجانیکی وجہ سے حاصل کرنے سے قاصر رہا ہو تو اوسکی محنت کا ثمر ضایع نہین ہوگا بلکہ دوسرے جنم مین اُسکے ساتہہ رہیگا حتیٰ کے مستعدی کے ساتہہ برابر کوشش کرنے سے چند ہی جنمون مین نِروان حاصل ہو سکتا ہے۔

یہ کوئی تعجب کی بات نہین ہے کہ اس چہوٹے سے مسئلہ نے محققین حال کو پریشانی مین ڈالدیا ہے کیونکہ ابتک اون کو سچے مہدیانت کے علمی اصولون سے واقفیت نہین ہوئی ہے۔ جو کچہہ اونہون نے ابتک پڑہا ہے وہ اصلی مذہب کا علمی فلسفہ نہین ہے بلکہ خفیہ رموز یا قصے کہانیون والے مذاہب کے بلا سلسلہ عقاید ہین جو مذہب کے نام سے مروّج ہین۔

چینگ تاولنگ کا آکاش مین غائب ہو جانا اسطور پر ایس۔ بی۔ ای جلد ۳۹ کے دیباچہ صفحہ ۴۲ مین بیان کیا گیا ہے:۔

"ہماری پہلی صدی مین لیانگ ( ) کی اولاد
مین سے ایک شخص چینگ تاولنگ گذرا ہے جسنے ریاست کی
ملازمت کو پسند نہ کرکے علم کیمیاء کے حصول مین اپنے من کو لگایا
بالآخر کار آب حیات یا دائمی زندگی کی گولی کے بنانے مین کامیاب

تو وہ خدا کو سمجھ جاتا ہے" (دیکھو گائیلز صاحب کی Religions of Ancient China صفحہ ۴۳)-

شاؤ یُنگ (۱۰۱۱ء) خدا کے مسکن کے بارہ مین کہتا ہے کہ

"آسمان خاموش ہین - کوئی آواز نہین آتی ہے تب خدا کہان ملیگا - ؟ دور دراز آسمانون مین اسکو تلاش نہ کرو - وہ خود انسان کے دل مین موجود ہے" (حوالہ سابق صفحہ ۵۸) -

آخری انجام بھی خدا ہے (حوالہ سابق صفحہ ۵۰) -

ہر شخص جو بیرونی اشیاء پر زیادہ زور دیتا ہے (یعنے اونسے محبت رکھتا ہے) وہ باطنی طور پر مفلس ہوتا ہے (دیکھو The Musings of a Chinese Mystic صفحہ ۱۰۰) - پورنتا (الٰہی فضیلت) نہین بنتی ہے -

"...... فیاضی اور اپنے پڑوسی کے ساتھ مناسب برتاؤ کرنے سے وہ تاؤ سے حاصل کرنے مین پائی جاتی ہے - سماعت کا کمال دوسرونکو سننے سے نہین ہوتا بلکہ اپنے کو سننے سے .... بصارت کا کمال دوسرون کو دیکھنے سے نہین ہوتا بلکہ خود اپنے کو دیکھنے سے کیونکہ وہ شخص جو اپنے کو نہین دیکھتا بلکہ غیرون کو دیکھتا ہے اپنے کو نہین پکڑتا ہے بلکہ اورون کو اور اسطور پر وہ اوس چیز کو پکڑتا ہے جو اورون کو پکڑنی چاہئیے نہ کہ اوس چیز کو جسکو اوسے خود پکڑنا چاہئیے اپنی ذات مین قائم ہونیکی بجائے وہ فی الواقع کوئی دیگر شخص ہو جاتا ہے" (حوالہ سابق صفحہ ۹۷) -

علم کے کمال سے نیکی و بدی نابود ہو جاتی ہین - ایک چینی عارف کا قول ہے -

"سوال یہ ہے کہ من کو شانتی کی حالت مین کیسے لا دین جسمین بچار یا

مزید مضمون جو اتحاد المخالفین کے ۲۵۳ صفحہ کے اختتام پہ درج ہوگا

اب مین کچھ خفیہ رموز کا بھید بتلاؤنگا جنھون نے معمارون کے فن کی اصطلاحات کا اپنے اصلی اصولون کے چھپانے کے لیے استعمال کیا۔ ڈایونسین معمارون (یونان کی ایک خفیہ سوسائٹی کا نام ہے) کی سوسائٹی بھی ایک ایسی ہی جماعت تھی جو قدیم زمانہ مین قایم تھی اور انکا اثر ڈرویڈون (قدیم برطانیہ کے پجاریون کا نام ہے) وغیرہ کے ذریعہ سے ایک نہ ایک شکل مین اب تک چلا آیا ہے۔ تعمیر کرنیوالا معمولی راج مزدور نہ تھا بلکہ اپنی آتما کے مندر کا بنانیوالا تھا۔ وہ اینٹون یا پتھرون کے شوالے یا ٹھاکردوارے نہین بناتا تھا بلکہ اپنی روح کے ہمیشہ کے رہنے کے لیے پرماتما اور مکتی کے دیوآلیے (مندر) کو بنانے مین اپنے کو مصروف کرتا تھا۔ اے۔ ای۔ ویٹ صاحب لکھتے ہین

(The New Encyclo. of Free Masonry جلد اول صفحہ ۲۹۵)

"فری میسنری مین داخل ہونے پر نیا شامل ہونیوالا ابراد کا امتون اور تشبیہونکی دنیا مین داخل ہوتا ہے اور جو کچھ وہان پر وقوع مین آتا ہے اوسکا کچھ نہ کچھ راز ہوتا ہے جو ہمیشہ صاف نہین معلوم پڑتا ہے۔ بعض مرتبہ کئی کئی مفہوم ہوتے ہین جو مختلف پہلوون کے لحاظ سے ہوتے ہین ۔۔۔۔۔ ایسا ہوتا ہے ۔۔۔۔۔ گویا پرویش کرائے جانے پر اُمیدوار نئے سرے سے دنیا مین دوبارہ پیدا ہوا ہو۔ یا یہ کہ ایک دروازہ

پھلون سے پوجا کرنا اور جانورون کے ایذا پہونچانے سے باز رہنا ان قدیم رموز مین سکھایا جاتا تھا (حوالہ سابق صفحہ ۱۰۷)۔ فیثاغورث کے ماننے والے بھی گوشت نہین کھاتے تھے اور جانورون کی قربانی نہین کرتے تھے (حوالہ سابق صفحہ ۱۹۸) اور اونکے مصری پیش روان کو درختونکی چھال کے سوا اور کسی چیز کے بنے ہوے جوتون کا پہننا بھی منع تھا (حوالہ سابق صفحہ ۲۱۸) فیثاغورث کے مت کے لوگ لوبیا یا مٹر بھی نہین کھاتے تھے جسکے باعث یوروپ کے مصنف بہت چکر* مین پڑے ہوے تھے۔ لیکن اصلیت یہ ہے کہ فیثاغورث کے مت والون نے اپنا علم مشرقی قومون سے جن مین جمنوسوفسٹ (جین) لوگ بھی شامل تھے حاصل کیا تھا اور جین لوگ دودھ اور دہی کے ساتھ لوبیے و مٹر کو اسوجہ سے نہین کھاتے ہین کہ منھ کے لعاب کے ساتھ ملکر اس قسم کے لوبیے (یہان لفظ لوبیے مین سب قسم کی دالین شامل ہین) والی اشیاء بیشمار چھوٹے (خوردبین سے نظر آنیوالے) کیڑونکو پیدا کرتی ہین جنکا ہاضمہ کے دوران مین ناش ہوجاتا ہے۔ ان بیقصور

---

* ملاحظہ ہو۔

"لوبیے کے استعمال نہ کرنیکا اصول ایک ایسا امر ہے جسکا راز قدیم زمانہ کے فیثاغورث کے پیرون نے کبھی نہین ظاہر کیا اور جسکا بھید زمانہ حال کے دانشمندون کو نہین ملا" (دیکھو جون فیلوز صاحب کی مسٹرینر اوف فری میسنری صفحہ ۱۹۸)

نہ غلط طور سے بلکہ بالکل ویسی ہی جیسی وہ ہین اور ٹھیک ٹھیک بیان کرے اوسکو ماہران شاستر ستیہ گیان کہتے ہین"۔

(The house holders Dharma صفحہ ۲۳)

ایک روایت جو کہ تعمیری رموز سے تعلق رکھتی ہے گرینڈ ماسٹر معماری حیرام آبف کی موت کے بارہ مین ہے جو کچھ اختلاف کے ساتھ انجیل مقدس کے پرانے عہدنامہ مین بھی ملتی ہے۔ ایک دفعہ سلیمان بادشاہ کے دل مین یہ خواہش ہوئی کہ بنی اسرائیل کے خدا کے لیے ایک مندر بنایا جاوے اسکے لیے اُسنے حیرام شاہ ٹائیر ([illegible]) کی مدد حاصل کی اور حیرام آبف گرینڈ ماسٹر معماران کی نگرانی مین ایک ایسا خدا کا ہیکل (مندر) بنانا شروع کیا جو زمین پر اپنا ثانی نہین رکھتا تھا۔ کام کے شروع مین تینون گرینڈ ماسٹرون نے یعنی شاہ سلیمان۔ شاہ حیرام اور ماسٹر معماران حیرام آبف نے جو ایک بیوہ کا لڑکا تھا اُس بات کا صدق دل سے عہد کیا کہ ماسٹر کی ڈگری عطا نہین کیجاویگی جبتک کہ مندر کی تعمیر ختم نہ ہو جاوے۔ اور یہ بھی عہد کیا کہ تینون کی موجودگی مین ہی ڈگری عطا کیجاویگی اور اگر ان مین سے مندر کے ختم ہونیسے پہلے ہی کوئی مرجاوے تو ماسٹر کی ڈگری مفقود ہو جاویگی۔ اتفاق سے ایسا ہوا کہ حیرام آبف کو تین قاتلون نے مار ڈالا جسکی وجہ سے ماسٹر کی ڈگری اُسکے دوبارہ زندہ کیے جانیکے بغیر عطا نہین ہو سکی۔ رموز مین کسی نہ کسی طرح گرینڈ ماسٹر کے دوبارہ زندہ ہونیکی خوشی منائی جاتی تھی۔ کیونکہ گو وہ مرچکا تھا تاہم اوسکے لیے یہ معلوم تھا کہ وہ دوبارہ جی اوٹھیگا۔

لبنان کے گھنے جنگل مین گونجتی ہے - دیکھو وہ کیسے گرلتے ہین
اُن صنوبر اور دیودیار کے درختون کو اور سنڈ ہتیا کیہ کاریگرونکی حکمت
جلد اُنکی تبدیل ہیئت کرڈالتی ہی - اوستادکی مرضی
اُن گرتے مادّہ کو وہ شکلین عطا کرتی ہی جنکی سب
استحکام و خوبی کے لحاظ سے تعریف کرتے ہین - اسیطرح ہمکو
اصلی رموز تعمیر کے ذریعہ سے خیالات و احساس (اعلیٰ و آلہی صفات) کو اپنی ہستی مین ظاہر کرنا چاہیے
جی - ار کہم - ٹوئیڈل

جیساکہ ویٹ صاحب نے کہا ہی معماری کا فن اپنے اصلی رموز والے مفہوم مین زندگی کا
فن ہی اور منظور شدہ اُمیدوار (Entered Apprentice) کی ڈگری مین
اوسپر ایسی پابندی ڈالی جاتی ہی جس سے وہ اپنی ہی تعمیر اسطرح کی کرے کہ جس سے
ایک عمارت اپنے کل حصون مین کامل اور بنانیوالے کی عزت افزائی کا باعث

مسٹر یز اوف فری میسنری کے صفحہ ۲۶۳ کے ذیل کا مضمون مقابلہ کیلئے
پیش ہے :-

"اپنی خواہشات پر عمل نہ کرکے
بلکہ اپنے جذبات کو اور بھی مغلوب کرکے
میسنری کے قواعد کے مطابق عمل کرکے
اور اون مین روزانہ ترقی کرنا"

روائل آرچ کی ڈگری کو حاصل کرتا ہے جب اوسپر راز ظاہر ہوتا ہے اور اُسکو اصل ضمیر واحد متکلم کا رمز بتایا جاتا ہے۔ گم شدہ لفظ لوگوس (Logos) ہے جو وہ خالق بدیعی (عقل) ہے جسکے باعث من کے اندھیرے کا ناش ہوکر اسمین روحانی مخلوق کی خلقت ہوتی ہے۔ فن معماری کے متعلق زیادہ اہم رموز کی تعبیر حسب ذیل ہے۔

اَیشلر — لفظی معنون مین ایک قسم کا پتھر اسلئے سنگ ہستی یعنی ہستی کا عنصر یا مادّہ ہستی۔ آن گرٹھا ایشلر معمولی انسان ہے جو اپنے سے ناواقف اور باہری دنیا کی چمک دمک سے مدہوش ہے۔ کامل ایشلر وہ ماسٹر ہے جسنے اپنی کمیون کو پورا کیا ہے اور فضیلت کی پاکیزگی۔ چمک اور صفائی حاصل کی ہین۔

پرکار — محدود کرنا یا قابو مین کرنا۔ لہذا خواہشات نفسانی کو مارنا تاکہ نفس پر قابو حاصل ہو۔ لوج کے سوال وجواب مین نئے داخل ہونیوالے ممبر سے پوچھا جاتا ہے کہ کیا تمنے آج اپنے اُستاد کو دیکھا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے۔ ہان۔ پھر سوال ہوتا ہے وہ کن کپڑون مین ملبوس تھا۔ جواب پیلی جاکٹ اور نیلی برچیز مین۔ یہان اشارہ پرکار کے پیتل کے جسم (پیلی جاکٹ) اور فولادی سرون (نیلی برچیز) کیطرف ہے۔ اسکا مطلب صاف طور سے انسانی افعال وخواہشات کو محدود کرنا ہے جس سے نفس پر قابو ملے۔

نمو آچیریانم ۔ مین آچاریہ بھگوان کو نمسکار کرتا ہون ۔

نمو اوپجھایانم مین اُپادھیائے بھگوان کو نمسکار کرتا ہون ۔

نمو لوئے سو سّاہونم = مین سب سادہون کو نمسکار کرتا ہون

اوم اس متبرک منتر کا سنسکرت زبان کے قواعد کے مطابق اختصار ہی اور سب قسم کے دیو وجنات و بھوت اسکی تعظیم کرتے ہین۔ فڈلے رایٹ صاحب میسونک لیجنڈز اینڈ ٹریڈیشن (Masonic Legends And Tradition) مین تحریر فرماتے ہین کہ "فری میسری کے بموجب حنوک ایک اعلی معمار (Mason) تھا اور خدا کے اصلی نام سے واقف تھا جسکو یہودیون نے بعد مین کھو دیا" یہ نام صرف اُن لوگون کو بتایا جاتا تھا جنکو رموز کی تعلیم دیجاتی تھی ۔ ابراہیم کی اولاد اسکو جاوے لکھتے ہین رموز مین وہ ॐ (Om) یا अउम (Aum) کے طور پر تھا اور زیادہ تر آخر کی تین حروف والی شکل مین ہوتا تھا ۔ چونکہ اور کوئی الٰہی نام ایسا نہین ہی جو بچگوشہ مین آسکے اور جسکی دیوا ور جنات تعظیم کرتے ہون اسلیے معقول قیاس ہوتا ہے کہ سلیمان کی انگشتری مین لفظ ا (۳) و م یا اوس سے مناسبت رکھنے والا کوئی عبرانی لفظ کندہ تھا ۔ اس شکل کو پنٹیا لفا (۵ + الف) اسوجہ سے کہتے ہین کہ اسمین یونانی حرف الف پانچ مختلف موقعون پر پایا جاتا ہے (دیکھو کتاب دی پرفیکٹ اینسلر) کورنیلیٹس اگریپا اسکے بارہ مین تحریر فرماتے ہین (دیکھو حوالہ سابق صفحہ ۹۸):

ایپرن — (Apron) = وہ کپڑا جو پیشہ ور لوگ اپنی پوشاک کی حفاظت کے لیے اوپر سے اپنے آگے باندھ لیا کرتے ہیں۔ سفید ایپرن پاکیزگی کی نشانی ہے۔ فی الواقع دل اور روح کی پاکیزگی مدنظر ہے۔

دائرہ کا مرکز — مرکز کاریگر کی اپنی ہی روح ہے اور دائرہ سے مراد دنیا ہے۔ اوستاد کاریگر اپنے تئیں اسی مرکز سے بنانا شروع کرتا ہے کیونکہ مرکز سے شروع کرنے کوئی ماسٹر میسن گمراہ نہیں ہو سکتا۔

چھوٹی موگری — دل (conscience) کی صدا ہے جسکو تمام بُرے اور بیہودہ خیالات کو دبائے رہنا چاہیئے (دی پرفیکٹ اشلر)

ناشتہ — وہ تازگی (خوشی) جو محنت کے بعد حاصل ہوتی ہے۔

لوح کا فرش — (سفید و سیاہ پتھروں کا) زندگی کے روشن و تاریک حادثے (واقعات) جو تجربہ کی رنگ برنگی میں داخل ہیں۔

تختہ مسطح — (نقشہ نویسی کا تختہ) ایک نیک پاک دل کی لوح سادہ جسپر روحانی تعمیر کے لیے خطوط و نقشے کھینچے جا سکیں۔

روشن ستارہ — خالص نور روح و صفات الٰہی کی علامت۔

اقلیدس — علم العلوم جو خدا کو دائرہ اور مرکز کے پیچھے دیکھتا ہے۔ جو لوگ اسکے علمی رموز سے واقف ہیں وہ اس بات کو جان لینگے کہ اقلیدس کے مرکز کا مطلب ایک خاص قسم کی طبیعت سے ہے جو افعال کے

مین پگھلے ہوئے پیتل کو سونے مین جو سب دھاتون کا بادشاہ ہے بدلنا چاہتا ہے
اوسیطرح زندگی کا کیمیا ذلیل گنہگار کو شدھ پرماتما بناتا ہے اور جیسے کہ سونا زنگ
اور ناپاکی سے آزاد ہے اوسیطرح سے پرماتما بھی ہمیشہ کے لیے آفت۔ بدقسمتی اور
گردش ایام سے محفوظ ہے۔ بلیک ایگل (Black Eagle
یہ ایک خفیہ رموز کی سوسائٹی کا نام تھا) کی رسوم مین ان مسائل کو سوال
و جواب کی شکل مین قایم کیا گیا ہے اور یہ سمجھایا گیا ہے کہ سونا کوئی دھات
مادی خیال سے نہین ہے بلحاظ اسکے کہ وہ کلیتاً نور ہے اور علامت الٰہی ہے کیونکہ وہ زنگ سے
محفوظ ہے (The new Encyclo. of Freemasonry جلد ۲ صفحہ ۳۵۰)
عالمگیر متحلل جسکو کیمیاگرون نے ہر جگہ ڈھونڈھا پرماتما کی بھگتی ہے یعنی کمال اور آنند
کے اوس آدرش (نمونہ یا خیال) کے لیے جسکو ہر روح صحیح اعتقاد سے
از سرِ نو جنم پاکر خود حاصل کرلیتی ہے اصل بھگتی۔ اے۔ ای۔ ویٹ صاحب نے
ذیل کا دلچسپ نوٹ اس مضمون پر لکھا ہے۔

"قدیم زمانہ کے کیمیاگر ایک ایسی چیز کے متلاشی رہا کرتے تھے
جسکو وہ عالمگیر متحلل کہتے تھے کچھ آدمیون نے جنھون نے
اونکے الفاظ کو لفظی معنون مین سمجھا اونکا مضحکہ اڑایا کہ انھون نے
یہ خیال کیا کہ ایسی چیز بوتل مین بند ہو سکتی ہے۔ مگر انسان مین
ایک ایسی صفت ہے جو اپنے طریق پر عالمگیر متحلل ہے جسکے اثر سے
تمام بیرونی اشیاء کی تبدیل ہئیت ہو جاتی ہے اور استحالہ

پہلو ہے - بیوہار کے بموجب ترتھنکروں کے کہے ہوئے اصولوں پر ایمان لانا سچا اعتقاد ہے - تتوں کا گیان جیسا جین شاستر مین بتایا گیا ہے سچا علم ہے - اور ان اصولوں پر عمل کرنا جو جین مت مین گہرست اور سادہو کے لئے بنائے گئے ہین سچا چارتر یا عمل ہے لیکن چونکہ روح خود دراصل پرماتما ہے اسلئے وہ خود ہی سچے اعتقاد سچے گیان اور سچے چارتر کی مجسم مورتی ہے - دربیہ سنگرہ کی تفسیر مین جسکا ابھی حوالہ دیا گیا ہے مسٹر ایس - سی - گہوشال صاحب لکھتے ہین :-

"پورن (سچا) اعتقاد سچا علم اور سچا چارتر معمولی طور سے موکش کے باعث ہین حالانکہ دراصل ان تینوں گنوں سے متصف آتما ہی خود نجات کا کارن ہے" (دیکھو ایس - بی - جے جلد ا صفحہ ۱۱۰) -

یہی وجہ ہے کہ اپنی ماہیت کو جاننے والا آتما اپنے بارہ مین یہ کہنے کا مجاز ہے کہ "مین راہ حق اور زندگی ہوں"

وہ سلسلہ بھی جس مین ان تینوں صفات کا ذکر آیا ہے بڑا با معنی ہے کیونکہ یہ ایسا ہی سلسلہ ہے جو ہمیشہ جین شاسترون مین پائی جاتی ہین - یہ سلسلہ مسٹر جے - ایل - جینی صاحب کے تتوارتھ سوتر کے ترجمہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے جو ایس - بی - جے کی دوسری جلد ہے -

"ان مین سے سچا اعتقاد بنیاد ہے جس پر باقی دونوں امور قائم ہین سچے علم سے پہلے اسکا حاصل ہونا ضروری ہے - وہ علت ہے اور سچا علم معلول ہے - سچے گیان مین سچا اعتقاد ہمیشہ شامل ہے اسی طرح پر سچا چارتر سچے گیان سے ہوتا ہے جو اُسکے پیشتر ہوتا ہے اور سچے چارتر مین سچا گیان اور سچا اعتقاد شامل ہین - اسوجہ سے ہم سوتر مین پہلے سچا اعتقاد پھر سچا گیان اور سب سے آخر مین سچا چارتر دیا ہوا پاتے ہین"

ہونا پایا جاتا ہے جبکہ اسر مزد اش فی الحقیقت اسریا کے لوگون کی زبان مین ایران کر خدا اہورا (سنسکرت زبان کا اسُر) مزدہ کا نام ہے (دیکھو ای-آر-ای جلد ۸ صفحہ ۷۵۴)۔ پلوٹرک ہمکو بتاتا ہے کہ متھرا کی پرستش روم مین سسلی کے بحری ڈاکون نے جو ۶۷ سنہ قبل مسیح مین گرفتار ہوئے تھے پہونچائی تہی (حوالہ سابق صفحہ ۷۵۵)۔

متھرا سے کیا مراد ہے۔؟ اسکے بارہ مین کوئی شبہہ نہین ہے کہ متھرا اور اسکا دوست ورُون روشنی کے دیوتا مانے جاتے ہین جسکا مطلب یہ ہے کہ وہ دونون گیان یا دہرم کے کسی پہلو کے روپک ہین۔ میترون کا دیوتا ہے اور ورُون رات کا دن اور رات غالباً روح کی اصلی اور ناپاکی کی حالتون کا اظہار کرتے ہین۔ اسطور پر میتر (جسکے لفظی معنی دوست کے ہین) الٰہی دانش یا الہام یا سمجھہ کو جو انسان کی بڑی کارآمد دوست ہے ظاہر کرتا ہے اور ورُون زندگی کے کسی خاص فعل کو جو آواگون کی حالت مین پایا جاوے۔ چنانچہ ورُون جاندارون کی قسمت کا منصف مصنف ہے جو خود بخود قانون قدرت کے تابع بنتی رہتی ہے۔ ورُون کا ہندو دیوتاؤن کے کارنامون مین اسطور پر ذکر آیا ہے:۔

"اوسکی نگاہ تیز بہی جاتی ہے کیونکہ وہ انسانون کے دلون کی بات کو جانتا ہے۔ وہ دیوتاؤن اور انسانون کا راجہ ہے۔ وہ بلوان اور خوفناک ہے۔ اور کوئی اسکے حکم کو ٹال نہین سکتا ہے۔ وہ عالم کا حکمران شہنشاہ ہے۔ وہ ہی سورج کو آسمان مین طلوع کراتا ہے۔ وہ ہوائین جو چلتی ہین محض اسکے سانس ہین۔ اسنے دریاؤن کے راستے کہودے ہین جو اوسکے حکم سے بہتے ہین۔ اور اوسنے سمندر کے عمق کو بنایا ہے۔ اسکے احکام مقررہ ہین۔ اونکو کوئی رد نہین کرسکتا ہے۔ اونکے نفاذ سے چاند روشنی مین چلتا ہے

جبکہ ایک ایسے قانون کی کبھی غلطی نہ کرنے والی صحت جو مختلف اشیاء کے اوصاف کے ذریعہ سے نافذ ہوتا ہے واقعی انصاف کا ایسا نمونہ ہے جس تک پہونچنے کی کوشش مین انسانی جج کبھی کامیاب نہین ہو سکتے ہین - لیکن مِتر کی ہمہ دانی خالص روح کی ہمہ دانی ہے اور وَرُون کی اس شاعرانہ ہمہ دانی سے بالکل مختلف ہے -

پارسیون مین متھرا نے اہورامزدہ کی برابری کا درجہ حاصل کیا جو کہتا ہے :-

"جب مین نے متھرا کو وسیع چراگاہون کا خداوند بنایا تب ای سپیتم مین نے اسکو اپنے یعنے اہورامزدہ کے مانند قربانی اور حمد کا معبود بنایا"

(یشت ۱-۱۰-۱) -

متھرا کو درمیانی بھی کہتے ہین جسکا یہ مطلب ہے کہ وہ مسیح کے طور پر مانا جاتا تھا متھرا عام طور سے تصویرون مین بیل کو قتل کرتے ہوے پایا جاتا ہے جو قربانی کے سلسلہ مین مویشی پن یعنے جہالت (یا خواہشات نفسانی) کی علامت ہے - ہندو اور پارسیونکے خیال کی مزید مطابقت دکہانے کے لئے مین ذیل کے قابل غور مضمون کا حوالہ دیتا ہون (دیکھو ای-آر-ای جلد ۹ صفحہ ۵۶۸) :-

"جیسے اہورامزدہ کے اردگرد اخلاقی خداوندون کا دربار لگتا ہے اسی طور پر ہندوستان کا دانشمند اسر بھی مذہبی اصولون کے رویکون یعنے روشنی کے دیوتاؤن مین اوّل ہے ...... ہندوستان مین ان اصولون مین ہم بہاگ یعنے خوش قسمتی - انش (Amesha) یعنے حصہ - دکش یعنے قابلیت وغیرہ وغیرہ کو پاتے ہین - اگر وہ ہو بہو وہی نہین ہین جو پارسیون کے فرشتے ہین تو یہ محض اتفاق کی بات ہے - کیونکہ ایران کے مختلف مذہبی عقائد کے رویکون سے مطابقت رکہنے والے رویک ویدون کے رموز مین بھی پائے جاتے ہین - صرف [illegible]

"اس سے انکار نہین ہوسکتا ہے کہ وہ سخت اقتباسی ہے
اور ٹھیک اُس حد تک کہ جہان تک اس مین رنگ اور افسانہ نہین
پائے جاتے ہین اسکی گمبہیرتا ظاہر ہے"

مگر اصلیت یہ ہے کہ وہ خیالی اقتباس اور افسانہ سازی دونون کے پہلو لئے ہوئے ہے۔ اسکا کوئی جز و تاریخی طور سے پڑھنے کے لئے نہین لکھا گیا نہ وہ جز وہی جس مین صدیون مدتون سلطنتون اور برسون کا ذکر ہے۔ یہ ممکن ہے کہ ہم آج ہر ایک ایکٹر کے راز کو جسنے زندگی کے اس مقدّس ناٹک مین حصّہ لیا ہے نہ سمجھ پائین۔ مگر تسپر بہی ہمارا علم اسقدر کم نہین ہے کہ ہم اوسکی پلاٹ کا اطمینان اور یقین کے ساتہ خاکہ نہ کہینچ سکین۔

اہور امزدہ سے مراد حیات کے اُس پہلو سے ہے جسے دہرم کہتے ہین یعنے دہرم مارگ سے۔ لفظ اہورا سنسکرت اسُر کے برابر ہے جسکے معنی ایشوریا پربہو کے ہین اور مزدہ کی مطابقت میدہس سے ہے جس کا مفہوم سنسکرت مین سائنس کا ہے اس لئے اہورا مزدہ الٰہی دہرم گیان یعنے حیات جاودانی کے سائنس کا روپک (रूपक) ہے۔ اور مزد جو پہلوی اوہرمزد کی جسکو عام طور سے اہورہ مزدہ کہتے ہین فارسی شکل ہے کبہی نہ ختم ہونے والی دوامی روشنی مین رہتا ہے کیونکہ دہرم کا اصلی وجود نور خالص مین ہی ممکن ہے جو کبہی نہ ختم ہونے والی دائمی روشنی ہے۔

دشمن بدی یعنے تاریکی ہے جو اسقدر گہری ہے کہ تم اُسے ہاتھ سے پکڑ سکتے ہو (ای۔ آر۔ ای جلد ۹ صفحہ ۵۶۷)۔ یہ پوری علامت مادّہ کی ہے جس مین بدی کا نواس سہتان (قیام) ہے۔

ارواح کے بہشت کرنے والے کی ہستی شکند گومانیک وجار کے مصنف نے حسب ذیل دلیل سے ثابت کی ہے:

کہا گیا ہے کہ وہ اہورامزدہ کے مخلوقات کی صورت کو بگاڑ ڈالتا ہے جس سے بھی ایک مادّی جوہر کا وجود مفہوم ہوتا ہے -

اس بدصورتی کی تشریح شکند گمانک وجار (باب ۲-۶-۹) مین حسب ذیل کی گئی ہے -

"ضرر پہونچانا یا پہونچانا خواہ وہ کسی طرح سے کیون نہ ہون واقع نہین ہوتے بجز اختلاف ماہیت کے اور بجز اسکے کہ وہ ایسی اشیا کے مابین ہون جنکی خاصیت ایک دوسرے کے مخالف ہے - کیونکہ ایک ہی خاصیت والون مین مرضی اور اتفاق ایک دوسرے کے ساتھہ یکسان ہوتے ہین اور وہان نہ ضرر پہونچانا ہوتا ہے اور نہ ضرر پہونچنا - اور وہ جو مخالف خاصیت کے ہین وہ اپنی طبعی مخالفت کی وجہ سے ایک دوسرے کے غارت گر اور ضرر رسان ہوتے ہین چاہے جس طرح پر اونکا اختلاط ہو - یکسان خاصیت والے اپنے اتفاق اور طبیعت کی یگانگت کی وجہ سے زندہ دل کارگزار اور آپس ایک دوسرے کے مددگار ہوتے ہین جب وہ آپس مین ملتے ہین"

(ایس - بی - ای جلد ۲۴ صفحہ ۱۲۳) -

تب اہورامزدہ کی قدرت کلّی کی کیا وقعت ہے اگر وہ اہرمن کو نہین روک سکتا ہے - جواب یہ ہے (حوالہ سابق صفحات ۱۲۴ و ۱۲۵) :-

"........ اہرمن کے برُے افعال اوسکی برُی خاصیت اور برُی طبیعت کی وجہ سے ہوتے ہین جو بحیثیت خبیث کے اوس کے دائمی اوصاف ہین - اہورامزدہ کی قدرت کلّی وہ ہے جو سب ممکنات پر ہے اور اوس سے محدود ہے .... اگر مین جیہ کہون کہ خالق

اور جو پجا دی آتش کدہ ... جسمین آتش بہ کرو ٹھیک بھی نہین ہوتی ہے
تو فرشتون تک نہین پہونچتی بلکہ وہ پوجا جو دوسرے مقامات پر کیجاتی ہے
جبکہ اوسے لوگ ٹھیک طور پر نہین کرتے خبیثون تک پہونچتی ہے کیونکہ
پوجا مین کوئی درمیانی حالت نہین ہے - یا تو وہ فرشتون تک یا شیاطین
تک پہونچتی ہے" (شایست لاشایست باب ۹ - ۵) -

فرشتے ہمارے افعال سے پیدا نہین ہوتے کیونکہ وہ تو پہلے ہی سے روح کی بڑی خصلتون کے مخالفین کے طور پر موجود ہین - پس روح کی شیطانی حرکات کے ناش کرنے ہی سے اونکا ظہور ہوتا ہے لیکن وہ اسطور سے پیدا نہین ہوتے ہین - اسوجہ سے وہ دہرم گیان (ادہار مزدہ) کی مخلوق تصور کئے جاتے ہین جبکے مدہی جلال سے وہ پیدا ہوتے ہین - انکے بارہ مین کہا جاتا ہے کہ وہ انسان کو برکتین اور نعمتین دیتے ہین کیونکہ بہبودی ایسی نیک صفات کا صلہ ہے جیسے پاک خیالات - روحانی پاکیزگی وغیرہ - فرشتے روشنی کی اقلیم مین دہرم گیان کے جلال مین رہتے ہین جنکی حفاظت کے لئے سمجھ کی فصیل قائم ہے (زادسپرم باب ۵ - ۱) جسکو مربی روح اہور مزدہ نے بنایا ہے -
خلقت کے دیگر اقسام مین ہر چیز کسی نہ کسی صفت کو ظاہر کرتی ہے جو مذہب یا اوسکے مخالف بے دینی سے تعلق رکھتی ہو - موشا روحانیت کے معدوم ہونے کو کہتے ہین - بہرشتا بداعتقادی کی غلاظت کو اور گائے روحانی راستبازی کو - ایرانی لوگون سے مراد اہور - مزدہ کے پاک معتقدون سے ہے - اردیبہشت اعلیٰ راستبازی ہے اور گایون کی روح زاہدون کی آتما ہے جو مسیح (نجات دہندہ) کی آمد کے لئے رو رہی ہے - خلقت کے تمام دیگر محکمون مین بھی اسی قسم کے روپک پائے جاتے ہین - اس امر کا بیان بہت صاف طور سے بندہیش کے اونیسوین باب مین کیا گیا ہے جس مین سے مین حسب ذیل قابل غور خلاصہ پیش کرون گا :-

مغربی و شمال مغربی ملکون مین گذشتہ زمانہ مین مروّج تھے ۔

مین امید کرتا ہون کہ پارسی لوگ اب اطمینان سے خاموش نہین ہنگے جب تک کہ وہ اس کل معمہ کو حل نہ کرلین جو قدرتاً اون کے لئے بمقابلہ ایک بالکل اجنبی شخص کے جو اونکے دستور ورواج اور بالخصوص اونکی زبان اور روایات سے ناواقف ہے زیادہ آسان ہوگا ۔ مین نے سمت تفتیش کو بتانے کے لئے یہان پر کافی کہا ہے اور میرے خیال مین پارسیون کی ایک کارپرداز اور قابل سرگرم جماعت کے لئے ایک تھوڑے سے ہی عرصہ مین اپنے دہرم کے پاک و اونچے مندر کو از سرنو ساخت کرنے مین کوئی دقت نہ ہوگی ۔ مگر اون کو اس بات کا ہمیشہ خیال رکھنا چاہئے کہ اونکی مقدس کتابون کے بموجب الہام "بے مثل اوہارمزد کی نیکی اور ہمہ دانی" ہے (بندہیس باب ۱ - آیت ۲) اور اوسکا تعلق "دونون جوہرون کے اختلاط کی تشریح" سے ہے (حوالہ سابق آیت ۳) اس سے یہ صاف ظاہر ہے کہ شاستر کا تشبیہی مضمون صرف سائنس مذہب کے اصولون کو جسکی بیشمار صورتین بطور فرشتون انسانون وغیرہ کے با مذہبی گئی ہین مدنظر رکہہ کے سمجھ مین آسکتا ہے ۔ اسلئے ٹہیک علم (یا سائنس) ہی رموز مذاہب کے انکشاف اور خفیہ روایات کے زنگ آلودہ تالون کو کہولنے کے لئے اصلی کنجی ہے ۔

خلقت کی ترتیب کے اختتام پر غور کرتے ہوئے یہ امر قابل لحاظ ہے کہ خود قیامت کا ٹہیک وہ ہی علمی مفہوم ہے جو نجات یا نروان کا ہے کیونکہ یہ کہا گیا ہے (یاسنا ۱۹ - ۹) :

"اور اون دونون جوہرون مین سے زیادہ فیاض (اہو ۔ امزدہ) نے مجہہ [زردشت] کو پاکیزگی کی کل خلقت بتلادی جواب موجود ہے اور جو وجود مین آرہی ہے اور جو آئندہ وجود مین آویگی ایسی زندگی کے چرتر اور حصول مدعا کے لحاظ سے جو اہورامزدہ کی بہگتی مین غرق ہوئے"

بالکل غارت کردون اور جو کچھ اسطور پر ہے وہ دنیا مین آخری ذی روح تک ہے حتیٰ کہ وہ (دونون جوہر) لقیہ انسانون مین بھی حلول کرتے ہین اور بدون کے بالکل بد ہونے کی وجہ سے اونکا ناش پورے طور پر جانا ہوا ہے - اور اسی طور پر اوس شخص کا کامل دہیان (تصور) جو امتیاز ہے اور بار عزو کی ہمیشگی کی امید ہے" (ایس بی - ای جلد ۵ صفحہ ۱۶۸)-

زروشت اسلئے دنیا کا نجات دینے والا نہین ہے بلکہ اوسی قسم کی خیالی صورت ہے جیسے مختلف مذاہب کے مسیح مثلاً کرشن - یسوع - محمد وغیرہ -

قیامت مین چیزون کے از سر نو ترتیب پانے سے صرف جوہر روح کی پاکیزگی ہے مراد ہے جسکو شاعرانہ خیال مین دنیا کی نو ترتیبی باندہا ہے کیونکہ جوہر روح کو اوسمین سے مادہ کے سب ذرون کو نیکی اور بدی کے ترک سے علحدہ کر کے پاک کرنا ہے - پرماتما پن نیکی اور بدی دونون سے اوپر ہے اور اپنی ہی ذات کے خالص تصور کا نام ہے لیکن نیکی آواگون کی اوتنی ہی باعث ہوتی ہے جتنی بدی - دونون مین فرق صرف اسقدر ہے کہ نیکی سے پیدا ہونے والی قید کم ناگوار اور زیادہ تر خوشگوار ہوتی ہے اور بدی سے پیدا ہونے والی بہت تکلیف دہ اور ناقابل برداشت -

قیامت کی آخری نو ترتیبی کے متعلق یہ صاف طور سے کہا گیا ہے کہ وہ کسی بالکل ہی نئی چیز کی خلقت نہین ہوگی کہ جسکا کوئی وجود پہلے نہ تہا یعنی اون اوصاف کی طرح نہ ہوگی جو روح اور مادہ کے ملنے سے پیدا ہوتے ہین جو نہ تو خالص روح اور نہ خالص مادہ ہی مین پائے جاتے ہین بلکہ جنکی پیدائش کہنا چاہیئے کہ معجزہ کے طور پر نیستی سے ہوتی ہے - اسلیئے یہ کہا گیا ہے:-

"دیکھو جبکہ وہ پیدا کر دیا گیا جسکا وجود نہ تہا تو اوسکا جو پہلے تہا از سر نو پیدا ہونا کیون ناممکن ہے - کیونکہ اوسوقت پر تہو ہی کی روح سے

کی شدھتا ایک ہمہ دان پرماتما کے طور پر جو اپنی ذات مین سمپورن اور کامل ہے حاصل ہو جاویگی -

دنیا کی نو ترتیب کا آخری سلسلہ بندہشن مین ذیل کے طریقہ پر بیان کیا گیا ہے (دیکھو تیسوان باب) :-

"بعد ہ آگ اور ہالہ شت ویرو کی دہاتون کو پہاڑیون اور پہاڑون مین گلا دینگے اور وہ مثل ایک دریا کے اس دنیا مین رہیگا - تب سب آدمی اوس پگہلی ہوئی دہات مین گذر کر پاک ہونگے .... سوشیانس مع اپنے مددگارون کے مُردون آراستہ کرنے کا ایک جشن کرے گا اور اوس جشن مین ہدائوس نامی بیل کو ذبح کرینگے - اوس بیل کی چربی اور سفید ہوم سے وہ ہُش تیار کرتے ہین اور تمام انسانون کو دیتے ہین اور سب آدمی ہمیشہ کے لئے امر ہو جاتے ہین ...... پس وہ دنیا مین زندگی بسر کرتے ہین لیکن اولاد پیدا نہین ہوتی ...... اسکے بعد اہور مزدہ بدی کے شیطان کو دبا لیتا ہے وہومن اکومن کو اشا واہشت اندر کو شت ویرو ساور کو سپندرمد ترومت کو جو نونگہاز ہے ہوروتاد اور امیرے داد تیرب اور زیرچ کو راست گوئی بدگوئی کو سروش ائیشم کو - پہر دو خبیث اہرمن اور آز آزادر ہجاتے ہین اہورہ مزدہ خود زوتا - سروش اور رسپی بن کر دنیا مین آتا ہے اور کستی کو ہاتہہ مین لیتا ہے - کستی کے منتر سے شکست کہا کر بدی کے شیطان اور آز کی قوت زایل ہو جاتی ہے اور جس راستے سے شیطان آسمان مین آیا تہا اوسی راستہ سے وہ تاریکی اور ظلمات مین جا گرتا ہے - گوچہر سانپ اوس گلی ہوئی

اسکو دانش کی اوس بڑی مجلس مین جہان مذاہب کی کانفرینس پر امتیاز صدر نشین سے جگہ نہ مل سکے۔ میرا یہ خیال ہوتا ہے کہ پارسی مت کی اعلیٰ تشبیہات ہی وہ بنیاد ہین جنکے اوپر اونکے قرب و جوار کے بعض بعض دینون نے اپنے دیو آسے (مذہبی افسانون کے سلسلے) قایم کئے ہین۔ دنیا کی پیدائش اور طوفان (پرے) منجملہ دیگر مسائل کے مختلف مذاہب مین تعجب خیز مشابہت رکھتے ہین۔ اونکی تشریح بھی اوس طریقہ پر کرنی چاہیئے جو ہم پہلے بتا چکے ہین نہ کہ تاریخی مفہوم مین۔ شاید وہ دن بہت زیادہ دُور نہین ہے جب ان تمام مذہبی روایات کا مطلب دریافت ہو جاویگا۔ اس اثنا مین ہمارا موجودہ علم ہمکو پورے طور سے یہ یقین دلاتا ہے کہ اونکا مفہوم ہرگز دنیا کی پیدائش سے جیساکہ عام لوگ خیال کرتے ہین نہین ہے۔ اصلیت یہ ہے کہ ان مذہبی روایات کے رموز اتنے گہرے اور نازک تھے کہ معمولی آدمی کی سمجھ کے باہر تھے اور کم از کم یہودیون نے تو انکے مطالعہ کو جب تک وہ غلطی سے بچنے کے لئے پوری احتیاط کے ساتھ نہ پڑہے جاوین قطعی منع کر دیا تھا۔ مشنا کی تعلیم ہے: "پیدائش کی روایت دو آدمی کی جماعت کو مطالعہ نہ کرنا چاہیئے اور فلسفہ کو تنہائی مین بھی نہین پڑھنا چاہیئے سوائے اوس حالت کے کہ جب طالب علم ذہین ہے اور ٹھیک نتائج نکالنے کی قابلیت رکھتا ہے" (ای۔ آر۔ ای جلد ۴ صفحہ ۲۴۵)۔ ہندون نے بھی شودرون (رموز سے بے بہرہ لوگون) کو ویدون کا پڑہنا منع کیا ہے۔ پارسی مت مین بھی یہ لکھا ہے:-

"مقدس ذات کا سمجھنا پوری طاقت و سمجھ سرگرم تمیز اور مستعد دانش کے ذریعہ سے ممکن ہے" (شِکنذ گمانیک وِجار باب ۵۔ آیت ۵ و ۱۰ ایس

بی۔ ای جلد ۲۴ صفحہ ۱۴۰)۔

مقدس ذات کے سمجھنے کے بارہ مین پھر اوسی کتاب مین ایسا لکھا ہے (باب ۱۰ آیات ۲۷۔ ۳۳):

"ہر سمجھہ دار آدمی کے لئے اتنا جاننا ضروری ہے کہ ہمین کس سے بھاگنا

جانیکے لیئے - چونکہ تمام مخلوقات کا وجود اربعہ عناصر سے بنتا ہے اسلئے
یہ امر چشم بینا کو ظاہر ہے کہ اونکے دنیاوی اجسام پہر عنصرون مین ملجاوینگے
روحانی اجزا، جو جسم کو جان بخشنے والی زندگی کے ابتدائی اسباب ہین
روح مین شامل ہو جاتے ہین - بوجہ وحدانیت ذات کے وہ منتشر نہین
ہوتے ہین - اور روح اپنے اعمال کی ذمہ دار ہے - اُسکے کرمون کے
تحویلدار بہی جنکے سپرد اُسکے نیک و بد اعمال ہوتے ہین مقابلہ کے لئے آگے
بڑہتے ہین - جبکہ نیک کامون کی حفاظت کرنے والی زیادہ قوی ہوتی ہو
تو وہ الزام لگانے والے کے ہاتہہ سے اسکی حفاظت اپنی فتحیابی سے
کرتی ہے اور اسکو بڑے تخت پر بیٹھنے اور نوریون کی باہمی خوشی کے لئے
منتخب کرتی ہے اور اوسکی راستبازی مین ترقی کرنے کے لیئے ہمیشہ
مدد ہوتی رہتی ہے - اور جب بدی کی محافظ زیادہ طاقتور ہوتی ہے
تو اوسکی فتحیابی کے باعث روح مدد کرنے والے کے ہاتہون سے
چہن جاتی ہے اور بہوک اور پیاس اور نہایت تکلیف دہ بیماریون کے
مقام پر پہونچ جاتی ہے - اور وہان بہی وہ چہوٹے چہوٹے نیک کام جو
اُسنے دنیا مین کئے تھے رائگان نہین جاتے ہین اس وجہ سے کہ بہوک پیاس (کی تکالیف)
اور سزا گناہ کے لحاظ سے ہوتے ہین نہ کہ اندہا دہُند طور پر کیونکہ
اسکی سزا کا ایک نگران ہے - اور انجام کار وہ رحیم خالق جو مخلوقات کو
معافی بخشنے والا ہے کسی روح کو دشمن کے ہاتہہ مین نہین چہوڑتا ہے
بلکہ ایک دن وہ گنہگارون کو بہی اور راستبازون کو بہی پاک کرنیوالے
کے ذریعہ گناہ کی تلافی ہونے پر بچا لیتا ہے اور اونکو مبارک مارگ پر
چلاتا ہے جو ابدی ہے" (ایس - بی - ای جلد ۲۴ - صفحات ۱۲۸-۱۳۰)

مجوسیون کے مزداکیہ فرقہ کے لوگ علانیہ طور سے آواگون کے معتقد تھے (دیکھو ہوگ صاحب کے Essays on The Parsis صفحہ ۱۵) ۔

ان حوالون سے صاف طور یہ ظاہر ہوتا ہے کہ روح موت کے بعد قایم رہتی ہے اور مختلف کیفیتون (صورتون یا حالتون) مین آواگون کرتی رہتی ہے جب تک کے وہ پاک کرنے والے (روح القدس یعنی تپشیا) کی مدد سے موت کے دائرہ سے باہر نکلنے کی قابلیت حاصل نہ کرے جسکے حاصل ہونے پر وہ پوتر پاک کئے ہوئے نور کے طور پر جو ہر پہلو سے متبرک امرا اور الہی ہے پوجیہ پرماتماؤن کے مقام پر جا پہونچتی ہے ۔

تپشیا کے بارہ مین ہمارے زمانہ کے کمزور انسان سب کم و بیش اس بات کے کوشان ہین کہ اسکو نامرغوب قرار دین اور پارسی لوگ بھی اس سے مستثنیٰ نہین ہین جیسا کہ مسٹر کپاڈیا کی Teachings of Zoroaster (صفحہ ۴۴) کے ذیل کے مضمون سے واضح ہے:-

"دیگر مذہبون کے خلاف وہ [پارسی مت] روزہ رکھنے یا غذا کے بالکل نہ کہانے کو ایک برا اور بے وقوفی کا فعل قرار دیتا ہے جس سے جسم کو نقصان پہونچتا ہے اور وہ کمزور پڑتا ہے"

مگر یہ ہماری واقفیت کے لحاظ سے بالکل غلط ہے ۔ دادستان دینیک سے معلوم ہوتا ہے کہ گناہ کو دور کرنے کے لئے متنفس کی کوشش اوس حد تک پہونچنی چاہیئے جو پریشانی کا درجہ کہا گیا ہے ۔

"....اچھے خیالات اچھے الفاظ اور اچھے اعمال کے ذریعہ گناہ کی کمی اور نیکی کی ترقی دراصل اوس کوشش اور بیچینی سے جو روح کے مذہبی اصولون پر عمل کرنے کا نتیجہ ہین ہوتی ہین ۔ اور کوشش کی سختی چار تر کے استقلال اور روح کی حفاظت سے جو ایماندار کو حاصل ہے

لکچر ہفتم

خدا

آج کے لکچر کا مضمون خدا یا خدا کا خیال ہے جسکی تعلق مین بے حد غلط فہمی انسانون مین پیدا ہو گئی ہے - خدا کی بابت سب سے زیادہ عالمگیر خیال یہ ہے کہ جاندارون کی تعدید دن کا نالش اور دنیا کا حکمران اور صانع ایک خدا تعالیٰ ہے جو انسان کے کرتونکا مواز نہ کرکے اونکے اعمال کے مطابق اونکو پہل دیتا ہے - آج ہم اس خیال کی اوسکے مختلف پیرائیون اور صورتون مین جانچ کرینگے -

پہلا ہی سوال جو ایسے خدا کے خیال کے متعلق پیدا ہوتا ہے وہ شہادت کے بارہ مین ہے جو اوس کی ہستی واوصاف کے ثبوت مین پیش کیجائے - کسی بات کا ثبوت تین طریقون سے ہوتا ہے یعنی (۱) ذاتی مشاہدہ سے (۲) انومان یعنے منطق سے اور (۳) کسی معتبر گواہ کی شہادت سے - اب دیکھنا یہہ ہے کہ اس عوام کے عقیدہ کی تائید مین کیا ثبوت ہے - ہمارا ذاتی مشاہدہ تو قطعی کسی ایسے خدا کی ہستی کو ثابت نہین کرتا - کسی شخص نے نورہستی کو واقعی نہین محسوس کیا ہے یا دیکھا ہے اور خدا یقیناً ایک نورہستی کہا جاتا ہے - علاوہ برین نورہستی مین حواس خمسہ سے محسوس ہونیوالی خاصیتین نہین ہوتی ہین انسانون کے اندرونی احساس (intuitions) کی نسبت بحث کرنا محض فضول ہے کیونکہ کوئی ایسا خدا نہین ہے جسکے عابدون نے یہہ دعوےٰ نہ کیا ہو کہ اونہون نے اوسکو اندرونی احساس سے جانا ہے - علاوہ اسکے جیسا کہ اوّل لکچر ہی مین بیان کیا جاچکا ہے اگر عقل سلیم کی بجاے انسانون کے مبہم عقائید مان لئے جائین تو پہر فلاسفی اور سائنس کی ضرورت ہی کیا ہے - انسانون کو

خدا کے نام سے ہوئی ہے اوس سب کا مرتکب وہ ٹہرتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ کوئی خالق پرست یہہ سب باتین اپنے خدا کو منسوب کرنا نہین چاہے گا۔

ایک ہمہ دان مرشد کے کلام کی اصلی علامات رتن کرنڈ شراوکا چار مین حسب ذیل دی ہوئی ہین۔

(۱) وہ ایک تیرتھنکر کا کہا ہوا ہوتا ہے جو ہر کال مین ۲۴ ہوتے ہین (ایک کال بیشمار برسون کا ہوتا ہے)۔

(۲) وہ بحث مباحثہ مین کبہی جہوٹا ثابت نہین ہوسکتا ہے۔

(۳) وہ مشاہدہ یا دلیل یا شہادت سے رد نہین کیا جاسکتا ہے۔

(۴) وہ چیزون کے وجود کی حقیقت کو ظاہر کرتا ہے۔

(۵) وہ تمام روحون یعنی انسانون اور حیوانون اور تمام دیگر جانداروں کے لیے مفید ہوتا ہے اور

(۶) وہ ہر قسم کے جہوٹہہ کو باطل کرنے کے لئے کافی ہوتا ہے۔

رحم اور سچائی کا دہرم جسکو ہمہ دان ہونے والون نے بیان کیا ہے سچا الہام (الہٰی کلام) ہے کیونکہ دیا نہ کہ قربانی سب کو فائدہ مند ہے اور ٹہیک ٹہیک علمی سچائی مین ہی باقی قسم کے مذکورہ بالا اوصاف پائے جاتے ہین۔ اور ایس کلام کی کبہی نہ زائل ہونے والی صحت کی پوری گارنٹی مرشد کی ہمہ دانی ہے جو اپنی وسعت مین سب باتون کو شامل کرتی ہے۔ پُرافسانہ تالیفون مین ان اوصاف کو تلاش کرنا بیکار ہے۔ ان کا جین مت کے علمی سدہانت مین ملنا زیادہ قرین قیاس ہے۔ اگر مختلف مذاہب کے خالق پرست اپنے اپنے خدا کے اوصاف۔ فرائض۔ تعلقات اور افعال پر غور کرینگے تو وہ بہت جلد یہہ نتیجہ اخذ کرلینگے کہ وہ خدا جو عیسی کا باپ کہلاتا ہے اسلام کا خدا یا ہندون کا ایشور نہین ہوسکتا جو اس امر سے

پادری کیمپبیل صاحب نے جنہون نے ہفتون انسانون کے شکوک کی بڑہنے والی لہر کے روکنے کی کوشش کی ہے کہا ہے کہ لڑائی نے داقعی کوئی نیا سوال پیدا نہین کیا۔ وہ فرماتے ہین کہ اُونکی سمجھہ مین نہین آتا کہ دیندار لوگ کیون یکبارگی گہبراتے ہین۔ درحقیقت کوئی نئی تنقیح جنگ سے پیدا نہین ہوئی۔ جو کچھہ اوسنے کیا وہ یہ ہے کہ اون سوالات کو جو آدمیون کے دلون مین بہت عرصہ سے اوٹھتے رہے ہین نافذ کردیا ہے یعنی اونکو بے حد زور و قوت کے ساتھہ پیش کیا ہے۔ جیسا مین نے کہا ہے معمولی مرد یا عورت کو پہاڑون اور ستارون وغیرہ کے خدا مین کم دلچسپی ہے جس خدا کی کہ انسان کو ضرورت ہے وہ منتظم یا مدد کرنے والا خدا ہے۔ ہم جس بات کے منتظر ہین وہ یہہ ہے کہ اِس وسیع سمجھہ کو ٹہوکر کہاتے ہوئے کی مدد کرتے اور زخمی پاؤن والے راہگیر کی حفاظت کرتے دیکھین۔ ہم اِس شفقت اعلیٰ مین جو جنگلی کوّن کو کہانا کھلاتی ہے یہہ بات دیکہنا چاہتے ہین کہ وہ انسانی ترتیب مین کچھہ عمدگی کی علامت پیدا کرے یعنی دنیا کے آنسون اور خون کے بہاؤ کو روکنے مین ہماری لڑکھڑاتی ہوئی عقل کی مدد کرے۔ بے گناہون کو تکلیف اور بہوک پیاس سے بچاوے اور عورتون کو اور بچون کو جنگ کے متوالے وحشی سے پناہ دے یا جو اور بہی زیادہ عمدہ ہے وحشی کی پیدائش ہی نہ ہونے دے یا اوسکے وحشی پن کو نہ بڑہنے دے۔ ٹھیک یہی امور خالق پرست کی پریشانی کا باعث ہمیشہ سے رہے ہین وہ ہمکو انسانی ترتیب مین خدا کی مداخلت کی کوئی علامت نہین دکہا

حقائق ہے - وہ کبھی ایسے روایات کو جیسے کہ صوفیہ -
(جیسے ہر سے ہیں) کے مقدمہ پر فرشتوں کا کہانی دنیا یا نور دیوتا
(سچ وہ مسیحا) کے حق سے تفتیش پر باطل ٹھہرتے ہیں
منظور نہیں ہوتا ہے - لیکن مولانا وہ اس سے یقین رہتا ہے کہ انسا
ن سے بہتر ہستی کی اعانت کرنے والی انگلی نظر نہیں آتی ہے -
وہ جیسے کہ نظر پڑتا ہے کہ خدا پوشیدہ طور سے اور من کے
اندر سے نہایت باریکی سے کام کرتا ہے - کہ اوس نے انسانوں کو
آزادی دی ہے جنکا اوسکے لئے لحاظ کرنا ضروری ہے - اور یہہ کہ
شاید سب سے زیادہ بڑی مہربانی یہہ ہے کہ وہ انسان کو ایسا بات
کا موقع دیتا ہے کہ وہ اپنی خود مدد کرکے اپنے کو مضبوط بنا لیوے
ان سب کمزوریوں کے نتیجے ایک ایسی کا احساس ہے کہ اوس
خدا کا جسکو وہ اسے صاف طور سے شفقتوں گلابوں اور خوابیدہ بت
بتوں کے بیچ میں دیکھتا ہے انسان کی زندگی میں کہیں بھی ٹھیک
طور سے نہیں ملتا ہے - کیا موجودہ نسل کے زمانہ میں کوئی بات
ایسی (زمین کے کسی حصہ پر) واقع ہوئی ہے جس میں خدا کا تعلق
پایا جاوے - کیا بنی نوع انسان کے لمبے کارنامہ میں ایک واقعہ بھی
ایسا ہے جس میں خدا کا ہاتھ پایا جاوے - وہ واقعہ کہاں ہے
جسکے قدرتی اسباب کا ہم قابل اطمینان پتہ نہیں لگا سکتے ہیں -
وہ یہہ شک ہے جسکو جنگ نے مستحکم کر دیا ہے - یہہ بات
نہیں ہے کہ انسان کو مدد کی ضرورت نہ تھی - ہماری قوم کا کارنامہ
کیسا پُر درد ہے - تہذیب کی دیوڑھی تک پہونچنے کے قبل

شروع کے انسانون کو خوفناک حالتون مین سیکڑون اور ہزارون برس تک رہتے گذرے - اوسپر بہی یہہ تہذیب ایسی ناقص تہی اور اس مین اتنے وحشیانہ خیال گہسے ہوئے تہے کہ لاکہون کو دکہہ پہر بہی بہوگنا پڑتا تہا - آج بہی ہم جنگون - بیماریون - مفلسی - جرائم - کم ظرفی اور چہوٹی طبیعتون پر جو ہماری زندگی کو تاریک بناتی ہین بےبسی کی حالت مین دیکہتے ہین اور ایسا معلوم دیتا ہے کہ خدا کو اس تمام وقت مین شفق کو سنہری کرنے اور مورون کی دُمون مین خوبصورت بوٹے بنانے سے فرصت نہین ملی - خالق پرست لوگ کہتے ہین کہ خدا نے گناہ کی وجہ سے جنگ کو روا رکہا - مقصد سے یہان کچہہ غرض نہین ہے - ایسا روا رکہنا پہر بہی وحشیانہ انتقام ہے - آپ اوس باپ کو کیا کہینگے جو پاس کہڑے ہوئے اپنی لڑکی کی عصمت کو بگڑتے دیکہے اور جو اوسکے بچانے کی پوری قابلیت رکہتا ہو اور کیا آپ مطمئن ہو جاوینگے اگر وہ اس بات کو ثابت کردے کہ اوسکی لڑکی نے کسی طور پر اوسکی توہین کی تہی "

(دیکہو The Bankruptcy of Religion صفحات ۲۳-۲۴) -

میرے خیال مین میک کیب صاحب نے ایک مہربان ومنتظم خدا کے ہونے کے مسئلہ کی تردید مین کوئی بات نہین چہوڑی ہے - اسلئے اب مین خدا کے خالق ہونے کے خیال کی جانچ شروع کرتا ہون -

اب جس دلیل سے خالق پرست اپنے اس مسئلہ کو ثابت کرنا چاہتے ہین کہ دنیا کا کوئی صانع ہے وہ ایک قسم کی مشابہت درمیان دنیا وگہڑی کے ہے - جیسے بغیر

کمایت ہے اور اوسکی بابت یہہ نہین خیال کیا جا سکتا ہے کہ وہ انسانون
اور حیوانون کے جسمون کو ایسے گندے مقامات پر جیسے کہ بعض بعض بچہ
دانیان ظاہرا ہوتی ہین اپنے ہاتھہ سے بنانے مین محظوظ ہوگا - لیکن
ابھی ایک اور گنجائش کتب مقدسہ کی لفظی تعبیر کرنے والے کے لئے
باقی رہجاتی ہے اور وہ خود روح کے حرکات کی تشبیہہ ہے اب مین
اوسکو یہہ کہتے ہوئے قیاس کرتا ہون کہ جسطور پر روح اپنے مادی
جسم کے عضون کو حرکت دیتی ہے حالانکہ اوسکے ہاتھہ پانون نہین
ہوتے اسی طور پر ہمکو خالق کے افعال کو سمجھنا چاہیئے - مگر اس مقام پر
بھی ایک ضروری امر نظر انداز کر دیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ مشابہت
کوئی دلیل نہین ہے - لیکن یہہ مشابہت ہی خود ٹھیک نہین ہے کیونکہ یہ
ایک نہایت ہی اہم امتیاز کو نظر انداز کرتی ہے جو خدا اور ایک غیر مکت
جیو مین پایا جاتا ہے - وہ امتیاز یہہ ہے کہ ایک غیر مکت جیو بذریعہ
دو اندرونی لطیف اجسام کے بیرونی جسم سے حرکت کی تیلیون اور
پیچون سے کسا ہوا ہے جبکہ خدا بالکل مکت ہے یعنی تمام اقسام کے
بندہون اور جکڑنے والے تارون اور ہر قسم کے لطیف اور کثیف
جسمون سے آزاد ہے روح سے اس طرح پر ناڑیون سے
اور اونکے ذریعہ سے ہاتھہ پاؤن وغیرہ کے پٹھون سے بندہا ہونے کی
وجہہ سے اس کی ہر قسم کی حرکت فوراً اعضاء جسمانی کے ہلنے جلنے کا
باعث ہوتی ہے - مگر خالص نورستی جیسا کہ خالق قیاس کیا جاتا ہے
ایسے یا کسی اور طریقہ پر کسی چیز سے بندہا ہوا نہین ہے اور اسوجہ سے کسیکے
ہاتھہ پاؤن کو حرکت نہین دے سکتا ہے - اسکے علاوہ اگر اسکو تہوڑی

نہین گئے تھے پیدا کی ہین - مین یہان پر مختلف مقدس کتابون کے حوالہ دیکر ان کے بعض مضامین جنسے خدا کے اوصاف ظاہر ہوتے ہین پیش کرتا ہون -

(۱) "مین ..... بدی پیدا کرتا ہون" یسیعاہ بنی کی انجیل - باب ۴۵ - آیت ۷) -

(۲) "مین نے اونہین وہ سنتین دین جو بھلی نہ تہین اور وہ تجاویز تیاین جنسے وہ جیتے نہ رہین" (حزقی ایل نبی کی انجیل باب ۲۰ - آیت ۲۵) -

(۳) "تب خداوند زمین پر انسان کے پیدا کرنے سے پچہتایا اور نہایت دلگیر ہوا" (پیدائش کی کتاب باب ۶ - آیت ۶) -

(۴) "مین خداوند تیرا خدا غیور خدا ہون جو باپ دادون کی بدکاری کا بدلہ اونکی اولاد سے تیسری اور چوتہی پشت تک جو مجھہ سے کینہ رکہنے والے ہین لیتا ہون" (کتاب استثنا باب ۵ - آیت ۹) -

(۵) "کیا کوئی بلا سر پر آوے اور خداوند نے اوسے نہ بھیجا ہو" (عموس باب ۳ - آیت ۶) -

(۶) "اوسنے بلا کے فرشتون کو بھیجا اونپر اپنا شدت کا قہر غصہ اور غضب اور عذاب نازل کیا اوسنے اپنے قہر کے لئے راہ نکالی - اون کی جان کو موت سے پناہ نہ دی بلکہ اونکی جانین وبا کے حوالہ کین" (زبور ۷۸ - آیات ۴۹ و ۵۰) -

مندرجہ بالا آیات مقدس انجیل کی ہین - قرآن شریف مین بہی ایسا کہا ہے:-

(۱) "جو کچہہ مصیبت تمپر پڑتی ہے وہ خدا نے بھیجی ہے" (باب ۴۲)

"میری راے مین اون اصحاب کی جن پر صفات الٰہی منسوب کیئے جاتے ہین تعداد نہین بلکہ اوصاف ہین جو واقعی قابل غور ہین - اگر خدا کی طاقت مین کوئی زیادہ اونچے اخلاقی اوصاف نہین ہین بہ نسبت اونکے جو معمولی آدمیون مین پائے جاتے ہین - اگر اوسکی سمجھہ اسقدر ناقص خیال کی گئی ہے کہ وہ خود اپنی تدابیر کے انجام کو نہین سوچ سکتی ہے اگر آسمانی قوتین اپنی ہی بے اندازہ طاقت سے پیدا کردہ مخلوق سے سخت غضبناک ہو سکتی ہین اور اپنے پاگل پنے کے غصہ مین بے گناہون کو گنہگارون کے ساتھہ ناش کردیتی ہین یا وہ اپنے تئین مثل کسی مشرقی یا مغربی ظالم بادشاہ کے تحایف یا بہدی خوشامد سے خوش ہو جانے دیتے ہین - غرضیکہ اگر وہ فانی انسانون سے صرف طاقت مین زیادہ ہین اور اخلاقی طور سے بہتر نہین ہین تب یقیناً ہمارے لئے مناسب ہے کہ اونکی سندون یا چٹھیون کو ذرا غور سے دیکھین اور اونکے وجود کی صاف صاف شہادت کے علاوہ اور قسم کی شہادت کو قبول نہ کرین"

مین نہین خیال کرتا کہ اب اس امر کے متعلق زیادہ کہنے سننے کی ضرورت ہے یہ صاف ظاہر ہے کہ اس موقع پر بہی غلطی کی جڑ کتب مقدس کی غلط تعبیر ہی ہے جو سب جنکا حوالہ دیا گیا ہے بغیر ایک ہی استثناء کے قصہ کہانیون کے طور پہ لکہے ہوے ہین - مین اسکی تعبیر ابہی ذرا دیر مین کرونگا لیکن مین چاہتا ہون کہ آپ اس امر کو سمجہہ لین کہ موکش کوئی ایسی چیز نہین ہے جسکو کوئی شخص باہر سے دے سکے - نفس کشی کے ذریعہ خواہشات کا غارت کرنا نہ کہ کسی

(القرآن باب ۱۶-آیت ۱۸۰)-
اونکو حیات کی روشنی کبہی نہین ملیگی اور اسیو جہ سے سنسار (آداگون کی حالت) سے نکلنے کا راستہ اونکو نہین ملیگا - تسپر بہی کوئی باہری خدا یا خالق اونکے ہمیشہ کے بندہن کا باعث نہین ہے اونکے کرم (افعال) خود اُنکے راستے مین حائل ہوتاہین اور اون پانچ لبدھیون (متبرک روحانی تبدیلیون) کو حاصل کرنے سے جنکا ذکر ہمارے تیسرے لکچر مین آچکا ہے اونکو روکتے ہین - لبدھیون کے حصول سے ہی فضل کے مسئلہ کا تعلق ہے - کیونکہ وہ مطالعہ یا دلیل یا تعلیم سے نہین حاصل ہوسکتین - وہ خود شانتی اور عقل کی عمدگی کے لئے ضروری ہین جنکے بغیر سچ کا جہوٹ سے امتیاز نہین ہوسکتا اور نہ سچی تعلیم روح کو قبول ہوسکتی ہے - پہر وہ کیسے حاصل ہوسکتی ہین - فضل اور صرف فضل سے ہی - یعنی خود روح مین فضل کے انش کے نمایان ہونے سے - اور کسی کے فضل سے کام نہین چلیگا - ہر ایک روح کو اپنی ہی ہستی مین اس غایت ترین مبارک اوصاف آلہی کو ظاہر کرنا چاہیئے - اور اس فضل کے حصول کا صرف ایک ہی طریقہ ہے یعنی عفو اور رحم کے دو اعلیٰ اصولون پر عمل کرنا - یہان ہم اہنسا (کسی جاندار کو ایذا نہ پہونچانے) کے مسئلہ کی قدر ظاہر ہوتی ہے کیونکہ دوسرون کو مار ڈالنے یا لنگڑا کرنے یا ایذا پہونچانے سے باز رہنا عفو اور رحم کا اصلی کام ہے - اسلیئے جو اہنسا پر عمل کرتے ہین صرف وہ ہی نروان کے مستحق ہین کیونکہ وہ آسانی سے آلہی فضل کو حاصل کرینگے جو اونکی آداگون کا خاتمہ کردیگا -

فضل کا مسئلہ اسطور پر خود عوام کے مانے ہوئے عقاید کے خلاف ہے - ایشور کی ذات مین مے ہوجانے کے مسئلہ کے بارہ مین بہی سچ یہ ہے کہ وہ

کتب کے الفاظ کی غلط تعبیر کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے - اب مین خفیہ تعلیم والے شاستروں کے خدا کے خیال کو حل کرونگا -

ایشور کے لئے فارسی لفظ خدا ہے جو ایک اسم الذات ہے اور جس کے معنی سوتنتر (بذات خود قایم رہنے والے) کے ہین - یہ بے شک نور ہستی یا زندگی کی طرف اشارہ کرتا ہے جو اپنا مخزن آپ ہی ہے اور دوامی ہے - لفظ یہواہ (زیادہ صحیح طور سے جاہوے) کے لفظی معنی زندہ ہستی کے ہین (ملاحظہ ہو The Lost Language of Symbolism جلد ۱ - صفحہ ۲۰۲-۳) - یہ تعریف یہواہ کی زندگی کی صفت سے بالکل مطابقت رکہتی ہے جو پورے طور سے پرماتماپن سے متصف ہے جیسا کہ ہم دیکہہ چکے ہین - یہواہ نے خود کہا ہے :-

"تاکہ تو خداوند خدا کو دوست رکہے اور اوسکی آواز کا شنوا ہو اور تو اوس سے لپٹا رہے کہ وہ ہی تیری زندگی اور تیری عمر کی درازی ہے" (کتاب استثنا باب ۳۰ آیت ۲۰) -

حضرت عیسیٰ نے بہی کہا ہے :-

"قیامت اور زندگی تو مین ہون" (یوحنا کی انجیل باب ۱۱ - آیت ۲۵) -

پولس رسول مسیح کا حوالہ ان الفاظ مین "جو حیات ہے" دیتا ہے (کلسیون باب ۳ آیت ۴) - خدا کا سب سے زیادہ بامعنی نام "مین ہون" ہے یہ ہندو پارسی یہودی اور عیسائی چارون متون مین یکسان پایا جاتا ہے - ایسا واسیا اپنشد (منتر ۱۶) سکہاتا ہے کہ

योऽसावसौ पुरुषः सोऽहमस्मि।

نام کیا ہے تو مین انہین کیا بتاؤن "

۱۴ اور خدا نے موسیٰ کو کہا کہ مین وہ ہون جو ہون اور اوسنے کہا کہ تو بنی اسرائیل سے یون کہیو کہ مین ہون نے مجھے تمہارے پاس بہیجا ہے " (دیکہو خروج کی کتاب باب ۳- آیات ۱۳ و ۱۴)

آخر اً عیسیٰ بہی 'مین ہون' کا حوالہ اپنے پُر اسرار کلام مین دیتا ہے جسکو عیسائی سمجہنے مین چکراتے ہین -

" پیشتر ابراہیم کے تہا مین ہون " (یوحنا کی انجیل باب ۸- آیت ۵۸) -

جس سلسلہ مین یہ آیا ہے وہ ایک مباحثہ تہا جو عیسیٰ اور یہودیون مین ہوا تہا- عیسیٰ نے اپنی تمثیلی تعلیم کے دوران مین کہا :-

" تمہارا باپ ابراہیم میرا دن دیکہنے کی امید پر بہت خوش تہا چنانچہ اوسنے دیکہا اور خوش ہوا "

اسکے بعد کے احوال کو یوحنا کی انجیل مین ذیل کے طور پر دیا ہے :-

" یہودیون نے اوس سے کہا کہ تیری عمر تو ابہی پچاس برس کی بہی نہین ہے پہر تو نے ابراہیم کو کسطرح دیکہا "

" عیسیٰ نے اون سے کہا مین تمسے سچ سچ کہتا ہون پیشتر ابراہیم کے تہا مین ہون "

(یوحنا کی انجیل باب ۸- آیات ۵۸-۵۶) -

اگر تم مین ہون کو اوسی طرز پر مانو جیساکہ اوسکا مطلب تہا یعنی بطور ایک اسم یا خدا کے نام کے جو زندگی ہے تب تم اوس مشکل سے بچ جاؤگے جو دوسرون نے عیسیٰ کے اس بہید دانے کلام مین پائی ہے -اوسوقت وہ صاف طور سے

یہ کئی مقامات پر تکرر سےکر آیا ہے (ملاحظہ ہو آیت ۱۲ - باب ۸ یسعیاہ نبی کی کتاب انجیل) - سورۂ ذاریات مین کہا ہے:-

"مین تمہاری ذات مین موجود ہون مگر تم دیکھتے نہین ہو"

وہ کون چیز ہے جو ہماری ذات مین ہے اور خدا کے اوصاف رکھتی ہے اگر وہ حیات خود نہین ہے تو - یوحنا کی انجیل باب ۸ آیت ۵۸ کی اصلی تعبیر جواب بالکل صاف طور سے سمجھ مین آجائیگی یہ ہے کہ ہر روح بذات خود لافانی ہے اور اُسکا وجود برابر ازل کے دوام سے چلا آیا ہے - اسلئے ابراہیم کے زمانہ مین بھی وہ تھی - یہودیون کے جواب مین عیسیٰ بھگوت گیتا کا کلام استعمال کرتے تو بھی بہت موزون ہوتا:-

"نہ کبھی مین نہ تھا نہ تو کبھی نہ تھا نہ یہ انسانون کے راجہ کبھی نیست تھے اور نہ واقعی ہم کبھی معدوم ہونگے (ادھیائے دوسرا شلوک ۱۲)

اس بیان کے متعلق کہ "ابراہیم میرا دن دیکھنے کی امید پر بہت خوش تھا چنانچہ اوسنے دیکھا اور خوش ہوا" یہ ظاہر ہے خاص کر الفاظ "میرا دن" کے سلسلہ مین کہ یہان حوالہ ایک فرزند خدا کے جلال سے ہے نہ کہ یسوع کی ذات سے جسکا دن ابراہیم کے لیئے اوس صورت مین دیکھنا ممکن ہو سکتا تھا جب کہ اون دونون کے درمیانی صدیون کا ناش ہو سکتا - جہان پر ہم غلطی کرتے ہین وہ یہ ہے کہ ہم ایک اصلی یا خیالی شخص کی خواہ وہ کرشن ہو یا عیسیٰ یا اور کوئی ہو بت پرستون کے طور پر عبادت کرنے لگتے ہین حالانکہ پرستش کا اصل منشا یہ ہے کہ مسیح کو جو جین مت مین (فاتح) کہلاتا ہے آدرش (نمونہ) بناکر اوسکے قدمون پر چلین - آدرش کی تقلید مین لگے رہنا ہون مکتی کا راستہ ہے - بت پرستی سے تم پتھر ہی مین ٹکر کھاتے پھروگے - پولس رسول نے عیسیٰ کے جی اٹھنے کے تعلق یون کہا

مورتی کی شناخت ہے وہ بہی دہرم (مذہب) کی علامت ہے۔

तस्य भरतस्य पिता ऋषभः हेमाद्रेर्दक्षिणं वर्षं महद्भारतं नाम शशास ॥

वराह पुराणम्

ऋषभो मेरुदेव्याश्च ऋषभाद्भरतो भवत् ।
भरताद्भारतं वर्षं भरतात्सुमतिस्त्व भूत् ॥

अग्नि पुराणम् ॥

ان کے معنی یہ ہین کہ بہرت رشبہ کا لڑکا مرودیوی سے ہے اوسنے مہت بہارتہہ ورش پر جو ہموت کے دکہن ہے راج کیا اور اوسکے نام کے اوپر بہارتہہ ورش کا نام پڑا۔ اوسکے لڑکے کا نام سومتی ہے۔ نارد پُران مین بہی یہ کہا گیا ہے کہ راجہ بہرت کہنڈ کا پہلے نام بہرت رشبہ کے لڑکے کے نام پر پڑا (پی۔ ایچ۔ بی۔ جلد ا۔ صفحات ۲۰۵-۲۰۷ و ۲۱۰ و ۲۱۲)۔ مسٹر آیر کی تشریح اسکے بابت حسب ذیل ہے:-

"رشبہ کا نام جو برابر بہرت کے باپ کے طور پر آیا ہے اوس سے مفہوم دہرم سے ہے جس کا پورانون مین عموماً بیل کے طور پر ذکر آیا ہے" (حوالہ سابق صفحہ ۲۱۲)۔

سری مد بہاگوت کے مطابق رشبہ دیو نابہہ راجہ کا لڑکا مرودیوی سے تہا اور بہرت اوسکا لڑکا تہا۔ یہ جین مت کے شاسترون کے مطابق ہے۔ پس یہ سب ہندو شاستر قطعی طور پر یہ ثابت کرتے ہین کہ اپنے قصّے کہانیونکی ضروریات کے لئے دہرم کو شاعرانہ خیال مین انسانی شکل مین باندھتے وقت ان نازک خیالیون کے موجد رشی شاعرون کا خیال قدرتاً رشبہ دیوجی کی

(۱۲) روحانی مرشدون کی (اوپادہیاون کی) تعظیم و تکریم -
(۱۳) شاستر کی بہگتی (یعنی شاستروں کا مطالعہ اور یہ سمجہ کر کہ وہ پرماتما کا کلام ہین اونکی تعظیم و تکریم) -
(۱۴) شاسترون کے بتاسے ہوے قواعد کی پابندی -
(۱۵) دہرم کا پرچار کرنا یعنی مذہب کو پہیلانا اور خود اوسپر عمل کرنا -
(۱۶) سچے طریقہ پر چلنے والون کے ساتہہ ویسی ہی محبت جیسی گائے کو اپنے بچہ کے ساتہہ ہوتی ہے -

ان سولہہ کرمون کے کرنے سے ترتہنکر بہگوان کا سب سے اعلیٰ درجہ ملتا ہے -
ترتہنکر وہ انسان ہے جو اپنے بارہ مین کتاب مکاشفہ کے الفاظ مین یہ کہہ سکتا ہے :-

"مین وہ ہون جو زندہ ہے اور جو مر گیا تہا اور دیکہہ مین ابدالاباد زندہ رہونگا - اور دوزخ اور موت کی کنجیان میرے قبضہ مین ہین" (باب ۱ - آیت ۱۸) -

ترتہنکر کا درجہ ہمہ دانی حاصل ہونے پر جو روح کے اوپر سے گیان کے روکنے والے پردہ (گیان = علم اور آورن = پردہ) کے ہٹنے کا نتیجہ ہے حاصل ہوتا ہے - ترتہنکر بہوک[1] پیاس[2] بڑہاپا[3] بیماری[4] جنم[5] مرن[6] خوف[7] غرور[8] رغبت[9] نفرت[10] موہ[11] پریشانی[12] خود ی[13] عداوت[14] بے چینی[15] پسینہ[16] نیند[17] اور تعجب[18] سے بری ہوتا ہے - سورگ لوک کے دیو اور انسان اوسکی پرستش کرتے ہین اوسکی آواز مثل بہت سی دہارون کی آواز کے ہوتی ہے (مکاشفہ باب ۱ - آیت ۱۵) جو بہت دور تک سنائی دیتی ہے اور جن بانی (خدا کی آواز) یا شرتی (الہام) کہلاتی ہے - اوسکا چہرہ ایسا چمکتا ہے گویا ہزار سورج ایک مقام پر

اونچا ہوگئے ہوں۔ جیسے پہلے پستی میں تھا ہوئے خالص عقل کی طرح چمکدار ہوتی
ہیں۔ وہ سکی انکھیں آگ کے شعلہ کی مانند ہوتی ہیں (مکاشفہ باب ۱۔ آیت ۱۳
۱۴)۔ ایسی کچی صورت وہ جسم جیسیوں کو سچے دھرم کا اوپدیش نروان کا حاصل
کرنے کے لئے دیتا ہے جب کہ اوسکی روح مادہ سے علیحدہ ہوجانے سے دھرم اتما
خالص نور عیب۔ موت۔ تکلیف اور جذبات سے آزاد اور ہمیشہ والی ختم نہ
ہونے والی خوشی۔ ہمیشہ کی زندگی۔ اور کبھی کم نہ ہونے والی قوت سے
متصف ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں مادہ کے نہ ہونے سے جو آواگون کے لئے ضروری
ہے پھر شرکت قائم نہیں رہتی ہے۔ تیرتھنکروں اور دیگر پاک پرماتماؤں کی جنہوں
نے نروان حاصل کیا ہے کسی قسم کی خواہش انسانوں سے اپنی پرستش کرانیکی
نہیں ہوتی ہے۔ اور نہ وہ قربانی و ثنا کے عوض میں کسی قسم کی نعمتوں کے
عطا کرنے کا وعدہ کرتے ہیں۔ وہ خواہش اور حاجت سے بری ہیں۔ اسکے
کمالات بیان کے باہر ہیں۔ اونکے اوصاف کو الفاظ ادا نہیں کرسکتے۔ اونکی
عبادت بت پرستی نہیں ہے بلکہ آدرش (نمونہ) پرستی ہے۔ وہ ہمارے لئے
کمالیت کا نمونہ ہیں تاکہ ہم اونکی تقلید کریں اور اونکے قدموں پر چلیں۔

یہ تعریف پرماتما کے گنوں کی مذہب کے سائنس کی سیدھی سیدھی زبان
میں ہے جو کل سائنسوں سے برتر ہے۔

میں خیال کرتا ہوں کہ اب آپ کے دل میں یہ سوال پیدا ہوگا کہ کیا وجہ ہے کہ
متعدد خداؤں کے بابت یہ تعلیم دیگر مذاہب میں نہیں ہے۔ لیکن آپ کو
تعجب نہیں کرنا چاہیے اگر اسکے جواب میں میں آپ کو بتاؤں کہ جس مقام پر
آپ کو ڈھونڈھنا چاہیے تھا اوس مقام پر آپ نے اوسکو نہیں ڈھونڈھ پایا
بلکہ وہ اصل میں یہی کل مذاہب کی سچی بنیاد ہے بجز اون متون سے جو عالم

مین محض دوسرون کی غلطیون کے تو دون پر پیدا ہوگئے ہین - یہ آخرالذکر مذاہب نہ تو الہام پر مبنی ہین اور نہ کسی فلسفہ کی تفتیش پر اور نہ یہ پورانے شاسترون کے گوڑھ مطلب کی واقفیت پر ہی مبنی ہین - اسلئے انکا حوالہ مین ان لکچرون کے دوران مین آئیندہ نہین دونگا بلکہ آپکو خود اونکے بارہ مین اپنی رائے قایم کرنے دونگا - صرف ایک ہی بات اونکے بارہ مین مجھے یہان کہنی ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ بعض مذاہب مین یہ مان لیا گیا ہے کہ اونکے بانیون نے معجزے دکھلائے ہین اور معجزے عوام کے دلون مین الہی صفات یا خدا کی عنایات سے منسوب کئے گئے ہین آپ مجھے معاف کرینگے اگر آپ مین سے کسی کا دل میرے ایسا کہنے سے دکھے مگر مین صاف طور سے ان حال کے معجزون مین اعتقاد نہین رکھتا ہون - انمین سے بعض معجزون کا راز تو میسکیلین - فارکوہار -

(ہک Modern Religious Movements) جوزف میک کیب
(Spiritualism Based on Fraud) اور دیگر محققین کی تصانیف مین افشا کر دیا گیا ہے - اگر اونکو سچ بھی مانا جاوے جو میرے خیال مین کم از کم عجلت کی تجویز ہوگی تو معجزون کا ہونا ہندون مسلمانون جینیون و اور لوگون مین بشمول وحشیون و جنگلی سنگ پرستون کے بتایا جاتا ہے - تو پھر کس پر اعتقاد کیا جاوے - میرے خیال مین ان مین سے واقعی سچے معجزون کا راز یہ ہے کہ آتما کی کچھہ مخفی قوتین معمولی طور پر یا غیر معمولی طور پر ظہور مین آجاتی ہین اور اُن سے کرشمہ ہونے لگتے ہین - لیکن یہ ورزش کی طرح پر ہے جسکا انسانون کے ایمان اور عقاید سے کوئی تعلق نہین ہے -

متعدد خداؤن کے مسئلہ کی طرف متوجہ ہونے پر یہ ظاہر ہے کہ ہندو مت قریب قریب اپنی تمام شکلون مین روح کا پرماتما ہونا مانتا ہے اور قیاس اور

"دیکھو انسان ہم مین سے ایک کی مانند ہو گیا ہے"
(انجیل مقدس کی پیدائش کی کتاب باب ۳- آیت ۲۲) -
اس عبارت کے نیچے جو لکیر کھینچی ہے وہ ضرور میری کھینچی ہوئی ہے لیکن الفاظ میرے نہین ہین۔ بموجب کتاب پیدائش تیسرا باب آیت پنجم سانپ نے حضرت ہوا کو ان الفاظ سے ورغلایا کہ "تم مثل خداؤن کے ہو جاؤ گے"۔ زبور ۸۲ چھٹی آیت مین یہہ کہا گیا ہے:
"مین نے تو کہا ہے کہ تم الٰہہ (خدا) ہو اور تم سب حق تعالے کے فرزند ہو"
یوحنا کے دسوین باب کی ۳۴-۳۵- اور ۳۶- وین آیتون مین عیسیٰ اس مذکورہ بالا کلام کے متعلق کہتا ہے-
"کیا تمہاری شریعت مین یہہ نہین آیا کہ مین نے کہا کہ تم الٰہہ ہو- جبکہ اوس نے اونہین الٰہ کہا جن کے پاس خدا کا کلام آیا اور مقدس کتاب کا باطل ہونا ممکن نہین تم اوس شخص سے جسکو باپ نے مقدس کر کے دنیا مین بھیجا ہے یہہ کہتے ہو کہ تو کفر بکتا ہے کیونکہ اوس نے کہا کہ مین خدا کا بیٹا ہون"۔
کتاب خروج کے باب ۲۲ آیت ۲۸ مین یہہ ماتاؤن کی مذمت کرنا معیوب بیان کیا ہے:
"تو خداؤن کو گالی نہین دیگا اور نہ اپنی قوم کے سردار کو بددعا دیگا"۔
یہہ ایک مشہور بات ہے کہ ٹراپ نے یہودیون کے یہان انسان کی شکل کے دیوتا جو تیرف (Teraphim) کہلاتے تھے ہوتے تھے اور جنکا تذکرہ اپیرل

ترافیم [illegible] ([illegible]) مین اسطور آیا ہے:-

"ترافیم ایک قسم کا دیوتا یا مورت جسکی یہودی لوگ
تعظیم کرتے تھے - ترافیم معلوم ہوتا ہے کہ کلاں یا بڑا انسانی
شکل کے ہوتے تھے - اونکی تعظیم و تکریم گرہستی کے دیوتاؤنکے
طور پیکیجاتی تھی - پرانے عہد نامہ مین اون کا کئی مرتبہ ذکر آیا ہے
جیسے کہ رشتہ دار لابن کے پاس بہی ایسے دیوتاؤن کی مورتین تھین جنکو
یعقوب کی عورت راخل نے چرا لیا (دیکھو انجیل مقدس پیدائش کی کتاب
باب ۳۱ آیت ۱۹) اوسکے بعد خدا لابن کے پاس خواب مین آیا (آیت ۲۴)
اور اوسنے دوسرے دن یعقوب سے پوچھا کسواسطے تو میرے معبودوں کو چرا
لایا ہے" (آیت ۳۰) ہوسیع نبی کی کتاب (باب ۳ آیت ۴) مین کہا
گیا ہے -

"کیونکہ بنی اسرائیل بہت دن تک بغیر بادشاہ اور بغیر حاکم
اور بغیر قربانی اور بغیر بت اور بغیر افود اور بغیر ترافیم کے رہینگے"

لیکن اگرچہ اسکے عہد نامہ کی کتابوں مین خدا اون کا حوالہ ہیچ کے صیغہ مین ایک عام
طریقہ پر آیا ہے تو انجیل کے جدید عہد نامہ کی آخری کتاب موسومہ مکاشفات مین
تو چوبیس بزرگون کا حوالہ آیا ہے اور اونکی تعداد بہی ۲۴ ہی دی گئی ہے مکاشفہ
کے چوتھے - پانچوین اور چھٹے باب اس مضمون سے تعلق رکھتے ہین اور ترتیب
وار یہ اسطور پر ہین -

باب ۴ آیت ۱ : (۱) آسمان مین ایک دروازہ کہولا گیا اور مجہہ یوحنا عارف نے
ایک آواز سنی کہ یہان اوپر آ تا مین تجہے وہ باتین دکہاؤنگا
جو آئندہ ہونے والی ہین -

(۲) یوحنا فورا روح مین آگیا اور آسمان مین ایک تخت بچہا ہوا دیکہا اور دیکہا کہ "اوس تخت پر کوئی بیٹہا" تہا۔

(۳) اور اس تخت کے گرد ۲۴ تخت ہین اور اون تختون پر ۲۴ بزرگ سفید پوشاک پہنے ہوئے بیٹہے ہین اور اون کے سرون پر سونے کے تاج ہین"۔

(۴) "اور اوس تخت مین سے بجلیان اور آوازین اور گرجین پیدا ہوتی ہین اور اوس تخت کے سامنے آگ کے سات چراغ جل رہے ہین۔ یہہ خدا کی سات روحین ہین"

(۵) "اور تخت کے بیچ مین اور تخت کے گرداگرد چار جاندار ہین جن کے آگے پیچہے آنکہین ہی آنکہین ہین"

(۶) پہلا جاندار شیر ببر کے مانند تہا اور دوسرا جاندار بچہڑے کے مانند اور تیسرے جاندار کا چہرہ انسان کا سا تہا اور چوتہا جاندار اوڑتے ہوئے عقاب کے مانند تہا۔

(۷) ان جاندارون مین سے ہر ایک جاندار کے چہہ چہہ پر ہین جنمین آنکہین ہی آنکہین ہین۔ اور وہ دن رات کبہی خاموش نہین ہوتے ہین بلکہ برابر یہہ کہتے رہتے ہین "قدوس۔ قدوس۔ قدوس۔ خداوند خدا قادر مطلق جو تہا اور جو ہے اور جو آنے والا ہے"

(۸) "اور جب وہ جاندار اوسکی تمجید اور عزت اور شکر گذاری کرتے ہین جو تخت پر بیٹہا ہے اور جو ابدالاباد زندہ رہے گا"

(۹) ۴ تو وہ بزرگ اوسکے سامنے جو تخت پر بیٹھا ہے اپنے کو
گراتے ہین اور اوسکی جو ابدالآباد زندہ رہیگا عبادت کرتے ہین
اور اپنے تاج یہہ کہتے ہوئے اس تخت کے سامنے
ڈالدیتے ہین کہ

(۱۰) ۴ اے ہمارے خداوند اور خدا تو ہی تمجید اور عزت
اور قدرت کے لایق ہے کیونکہ تو ہی نے ساری چیزین
پیدا کین اور وہ تیری ہی خوشنودی کے لیے ہین اور پیدا
کی گئی تہین ؛

باب پنجم

(۱) ۵ اور مین نے اوسکے داہنے ہاتھ مین جو تخت پر بیٹھا تہا
ایک کتاب دیکہی جو اندر اور پیٹھ کی طرف لکہی ہوئی تہی اور
اوسے سات مہرین لگا کر بند کیا گیا تہا ؛

(۲) ۵ پہر مین نے ایک زور آور فرشتے کو بلند آواز سے
یہہ منادی کرتے ہوئے دیکہا کہ کون اس کتاب کے کہولنے اور
اوسکی مہرین توڑنے کے لایق ہے ؛

(۳) ۵ اور کوئی انسان ...... اوس کتاب کے کہولنے
یا اوسپر نظر کرنے کے قابل نہ نکلا ؛

(۴) ۵ اور مین اس بات پر زار زار رونے لگا کہ کوئی اوس کتاب کے
کہولنے یا اوسپر نظر کرنے کے لایق نہ نکلا ؛

(۵) ۵ تب اون بزرگون مین سے ایک نے مجھے کہا کہ تو مت رو
دیکہ یہوداہ کے قبیلہ کا وہ ببر ...... جس کو سیدا اور

اِسکی ساتون مہر دن کے کہولنے کے لیئے غالب آیا ہے"

(۶) "اور مین نے اوس تخت اور چار دن جاندار دن اور
اُن بزرگون کے بیچ ایک برّا کہڑا دیکہا"

(۷) "اوس نے آکر تخت پر بیٹہے ہوئے کے داہنے ہاتہہ سے
اوس کتاب کو لے لیا"

(۸-۱۴) برّے کو اب خوشی اور دعا اور برکت کے ساتہہ
تمام مجمع بشمول ۲۴ بزرگون اور چار جاندار دن کے مبارکباد ی
دیتا ہے اور ہر جاندار اوسکے لیئے برکت اور عزّت اور جلال
اور طاقت کا خواہشمند ہوتا ہے -

باب ششم

برّا اب اوس کتاب کی مہرین کہولتا ہے جو اندر اور پیچہے کیطرف
لکہی ہوئی ہے اور جسپر سات مہرین لگی ہوئی ہین اور جو اوس نے
اوسکے داہنے ہاتہہ سے لی ہے جو تخت پر بیٹہا ہے -

یہہ مشرح بیان اون واقعات کا ہے "جو آئیندہ ہونے والے ہین" جنکو
عارف یوحنا نے اپنی کتاب مکاشفہ مین درج کیا ہے - لیکن یہہ نہین خیال کرنا چاہیئے
کہ یوحنا یہان ایک آئیندہ آنے والی قیامت کے دن ہونے والے ناٹک کے
کسی سین کا تذکرہ کر رہا ہے - اوسکا ایسا کرنا ہمارے کس کام کا ہوگا - ؟ مکاشفہ کی غرض
ہمکو چکر مین ڈالنے کی نہین تہی بلکہ یہہ تہی کہ اوس پردہ کو جو اُس خفیہ کارروائی پر
پڑا ہوا تہا جسکو مسٹریز (Mysteries) یعنے رموز کہتے تہے
قدرے اُٹہا دے تاکہ وہ تعلیم جو پوشیدہ طور پر مختلف رموز خانون
(Logos) مین دیجاتی تہی کچہہ سمجہہ مین آسکے -

عبادت اس امر کو ظاہر کرتی ہے کہ حیات جو سب آتماؤن مین پائی جاتی ہے خود اپنی صفات مین یہ ماتماہے۔ پس جبکہ پرماتماپن زندگی کی ہی صفت ہے تو تیرتھنکر وہ مرشد ہین جنکی تعلیم سے اس پرماتماپن کا اظہار پورے طور سے ہوتا ہے۔ کیونکہ انہون نے خود کمالیت کے اعلیٰ ترین درجہ کو حاصل کیا ہے۔ اس لیئے تیرتھنکر سب سے زیادہ تعظیم کے قابل اور پوجیہ گرو ہے وہ پتا (باپ) یا آسمانی باپ کہلاتا ہے اسلیئے نہین کہ وہ کسی چیز یا جاندار کا بنانے والا ہے بلکہ اوسی بنا پر جس پر معمولی پروہت وگیرہ باپ کہلاتے ہین۔ بپتسمہ یا دوبارہ جنم کا مسئلہ جو بہت سے ہندوستانی مذاہب اور عیسائیون کے مت مین پایا جاتا ہے گرو کے پتا (باپ) کہلانے کی بنیاد ہے جیسے وی کی او ف نو یبیح (باب ششم) تبلنہ کہا گیا ہے:۔

وہ حال کے خالق پرستون کو اس امر کے معلوم کرنے سے کچھہ کم تعجب نہ ہوگا کہ انکی خدا کو خالق ماننے کی غلطی انجام کار دوبارہ جنم سے شروع ہوتی ہے جو ...... بپتسمہ کے اصول پر مبنی ہے یعنے روح کے اسرار الٰہی مین داخل ہونے پر۔ اگر خالق پرست اس معاملہ پر ذرا غور کرین گے تو اونکو فوراً معلوم ہو جائیگا کہ پادریون کا

عہ مکاشفہ (باب ۵ آیت ۸) مین کہی ہوئی برے کی پرستش کا مطلب اس طور پر ایک دنیا کے نجات دینے والے مسیح یعنی تیرتھنکر کی پرستش سے ہے۔ پرستش کی غرض کسی خاص دیوتا یا انسان کے پوجنے سے نہین ہے بلکہ روحانی صفات کے کامل ظہور کی پرستش سے ہے۔ کیونکہ عقلمند آدمی کسی شخص کی پرستش نہین کرتے کہ اوسکے دسترخوان سے نعمتین پاوین بلکہ اوس اعلیٰ ترین حالت یعنی پرماتماپن (خدا) کے اوصاف کی پرستش کرتے ہین جنکو وہ خود اپنی ذات مین نمایان کرنا چاہتے ہین۔

آپ ہوا جو قریب قریب قدیم مذہب میں پایا جاتا ہے آدمی جسم کے
تعلق میں نہیں ہو سکتا ہے بلکہ صرف اسی وجہ سے ہو سکتا ہے
کہ وہ اون کو پوشیدہ اسرار میں پیدائش کراتے ہیں جن پر وشیش کر کے
شاعرانہ تمثیل میں انسان کا روح میں تولد ہونا یا اختصار کے ساتھ
صرف دوبارہ جنم لینا کہا گیا ہے۔ ادمی کا باپ کہلانا اسی
دوسرے جنم سے متعلق ہے۔ کیونکہ گرو جو اسرار میں پیدائش کراتا
اور جو اسوجہ سے اس کی تعظیم ہوا اگر اس سے زائد کا نہیں بہی جو انسان
اپنے جسمانی باپ کی کرتا ہے مستحق ہے اس (روحانی جنم) کا موجب
یا باعث ہے اور استعارہ کے لحاظ سے لازمی طور سے باپ
ہوا۔ اب چونکہ پرمیشر (خدا) سب سے بڑا اور سب سے زیادہ
قابل تعظیم گرو ہے اس لیئے اس خطاب کا اس سے زیادہ اور
کوئی مستحق نہیں ہے۔ اصلی خیال یہ تہا لیکن جب افسانہ سازی
کی زمین وہ زرخیز بہلیاں میں مذہب کی اصلی تعلیم نگاہ سے غائب
ہوگئی اور یہ انکاپن کے اصلی خیال کی بجائے بعد کی خالق پرستی
کی غلطیاں مروج ہوگئیں یعنوی لفظی معنی میں مقدس کتابوں کی
پوشیدہ عبارت پڑہنے پر اصرار کرتی ہیں تو خدا کے باپ
ہونے کے اصلی و پاکیزہ مسئلہ کی بجائے بہی ایک جسمانی خالق
کا بیہودہ اور ناز یبا عقیدہ پیدا ہوگیا۔ اور ایسی صورت میں
پادریوں پر خدا کی ذات کے تعلق والی غلط فہمیوں کا اثر پڑنا
کوئی تعجب کی بات نہیں ہے بلکہ ٹہیک وہی ہے جس کی امید
ہوسکتی ہے کیونکہ ان کے فرقہ کے متعلق کبہی کوئی قصہ کہانی

نہین گہڑے گئے جس سے کسی قسم کی گڑ بڑ ہو سکے گو کہ بیشتر لوگ آج کل ٹہیک اوس وجہ سے ناواقف ہین کہ یہ لوگ باپ کیون کہلاتے

ہین اور اس لقب کو محض تعظیم کی علامت سمجہتے ہین ؛؛

یقیناً یسوع کے موںہہ مین الفاظ آسمانی باپ کا مفہوم خالق نہین ہے اور نہ اون کا کسی عام یا خاص چیز کی پیدائش سے تعلق ہے - یہ خیال توریت کی تعلیم کے بیرونی چہلکے سے اور اسکے اندرونی معنی کے نظرانداز کرنے سے پیدا ہو گیا ہے - ہندو مذہب مین بہی سنسار کے پیدا کرنے والے کے طور پہ ایشور کا خیال سرشٹی کے رچنے والے برہما کے اصلی فعل کی کثیف تعبیر ہے - دراصل حیات خود سچا خالق ہے کیونکہ ہر روح اپنے جسم اور حالتون کا بنانے والا ہے - لیکن اس لحاظ سے حیات صرف جوہر روح ہی کا ایک پہلو ہے - برہما حیات کا روپک بہی نہین ہے - بلکہ اوس بدہی (عقل) کا استعارہ ہے جسکو حیات کا گیان ہو گیا ہے - پس برہما کی سرشٹی روحانی خیالات کی خلقت ہے جس سے وہ من کو آباد کرتا ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے - یہ وہ سرشٹی ہے جسکی وشنو (= دہرم) حفاظت کرتا ہے - کے - این - آیئر صاحب ذیل کا دلچسپ مضمون برہما جی کی خلقت کے متعلق اپنی کتاب دی پرمننیت ہسٹری اوف بہارتہ ورشس (دیکہو جلد اصفحہ ۹۵) مین تحریر فرماتے ہین :-

"برہما کی خلقت کے ۔ ۔ ۔ ۔ معنی دراصل کل دنیوی خواہشات کی غارت گری کے ہین جس سے دلمین بہگتی کی رغبت پیدا ہوتی ہے - وشنو برہما کی پیدا ہوئی بدہ بہگتی (خلقت) کی حفاظت کرتا ہے اور کسی نوعیت کی حفاظت نہین کرتا شیو اسوجہ سے کہ وہ انسانکی دنیاوی خواہشات کا غارت کرنیوالا ہے برہما کی خلقت کا اصلی سبب ہے اور آخر مین وہ بہگتی اور من کو بہل کے ناش کر دینے سے مکتی کا کارن ہوتا ہے - برہما اور وشنو اور شیو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

خون ریزیون اور توہمات کا باعث ہے۔

ہم ہیفنیڈو کے لکچر مین عبادت کے مناسب طریق پر غور کرینگے۔ لیکن اس لکچر کو ختم کرنیکے پہلے مین آپ کی توجہ اس امر کی طرف دلاؤنگا کہ پارسیون کے مذہب مین بہی اہورامزدہ کا خیال جمع کے معنی مین ہے۔ ہوگ (Haug) صاحب لفظ اہورا وہنو (Ahuraonho) کے تعلق مین بتاتے ہین کہ

"اس سے ...... ہم صاف طور سے دیکہہ سکتے ہین کہ اہورا کوئی خطاب خدا کا نہین ہے بلکہ انسان کے لیئے بہی وہ مستعمل ہوتا ہے"

یاسنا ۲۸ (آیت ۹) مین کہا ہے:۔

"اے اہورا ان نعمتون کے ساتہہ ہم تمہارے غضب کو کبہی نہ بہڑکاوینگے او مزدہ اور راست اور اعلی خیال ...... تم وہ ہو جو خواہشات کے پورا کرنے اور برکت دینے مین سب سے زبردست ہو"

صفحہ ۱۴۶ Early Zaroastrianism

یہی خیال یاسنا ۵۱ (آیت ۲۰) مین بہی پایا جاتا ہے جو حسب ذیل ہے:۔

"تم اپنی برکتین ہمکو دوگے۔ تم سب ایک مرضی مین ایک ہو جن کے ساتہہ سچا اچہا خیال راستبازی و مزدہ ایک ہین وعدہ کے مطابق اپنی مدد دیتے ہو جب تمہاری عبادت تعظیم کے ساتہہ کیجائے"

پارسی مت مین یہ بہی تعلیم ہے کہ اُسکے پہلے بہی سچے مذاہب تہے جو قابل پرستش تہے۔

یاسنا ۱۶ (آیت ۳) مین آیا ہے (ایس۔ بی۔ ای جلد ۳۱ صفحات ۲۵۶-۲۵۵):

"اور ہم دنیا کے سابق مذاہب کی پرستش کرتے ہین جو راستبازی سکہاتے ہین"

جو اور بہی زیادہ تعجب خیز بات ہے وہ یہ ہے کہ اہورا ان کی تعداد

آٹھوان لکچر

عبادت

آج کے لکچر میں ہم عبادت کے مختلف طریقون پر جو انسانون مین مروج ہین
غور کرینگے - وہ ذیل کے اقسام کے ہین :-

(۱) دعا -
(۲) قربانی -
(۳) حج -
(۴) تصور -
(۵) پاکیزگی -
(۶) تپشیا یا ریاضت -

ان مین سے ہم ہرایک پر علیحدہ علیحدہ بچار کرینگے تاکہ انکا اصل مطلب معلوم ہو
ہم سب سے پہلے دعا پر غور کرینگے جسکی مراد عوام کے عقیدہ کے مطابق کسی
خدا یا دیوتا سے بخشیشون اور نعمتون کے حصول کے لیئے ملتجی ہونا ہے - یہ
ظاہر ہے کہ کائنات قدرت مین کہین کوئی دعا کا محکمہ نہین ہو سکتا ہے - حال
کی جنگ یورپ کے دلخراش واقعات اس امر کو پورے طور سے
ثابت کرتے ہین کہ بہوکے مصیبت زدہ وشکستہ دل انسانون کے رونے
چلانے کا سننے والا کوئی نہ تہا - ہر فرقہ کے لوگون نے جنکے مذاہب مین دعا مانگنا
سکہایا گیا ہے روز انہ برسون دعائین مانگین - مگر بے سود - اور آج بہی
ہم اس جنگ سے پیدا ہونے والی خوفناک خرابیون سے پریشان ہین -

"میں تم سے سچ سچ کہتا ہون کہ جو شخص مجھپر ایمان رکھتا ہے
یہ کام جو مین کرتا ہون وہ بھی کریگا بلکہ اِنسے بھی بڑے کام وہ کریگا
کیونکہ مین اپنے باپ کے پاس جاتا ہون" یوحنا کی انجیل
باب ۱۴-آیت ۱۲)۔

روزہ اور دعا سے روحانی قوّت بڑھتی ہے جیسا یسوع نے اپنے شاگردون کو
اونکا اپنی ناکامیابی کا سبب دریافت کرنے پر جب وہ ایک ناپاک روح کو نکالنے
مین ناکامیاب ہوئے تھے تبایا۔

"یہ قسم دعا اور روزہ کے سوا کسی اور طرح نہین نکل سکتی"
(مرقس کی انجیل باب ۹ آیت ۲۹)۔

لیکن ان متفرّق مضامین مین سب سے زیادہ پرمعنی وہ ہے جو عیسٰی کی معجزہ
کرنیکی قوّت اور اس کے وطن کے تعلّق مین مرقس کی انجیل کے چھٹے باب کی
پانچوین و چھٹی آیات مین درج ہے:۔

"اور وہ کوئی معجزہ وہان نہ دکھا سکا سوا اسکے کہ تھوڑے سے
بیمارون پر ہاتھ رکھکر انہین اچھّا کردیا۔
اور اُسنے اُنکی بداعتقادی پر تعجب کیا"

بیمارون کو اچھا کرتے وقت یسوع اونسے ضرور پوچھ لیا کرتا تھا کہ آیا اونکو
اعتقاد ہے یا نہین اور اچھا کرنے کے بعد اونکو ہمیشہ یہ تبادیا کرتا تھا کہ اونکے
اعتقاد ہی نے اونکو اچھا کیا ہے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ معجزے و
کرامات کا ایک قانون یا قاعدہ ہے جو معجزہ کرنے والے کی ذات یا اسکے
مرتبہ سے کوئی تعلق نہین رکھتا ہے۔ یہ بلاشک کبھی کبھی ہوجاتا ہے کہ ہم جس چیز کے
لیئے دعا مانگتے ہین وہ حاصل ہوجاتی ہے لیکن یہ انسانون کے کسی خاص گروہ

دل مین جگہ نہ دی "

پہر بہی کہا ہے (دیکہو حوالہ سابق باب ۱۵-آیت ۲۹) :-

"خداوند بدون سے دور ہے پر وہ راستبازون کی دعا سنتا ہے"

بدآدمی کی آنکہین باہر خواہشات اور شہوتون کی دنیا کی طرف لگی ہوئی ہین جبکہ حیات کی اقلیم اندر کی طرف واقع ہے - برعکس اسکے راستباز آدمی راستی فعل کا کرنے والا ہے اور راستی کا فعل پرماتما کی مرضی ہے یعنے وہ فعل ہے جو حیات کو پسندیدہ ہے - اسلئے خداوند بدکردار سے دور ہے اور راستباز کی دعا کو سنتا ہے - پہر وہ شخص جو حیات سے دعا مانگے اوس کے لیئے ضروری ہے کہ وہ صحیح اعتقاد رکہتا ہو جیسے اوسکو حیات کے پرماتما ہونے کا یقین ہو کیونکہ یہ کہا گیا ہے (دیکہو کتاب امثال باب ۲۸-آیت ۹) :-

"وہ جو اپنے کان کو پہیر لیتا ہے کہ شریعت کو نہ سنے اسکی دعا بہی نفرت انگیز ہوگی "

دعا مانگنے والے کو ہنسا (جانداروں کے مارنے یا ایذا پہونچانے) سے پاک ہونا چاہیئے کیونکہ انجیل مین لکہا ہے (دیکہو یسعیاہ نبی کی کتاب باب ۱ آیت ۱۵)

"جب تم اپنے ہاتہہ پہیلاؤ گے تو مین اپنی آنکہین بند کر لونگا ہان جب تم دعا پہ دعا مانگوگے تو مین نہ سنونگا - تمہارے ہاتہہ تو لہو سے بہرے ہین "

سچا اعتقاد سچا علم وسچا عمل تب دعا کے لیئے ضروری ہین اور لوگونکا دعا مانگنا بیسود ہے

تیسرا امر یہ ہے کہ دعا مین کیا مانگے - اسکا قریب قریب جواب دوسرے امر کے سلسلہ مین دیدیا گیا - کوئی چیز شریعت (دہرم) کے خلاف نہ ہونی چاہیئے اور نہ سچے اعتقاد کی مخالف - سچے اعتقاد والون کو صرف اپنے

بادشاہت کے آنیکی امید اور ایک نئی ترتیب کی آرزو جس مین حیات کی مرضی کا زمین پر اسی طرح ہونا مفہوم ہے جیسے کہ وہ آسمان پر ہوتی ہے (۳) روزانہ پیٹ بہرنے کے لیئے روٹی کی خواہش یعنے دراصل ذاتی دولت واملاک کا دل سے ترک کرنا (۴) گناہون سے توبہ اور (۵) آئیندہ کے لیئے گناہون کا خوف اور بدی سے رہائی کی تمنا۔

یسوع کی بتائی ہوئی دعا کا ایسا مطلب ہے۔ لیکن یہ تو محض جین سامایک کا فوٹو ہے جسکو پرماتما مہابیر نے روزانہ دہیان کے لیئے قریب دو ہزار چھ سو برس ہوئے اپنے سامعین کو سکہایا تہا۔ سامایک کے انگ (اعضاء) بموجب جین شاسترون کے حسب ذیل ہین۔

(۱) گذشتہ گناہون کا پچہتاوا۔

(۲) آئیندہ گناہون سے بچنے کا مصمم ارادہ۔

(۳) ذاتی رغبتون ونفرتون کا تیاگ۔

(۴) ترتہنکرون کی جو ہمارے لیئے کمالیت کا آدرش (نمونہ) ہین بلحاظ انکی الٰہی صفات کے ثناء۔

(۵) کسی مخصوص ترتہنکر کی حمد جسکا جیون چارتر ہمارے جیون کو پوتر بنانے کا ذریعہ ہے کیونکہ وہ خود گنہگاری کی حالت سے پرماتماپن کے اعلیٰ ترین رتبہ کو پہونچا ہے۔

(۶) جسم سے من کو ہٹانا اور اوسکو روح مین لگانا۔

ان مین سے پہلے دو انگ تو گناہ کو کاٹنے والے ہین۔ تیسرا طبیعت سے جذبہ وجوش کو دور کرتا ہے جو ہمارا دل کے اوپر اس خیال کو نقش کرتا ہے کہ آتما ہی پرماتما ہے اور بلندی کے اوس اعلیٰ سکہر کو ظاہر کرتا ہے جہان

تیری شان بہت بڑی ہے۔
سوائے تیرے کوئی معبود نہین ہے۔
مین اللہ کی بارگاہ مین شیطان ملعون سے پناہ مانگتا ہون۔
(شروع) اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان اور رحیم ہے۔
تعریف اللہ ہی کو زیبا ہے جو تمام جہان کا رب نہایت
مہربان اور بڑا رحم والا۔
مالک ہے روز جزا کا۔
یا اللہ تیری ہی ہم عبادت کرتے ہین اور تجھہ ہی سے مدد چاہتے ہین۔
دکہا ہمکو سیدہا راستہ۔ اون لوگون کا راستہ جنپر تونے فضل فرمایا ہے۔
جو نہ وہ ہین جنپر تو غصہ ہوا ہے اور نہ بہکنے والے ہین۔ آمین۔
کہدو کہ وہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اوس
سے کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ اور نہ کوئی
اوسکے برابر ہے۔
اللہ بڑا ہے۔ مین اپنے اعلیٰ رب کی پاکی کی ثنا کرتا ہون
مین اپنے اعلیٰ رب کی پاکی کی ثنا کرتا ہون۔ مین اپنے اعلیٰ
رب کی پاکی کی ثنا کرتا ہون۔
اللہ اوس کو سنتا ہے جو اسکی تعریف کرتا
ہے۔
اے میرے خدا تعریف تیرے لئے ہے۔ اللہ بڑا ہے۔
مین اپنے اعلیٰ رب کی پاکی کی ثنا کرتا ہون۔
مین اپنے اعلیٰ رب کی پاکی کی ثنا کرتا ہون۔ مین اپنے اعلیٰ
رب کی پاکی کی ثنا کرتا ہون۔ اللہ بڑا ہے۔

میں حمد کی رو سے تسبیح پڑھتا ہوں۔ اللہ بڑا ہے۔ میں
اپنے عظمت والے رب کی پاکی کی ثنا کرتا ہوں۔ میں اپنے اعلیٰ رب کی
پاکی کی ثنا کرتا ہوں۔ میں اپنے اعلیٰ رب کی پاکی کی ثنا کرتا ہوں
" میں اللہ اپنے رب کی معافی چاہتا ہوں۔ میں اس کے سامنے
توبہ کرتا ہوں۔" اللہ بڑا ہے۔

تمام عبادت زبان کی اللہ کے لیے ہیں اور نیز تمام عبادت جسم کی اللہ
کے لیے ہے۔ اور عبادات بھی۔

" اللہ کی سلامتی تجھ پر ہو یا رسول اللہ اور اللہ کی رحمت اور برکت
تجھ پر ہو۔

سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔

" میں شہادت دیتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں ہے سوائے اللہ کے۔
یا اللہ تیرے لیے تعریف ہو۔ اور تو بڑا ہے۔

" یا اللہ ہمارے رب ہمکو اس زندگی کی بھلائیں اور حیات بعد کی
کی برکتیں عطا کر۔

ہمکو دوزخ کے عذاب سے بچا۔

" اللہ کی سلامتی اور رحمت تیرے ساتھ ہو۔"

——— (دیکھو ہیوز صاحب کی ڈکشنری آف اسلام)

بیان کی شہادت۔ توبہ۔ بدی کا ثبوت۔ اور ان ترشدوں کے قدموں پر چلنے کی
خواہش میں بہ نیت مہربان ہوتی ہے اور جو غلطی نہیں کرتے ہیں۔ نیت کی
وجہ سے یہ اسلام عمل۔ تقسیم کی زبان جسم کا خدا کی حمد اور دولت کا
خیرات میں استعمال کرنا کہا ہے جاتے ہیں۔

بدھ مت کی دعا بھی اسی طور پر ایک قسم کے اظہار اور ایک قسم کے اندرونی احساس کا مرکب ہے جس میں اظہار اعتقاد کا ہے اور احساس مقصد اور سرگرمی کا ہے - اعتقاد کے اظہار کے لحاظ سے بدھ مت کی دعا میں بدھ کی بندگی اوسکے سچے مارگ اور سنگ کی تعظیم زیادہ تر عبادت اور عظمت دینے کی طور پر ہوتی ہے جو عقائد ایمان کو بھی ساتھ ہی ساتھ ظاہر کرتی ہے - اور مقصد اصلی کے احساس کے معنی میں وہ اخلاقی کمزوریوں کے دور کرنیکے لیئے کوشش کے مصمم ارادہ یا عہد کی شکل کو اختیار کرتی ہے (دیکھو ای - آر - ای جلد ۱۰ - صفحہ ۱۶۷) -

اس کے مقابلہ میں ہندو گایئتری ایک بجد سادہ چیز ہے: -

"ہم دہیان کرتے ہیں اوس آسمانی زندہ کرنے والے (سورج) کے جلال پر - وہ ہماری سمجھ کو کہولے"

یہ دعا سورج سے روشنی اور علم کے لیئے مانگی جاتی ہے - اور سورج کی عبادت کا مفہوم اپنی ہی آتما (روح) کی عبادت کا ہے کیونکہ میترایُن اُپنشد میں ایسا لکھا ہے کہ

"سورج بیرونی آتما ہے اور پران (حیات) اندرونی آتما ہے - ایک کے کام کی دوسرے کے کام سے مطابقت مانی گئی ہے - اس لیئے سورج پر مثل اوم (ओम्) کے بچار کر اور اوسکو آتما سے منسوب کر" (پی - ایچ - بی جلد ا صفحہ ۴۷۳) -

پارسیون کی دعا کا ذکر پہلے لکچر میں آچکا ہے - اوسکا ترجمہ حسب ذیل ہے:

"چونکہ اہو (آسمانی رب) کا انتخاب ہونا ہے - اس لیئے رتو (دنیاوی مرشد) ہر طرح کی قانونی لیاقت سے

۱۲- جسکی یاد سب ساد ہون کے گروکرتے ہین جسکی بھگتی سب راجہ مہاراجہ کیا کرتے ہین - وید پوران اور شاستر جس کے گن گایا کرتے ہین وہ دیون کا دیو میری دل مین باس کرے
۱۳- جس کا سوبہاو گیان اور سکھہ ہے - جو دنیا کے سب دوشون سے دور ہے - جو سمادہی مین جانا جاتا ہے اور جو پرماتما کہلاتا ہے ایسا دیون کا دیو میری دل مین باس کرے!
۱۴- جو دنیا کے سب دکہون کو دور کرتا ہے - جو سب باطنی احوال کو جانتا ہے اور جس کو یوگی تپسوی دیکہہ سکتے ہین ایسا دیون کا دیو میرے دل مین باس کرے - !
۱۵- جسنے مکتی کا مارگ دکھلایا ہے - جو جنم مرن سے جو گناہ سے ہوتے ہین آزاد ہے - جو تینون لوکون کو دیکہتا ہے اور جو بے جسم اور بے عیب ہے ایسا دیون کا دیو میری دلین باس کرے - !
۱۶- جس مین رغبت و نفرت وغیرہ نہین ہین جن مین سب مجسم ہستیان پہنسی ہوئی ہین جس کے گیان کا اندازہ نہین ہو سکتا ہے اور جو بغیر اندریون کے ہے - ایسا دیون کا دیو میرے دل مین باس کرے - !
۱۷- جو تمام جیون فائدہ کا کارن ہونیکے باعث سب جگہ موجود ہے - جو کامل ہے ہمہ دان ہے - جس نے سب کرمون کو ناش کر ڈالا ہے اور جس کا دہیان کرنے سے سب آفات ٹل جاتے ہین - ایسا دیون کا دیو میرے دل مین باس کرے - !
۱۸- مین اوس پرم دیو کی پناہ لیتا ہون جسکو کرمون کا میل کسی طور سے چہو نہین سکتا ہے جیسے تاریکی کا جہنڈ آفتاب کو نہین چہو سکتا ہے - جو بے عیب ہے امر ہے اور ایک ہے اور انیک ہے!
۱۹- مین اوس پرم دیو کی پناہ لیتا ہون جو اپنی آتما مین قائم ہوا گیان کا پرکاش کرتا ہے اور عالم کو اسطور پر روشن کرتا ہے کہ آفتاب نہین کر سکتا - !
۲۰- مین اوس پرم دیو کی پناہ لیتا ہون جسکے دیکھنے سے سارا اسنسار صاف طور پر دکہائی

اپنے تئین علیحدہ اور پرماتما کے دہیان مین لین جان -!

۳۰- انسان جو کچہہ نیک و بد کام اپنے گذشتہ جنم مین کرتا ہے اوسکا پہل اس جنم مین پاتا ہے - اگر یہ مانا جائے کہ اس جنم مین یہ سب کسی دوسرے کا دیا ہوا ہے تو بلا شک اپنے کئیے ہوئے کرم بے اثر ٹہیرتے -!

۳۱- "اپنے کرمون کے علاوہ اور کوئی کسی کو کچہہ نہین دیتا ہے" اس کا نشچے من سو بچیار کر اور اس خیال کو چہوڑ دے کہ کوئی اور دینے والا ہے -!

۳۲- جو لوگ پرماتما کا سدا دہیان کرتے ہین جسکی بندگی امت گنی کرتا ہے - جو ہر چیز سے علیحدہ ہے اور جو پورے طور سے حمد کا مستحق ہے وہ اوس اعلیٰ خوشی کو حاصل کرتے ہین جو نجات مین ملتی ہے -!

اب مین قربانی کے مسئلہ کی طرف متوجہ ہوتا ہون جو اب بہی بہت سے مذاہب مین رائج ہے - اس موقع پر اتنا وقت میرے پاس نہین ہے کہ مین اس بے دردی کی رسم کی ابتدا کا پتہ لگاؤن لیکن ہم یہ بات دیکہینگے کہ یہ اُن مسائل مین سے ہے جنکے سمجہنے مین انسانون نے سخت غلطی کہائی ہے - اس امر پر زیادہ تقریر کرنیکی ضرورت نہین اونہین لوگون کی مقدس کتب کے چند حوالہ جو قربانی کرتے ہین غلط فہمی کے دور کرنے کے لیے کافی ہونگے -

پرانے عہدنامہ انجیل کی ذیل کی آیات قربانی کے احکام کی تعبیر مین بڑی مدد دیتی ہین -

(۱) "کیا خداوند سوختنی قربانیون اور ذبیحون سے خوش ہوتا ہے یا اس سے کہ اوس کا حکم مانا جاوے - دیکہو کہ حکم ماننا قربانی چڑہانے اور شنوا ہونا مینڈہون کی چربی سے بہتر ہے" (۱ سیموئیل - باب ۱۵ آیت ۲۲) -

"وو جب تم اپنے ہاتھہ پہیلاؤگے تو مین تم سے اپنی آنکہین چہپاؤنگا۔ ہان جب تم دعائین مانگوگے تو مین نہ سنونگا۔ تمہارے ہاتھہ لہو سے بہرے ہوے ہین"

—— یسعیاہ نبی۔ باب ۱۔ آیات ۱۵۔۱۱) ۔

(۵م "وہ جو بیل کو ذبح کرتا ہے ایسا ہے جیسے اُسنے ایک آدمی کو مارڈالا۔ اور وہ جو ایک برّہ قربان کرتا ہے ایسا ہے جیسے اسنے ایک کُتے کی گردن کاٹ ڈالی ہو۔ جو قربانی چڑہاتا ہے ایسا ہے جیسے کوئی سور کا خون چڑہایا ہو۔ وہ جو لوبان جلاتا ہے ایسا ہے جیسے اُسنے ایک بُت کو مبارک کہا ہو۔ ہان اونہون نے اپنی اپنی راہین چُن لین ہین اور اونکے دل اونکی نفرت آمیز بداعمالیون مین مسرور ہین"

—— یسعیاہ نبی۔ باب ۶۶۔ آیت ۳) ۔

(۶م "مین نے رحم کی خواہش کی تہی نہ قربانی کی۔ اور خداشناسی کا طالب ہوا تہا بہ نسبت سوختنی قربانیون کے۔"

—— (ہوسیا نبی باب ۶۔ آیت ۶) ۔

(۷م "کس فایدہ کے لیے سبا سے لوبان اور ایک دور ملک سے خوشبودار اوکہہ میرے لیے آتے ہین۔ تمہاری سوختنی قربانیان مجہے پسند نہین ہین اور تمہارے ذبیحے خوش نہین آتے"

—— (یرمیاہ نبی۔ باب ۶۔ آیت ۲۰) ۔

(۸م "وے میرے ہدیون کی قربانیون کے لیے گوشت چڑہاتے ہین اور کہاتے ہین۔ خداوند اونکو قبول نہین کرتا۔ اب وہ اونکی برائی یاد کریگا اور اونکے گناہون کی اونکو سزا دیگا۔ وے مصر [قید] کو پہر جاوینگے"

—— ہوسیاہ نبی۔ باب ۸۔ آیت ۱۳) ۔

زیادہ خوش ہوگا"

(زبور ۶۹ - آیات ۳۱ - ۳۰) -

(۱۳) "خدا کے (اصلی) ذبیحے غرور کی شکستگی ہین اے خدا تو ایک خاکسار اور تایب دل کو نفرت کی نظر سے نہین دیکھیگا"

(زبور ۵۱ - آیت ۱۷) -

(۱۴) "مین کیا لیکر خداوند کے حضور مین آؤن اور خدا تعالی کے آگے کیونکر سجدہ کرون - کیا سوختنی قربانیون اور ایک سالہ بچھڑون کو لیکر اوسکے آگے آؤن -

" کیا خداوند ہزارون مینڈھون سے یا تیل کے دس ہزار دریاؤن سے خوش ہوگا - کیا مین اپنے پہلوٹھے لڑکے کو اپنے گناہ کے عیوض اپنے جسم کے پھل کو اپنی روح کے گناہ کے کفارہ مین دیدون -

" اے انسان اوسنے تجھے وہ دکہلایا ہے جو کچھ کہ بھلا ہے اور خداوند تجھ سے اور کیا چاہتا ہے سوائے اسکے کہ تو انصاف کرے اور رحمدلی سے الفت رکھے اور اپنے خدا کے ساتھہ فروتنی سے چلے"

مائیکاہ نبی - باب ۶ - آیات ۶ تا ۸) -

یہ خود انجیل مقدس کے پرانے عہد نامہ کی آیات ہین اور انکے پڑھنے کے بعد من مین اس امر کا شبہہ نہین رہتا ہے کہ قربانی کے احکام کے بارہ مین شاسترون کے لفظی معنی لگانے مین سخت غلطی سرزد ہوئی ہے - کیونکہ یہ احکام کبھی لفظی مفہوم مین نہین لکھے گئے تھے نئے عہد نامہ مین اس بدقسمت غلطی کو رفع کیا گیا ہے "مین رحم کا طالب ہون نہ کہ قربانی کا" (دیکھو متی کی انجیل باب ۹ - آیت ۱۳) - یہ نئی انجیل کا پیغام الفت ہے پارسیون کے مذہب مین بھی گوشت کے ہدیئے ممنوع ہین - شایست لاشایست

(دیکھو باب ۱۰ - آیت ۹) میں کہا ہے کہ

" ایسے ہی لوگ ہوئے جنہوں نے صداقت کا ذکر کیا ہے اور

ایسے ہی کہ جنہوں نے گوشت کی قربانیوں کا - جس کسی نے صداقت کا

ذکر کیا ہے وہ ایسا ہے کہ جیسے خوب کیا ہے اور جس کسی نے گوشت کی

قربانیوں کا ذکر کیا ہے وہ ایسا ہے جس نے ہر بات قابل تعریف

نہیں کہی ہے "

———— (ایس - بی - ای - جلد ۵ - صفحہ ۳۳۸ - ۳۳۷)

اسی کتاب میں یہ بھی کہا ہے (دیکھو باب ۱ - آیت - ۳۴ - اور ایس - بی -

ای - جلد ۵ - صفحہ ۳۴۲) -

" قاعدہ یہ ہے کہ گوشت کے اوپر جبکہ اوس میں سے بدبو یا سڑاند

نہیں نکل رہی ہو دعا نہیں مانگی جاتی ہے "

جب ہم اسلام کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو اس میں شبہہ نہیں معلوم ہوتا ہے کہ

محمد قربانی کے مسئلہ کی حقیقت سے واقف تھا مگر وہ اپنی قوم لوگوں کے غضب

کو نہیں بھڑکانا چاہتا تھا - اس لیے اوس نے قربانی کے مسئلہ کے اصلی مفہوم کو کتابوں میں

چھاپنے پر قناعت کی اور اس طور سے علانیہ اوسکے خلاف نہیں کہا جیسا کہ انجیل کے

نئے عہدنامہ میں کہا گیا ہے - قرآن شریف کے بائیسویں باب میں لکھا ہے کہ

" اونٹوں کی قربانی جسے تمہارے لیے تمہاری اطاعت کی نشانی

بنائی ہے .... - اون کا گوشت خدا کو قبول نہیں ہے

اور نہ اونکا خون - بلکہ تمہاری نیکی اسکو قبول ہے "

زبان کے لیے اس سے زیادہ صاف اور پرزور ہونا ناممکن ہے - لیکن افسوس

ہے کہ اہل عرب کے اوپر اس کا کچھ اثر نہ ہوا - اور جیسے کہ انجیل کے پرانے

عہدنامہ کے پیغمبر ونکا کلام یہودیون کے دلون پر موثر نہین ہوا تا ایسے ہی حضرت محمد کا
کلام عربون کے دلون کو نہ بدل سکا۔ انسان اپنی جہالت میں بہی انو کہا ہی ہے۔ وہ خیال
کرتا ہے کہ پاک سے پاک ذات بہی ذبح کئے گئے جانورون کا گوشت کہانے اور اونکا
خون پینے کا خواہشمند ہے۔ اسلام کے گاؤ کشی کے مسئلہ کا تذکرہ ہم آگے کرینگے ہندو مت
مین بہی بلدان کے احکام کی ویسی ہی گوڈھ تعبیر ملتی ہے جیسے اور مذاہب مین پائی گئی ہر تحتا کی
چند حوالہ غور طلب ہین۔

(۱) "بلدان کرنے والا ہی قربانی کا جانور ہے۔ خود بلدان چڑہانے
والے کو بلدان سورگ پہونچاتا ہے" (دیکھو تیتریہ برہمن ۳-۲-۱۲ کھ)

(۲) "بلدان چڑہانے والا ہی جانور ہے" (دیکھو شتپتہ برہمن ۱۱-۱-۸)

(۳) "بالآخر جانور خود بلدان چڑہانے والا ہے" (دیکھو تیتریہ برہمن ۲-۲-۸)

(۴) "بلدان چڑہانے والا فی الواقع خود بلدان کا جانور ہے" (حوالہ
سابق ۱-۲۸)۔

ہندو مذہب کی خفیہ زبان مین

"دس اندریان بلدان چڑہانے والے ہین۔ اونکے لذات قربانی
کی اشیاء ہین اور اونکے لذات کا جلا ڈالنا قربانی کرنا ہے۔

دس اندریان یا دیوتا دس قسم کی آگ ہین۔ چیت (من) بلدان
کی کرچھی ہے اور روحانی علم وہ دولت ہے جو قربانی کے
کام مین صرف کیجاوے۔۔۔۔۔ تمس (مادی پن) اس کا
دہوان ہے اور رجس (حرکت) اسکی راکھہ ہے۔

"جوگ کے جگ کا راز یہ ہے۔ چار قسم کے بلدان چڑہانے
والے مانے گئے ہین۔ پانچ اندریان اور من اور بدہی سات کارن

نفس کو کتے سے بہی تشبیہہ دی ہے جو سب سے زیادہ ناپاک جانور ہے۔ کیونکہ کتا ہر چیز کو خواہ وہ پاک ہو یا ناپاک کہاتا ہے اور ہر چیز مین مونہہ ڈالدیتا ہے اور نفس کی بہی ایسی ہی حالت ہے۔ درویش لوگ دنیاداروں کو انکی نفس پرستی کے باعث سگ دنیا کے لقب سے نامزد کرتے ہین۔ اس ہی نفس امارہ کو قربانی کی غرض تعلیم کی اغراض کے لیئے گائے سے تشبیہہ دی گئی ہے۔ قرآن شریف مین اس قربانی کا موقع اس طور پر بیان کیا گیا ہے۔

	"اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ حکم دیتا ہے کہ تم ایک
۱	گائے ذبح کرو تو اونہون نے جواب دیا کہ کیا تم ہمسے مذاق کرتے ہو۔
	"موسیٰ نے کہا کہ خدا کی پناہ کہ مین جاہل بن جاؤن۔
	"انہون نے کہا کہ ہماری خاطر اپنے رب سے دریافت کر کہ وہ ہمارے
۲	لیئے بیان کرے کہ وہ کیا (شے) ہے۔
۳	"موسیٰ نے کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے جو نہ بوڑہی ہے نہ بچہیا ہے۔ ان دونون مین بیچ کی عمر کی ہے۔ پس کرو تم جس کا تم کو حکم دیا جاتا ہے۔
	"اُنہون نے کہا کہ تو اپنے رب سے ہمارے لیئے دریافت کر کہ وہ
۴	بیان کرے کہ اوسکا رنگ کیسا ہے۔
	"موسیٰ نے کہا کہ وہ فرماتا ہے کہ
۵	"اوسکا رنگ سرخ (لفظی معنی مین زرد) ہے بہت گہرا سرخ ہے۔ دیکہنے والے کو اُس کا رنگ بہلا لگتا ہے۔
۶	"وہ بولے کہ دریافت کرو ہماری خاطر اپنے رب سے کہ وہ ہمارے لیئے بیان کرے کہ وہ کیا (شے) ہے کیونکہ گائین ہمارے لیئے سب ایکسان ہین اور ہم اگر خدا نے چاہا تو

مگر اس مخول بازی پر نہ تو خدا اور نہ موسیٰ ہی ناخوش ہوتے ہیں۔ موسیٰ مخول نہیں کرتا ہے۔
خدا کی پناہ۔ کیا یہ معاملہ مذاق کا ہے!

(۲) یہودی لوگ اب پوچھتے ہین کہ وہ کیا (شئے) ہے یہ سوال خود ہی بہت پر معنی ہے
گائے کی قربانی سے تمہارا کیا مطلب ہے۔ خدا تو جانداروں کا نگہبان ہے اور تم
کہتے ہو کہ وہ قربانی کا طالب ہے۔ اگر یہ مذاق نہین تو اور کیا ہے۔

(۳) وہ ایک گائے ہے جو نہ بڈہی ہے نہ جوان ہے بلکہ دونوں کے درمیان کی عمر کی ہے!

(۴) یہودی لوگ پہر پوچھتے ہین ہمکو اوس کا رنگ بتاؤ!

(۵) سُرخ (زرد) خوب گہرا سرخ جو دیکھنے والے کو بہلا معلوم ہوتا ہے۔ موسے
جواب دیتا ہے۔

(۶) پہر بہی یہودی پوچھتے ہین کہ وہ کیا ہے۔ ہمارے لیئے گائین سب برابر ہین!

(۷) وہ گائے مقصود ہے جو زمین جوتنے یا کہیت کے سینچنے مین نہین لگائی گئی ہو۔
جو صحیح سالم و بے عیب ہو۔ موسیٰ کا جواب ہے۔

(۸) انجام کار اب لوگون کا اطمینان ہوتا ہے۔ اب تمکو ٹہیک پتہ لگا۔ موسیٰ امتحان
مین پاس ہوتا ہے۔!

(۹) اب گائے کی قربانی ہوتی ہے تاہم لوگ اوسکے نہ کرنے کے قریب (برابر) ہین۔

(۱۰) موسیٰ کے زمانہ کے "وے" اب "تم" اور "تم تے" سے بدل جاتے ہین!

(۱۱) تمنے ایک شخص (لفظی معنی مین نفس یا روح) کو مار ڈالا۔ اور آپس مین بحث
مباحثہ کیا (کہ آیا وہ سب وہم و گمان ہی تو نہ تہا یعنے روح کوئی واقعی چیز بہی ہے کہ
جس کو کوئی مار سے)۔

(۱۲) اب مردہ جسم سے ذبیحہ چہوایا جاتا ہے۔

(۱۳) مردہ زندہ ہوتا ہے۔!!!

[illegible] ہے۔
[illegible]

میں خیال کرتا ہوں کہ رنگ کا ذکر کئے بغیر اس سے زیادہ زور کے ساتھ اصل مطلب
بیان نہیں ہو سکتا ہے۔ اس کا مطلب صاف ہے۔ جیسے پاک دیکھنے کے لئے آنکھیں اور
سننے کے لئے [illegible] ہے۔ وہ گائے جو نہ بوڑھی ہے نہ بچھیا جو زمین جوتتی
اور کھیت سینچنے کے لئے استعمال نہیں ہوتی ہے۔ یہ صحیح سالم ہے اور بے عیب ہے۔ یہ خوب
گہرے سرخ رنگ کی ہے جو دیکھنے والے کو بھلی معلوم ہوتی ہے وہ نفس امارہ ہے
جسکی ہستی باہر آتا ہے جسم کے نہایت سرخ خون اور اس سے بنے ہوئے گوشت
سے وابستہ ہے۔ اس کا رنگ دیکھنے والے کو بھلا لگتا ہے کیونکہ کوئی رنگ ایک
زندہ جسم کے چمکتے ہوئے رنگ سے زیادہ خوشگوار نہیں ہو سکتا ہے۔ یہ خیال
ایک چینی مجذوب کی کتاب میں بہت عمدگی کے ساتھ دکھایا گیا ہے جس کے حوالہ
میں قناعت کرتا ہوں۔

"چینگ تی نے کہا کہ ایک دفعہ جب میں چو کو ایک کام پر بھیجا گیا تھا
تو میں نے چند سؤر کے بچوں کو دیکھا کہ اپنی مردہ ماں کا دودھ پی رہے
تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد انہوں نے جلدی جلدی ادھر ادھر دیکھا
اور اسکو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ انہوں نے اس بات کو محسوس کیا کہ
وہ انکو نہیں دیکھتی ہے اور انکی مانند اب نہیں ہے۔ جس چیز کو
وہ اپنی ماں میں محبت کرتے تھے وہ اسکی جسمانی شکل نہ تھی بلکہ وہ
چیز تھی جس نے اس شکل کو زندگی بخشی تھی۔"

——— (دیکھو ایس۔ بی۔ ای۔ جلد ۳۹ صفحہ ۲۳۲)۔

رنگ کے بارہ میں اتنا کہنا اور مناسب سمجھتا ہوں کہ دراصل اوس عربی لفظ

جو قرآن شریف مین استعمال ہوا ہے ترجمہ زرد ہے مگر چونکہ کوئی گائے زرد رنگ کی نہین ہوتی اور بہت گہرے زرد رنگ کی تو یقیناً نہین ہوتی اس لیئے اوسکے لفظی معنی سے کوئی فرق تعبیر مین نہین ہوتا ہے - کیونکہ ایسی صورت مین گائے مطلوبہ کا زرد رنگ قرآن شریف کے مفہوم سے گائے کی قوم کو صاف طور سے نکال ڈالتا ہے - شرح کے معنی مین (دیکھو سیل صاحب کی قرآن صفحہ ۹ عبارت نوٹ زیر صفحہ[1]) اُس کی تعبیر بیان پہلے ہی کیجا چکی ہے قتل کے الزام کا مطلب کہ جب تم نے ایک آدمی کو مارا (لفظی معنی مین ایک روح کو مارا) اسطور پر ہے کہ اصلی پُورُش یا جیو کا گلا ظاہری پُورُش یعنی مادہ پرستون کی باہر آتما نے گھونٹا ہے جو حیات کو مادہ کا نتیجہ یا اثر اور اپنے کو مادّی جسم ہی مانتے ہین - اونہون نے گویا روح کو مار ڈالا ہے اور پہر اوسکی بابت بحث مباحثہ کرتے ہین کہ آیا وہ کوئی شئے ہے یا نہین - آیا وہ مادہ کی بنی ہوئی تو نہین ہے وغیرہ وغیرہ - خدا (حیات) اب تم کو ایک تعجب خیز معجزہ دکہاتا ہے - وہ فرماتا ہے کہ ذرہ اوس چیز کو جس کو تم مردہ سمجھے ہو ذبیحہ سے چھوا تو دو - ایسا کیا جاتا ہے - اور لو دیکھو ذبیحہ کے چہوتے ہی ایک زندہ نور بہڑک کر اوٹہتا ہے اور اپنے قاتل باہر آتما کو نامزد کرتا ہے نفس امارہ کی قربانی کا ایسا عجیب وغریب اثر ہے - جون ہی روح اوس سے چھو جاتی ہے دون ہی وہ جی اوٹہتی ہے - یہ طریقہ ہے جس سے مردے جی اوٹہتے ہین - شاید کہ تم سمجھو - !

شاید اس سرخ بچھیا کی قربانی کی کل روایت خالی از لطف نہ ہو گی - سیل صاحب کے ترجمہ مین (دیکھو سیل صاحب کا انگریزی ترجمہ قرآن شریف صفحہ ۹) وہ اس طور پر دی ہوئی ہے -

"ایک خاص شخص نے اپنی وفات پر اپنے لڑکے کو جو اوسوقت بچہ تہا

---

[1] ای - آر - ای (جلد ۱۱ صفحہ ۳۶) مین بہی ایسا لکہا ہے کہ :-

"گائے کا لال رنگ خون کے رنگ کی طرف اشارہ کرتا ہے"

اور ایک بچھیا چھوڑ گیا اوسکے بلوغ تک [illegible] کرنے تک بچھیا بن میں چھوڑی گئی
جب وہ [illegible] بڑا ہوا تو اوسکی ماں نے اوس کو بتایا کہ وہ
بچھیا اوسکی [illegible] ہے اور اوسکو ہدایت کی وہ اوس کو بازار میں
[illegible] مہر [illegible] کے عوض بیچنا ہوسکے۔ جب وہ نوجوان اپنی بچھیا کو
لیکر بازار میں گیا تو اوسکو انسانی شکل میں ایک فرشتہ ملا اور اوسنے
اوسکی بچھیا کے تین مہر طلائی دام لگائے۔ لیکن اوس نوجوان نے
اس قیمت پر بغیر اپنی ماں کی اجازت کے بیچنے سے انکار کیا۔ پھر اجازت
ملنے پر وہ بازار کو واپس گیا اور فرشتہ سے ملا۔ لیکن اب فرشتہ نے
پہلے سے دو چند قیمت لگائی بشرطیکہ وہ اپنی ماں سے اوسکا ذکر نہ کرے
لیکن اوس نوجوان نے اس طرح پر معاملہ کرنے سے انکار کیا اور اپنی
ماں کو اس مزید قیمت کا حال بتایا۔ اوس عورت نے یہ خیال کرکے
کہ یہ شخص کوئی فرشتہ ہے اپنے لڑکے کو پھر اوسکے پاس بھیجا تاکہ اوس
سے دریافت کیا جاوے کہ اوس بچھیا کا کیا کرنا چاہیے۔ اسپر اوس
فرشتہ نے اوس نوجوان کو بتایا کہ کچھ عرصہ کے بعد اوسکو بنی اسرائیل
مونہہ مانگے دام دیکر خرید لینگے۔ اور ایسکے بہت ہی تھوڑے عرصہ
کے بعد ایسا ہوا کہ ایک اسرائیلی از نام عامیل اپنے ایک رشتہ دار کے
ہاتھ سے مارا گیا اور اوسنے حقیقت کو چھپانے کے لیے جسم کو اوس
مقام سے جہاں واقع ہوا تھا ایک بہت دور دراز مقام پر پٹک دیا
مقتول کے دوستون نے پہلے اور لوگون پر موسیٰ کے روبرو قتل کا
الزام لگایا۔
" لیکن انکے انکار کرنے پر اور اونکو جھٹلانے کے لیے شہادت کے

نہ ہونے پر خدا نے حکم دیا کہ خاص علامتون والی ایک گائے
ذبح کیجائے - لیکن سوائے یتیم کی گائے کے اور کسی گائے مین وہ
علامتین نہین پائی گیین اور لوگون کو اوسکو اتنی اشرفیان دیکر جتنی
اوسکی کھال مین آسکیین خریدنا پڑا - بعض کا قول ہے کہ اسکے برابر
تول کر سونا دیا گیا اور بعض ایسا کہتے ہین کہ اوس سے دس گنے دام
دیئے گئے - اوس گائے کی اونہون نے قربانی کی اور خدا کے حکم سے
مردہ کو اُس کے ایک عضو سے چہوایا جبکہ وہ جی اوٹھا - اور اوسنے
اپنے مارنے والے کا نام بتایا - اسکے بعد وہ پہر فوراً مردہ ہوکر گر پڑا"

یہ حکایت گائے کی قربانی کی ہے جو سیل صاحب کی رائے مین اوس سُرخ بچہیا کی
روائیت سے لی گئی ہے جسکے جلانے کا یہودیون کی شریعت مین حکم تہا اور جسکی راکہہ اون
لوگون کی پاکیزگی کے لیئے رکہی جاتی تہی جو کسی مردہ نعش کو چہو لیتے تھے یا اوس بچہیا کی روائت
سے لی گئی ہے جو ایک لاپتہ قتل کے لیئے ذبح کی گئی تہی (دیکہو سیل صاحب کی قرآن
صفحہ ۹) مغربی مصنفونکا عام خیال انجیل اور قرآن کے اختلاف کے بارہ مین یہ ہے کہ
محمد کو یہودیون کی تاریخ اور روایات سے بہت کم واقفیت تہی اور یہ کہ قرآن مین
یہودیون کے مذہب کے بغیر سمجہے ہوئے عقائد رد و بدل کر کے بہر دے گئے ہین -
بے شک یہ بات سچ ہے کہ قرآن ایک نئی یا نو ایجاد کتاب نہین ہے اور اوسکے
مضامین کا بیشتر حصہ پہلے کے مذاہب سے لیا گیا ہے جیسا کہ ٹسڈیل صاحب
نے بخوبی ثابت کر دیا ہے - لیکن قرآن شریف نے اس بات کو کبھی نہین چہپایا
بلکہ علانیہ کہا کہ

"ہر زمانہ مین ایک مقدس کتاب ہوئی ہے" [باب ۱۳] ....

"قرآن ایک نو ایجاد کہانی نہین ہے بلکہ اپنے سے پیشتر کے

ناپاک روح خالص روح کا پسر اور نفس امارّہ کا مالک ہے۔ یہان فرزندی کا مسئلہ پھر نئی شکل مین چھپکر آیا ہے۔ محمدؐ کے پہلے انجیل کے نئے عہد نامہ مین اسکا ذکر آیا ہے اور اس سے بھی پہلے ہوسیا نبی نے کہا تھا:-

"تم زندہ خدا کے فرزند ہو" (دیکھو ہوسیا باب ۱- آیت ۱۰)-

اور ہوسیا کے دماغ مین خدا کی فرزندی کے بارہ مین کسی قسم کی خام خیالیان نہ تھین کیونکہ اوسکے کلام مین یہ بھی آیا ہے کہ

"تاہم مین خداوند تیرا خدا مصر کی زمین سے ہون- اور تو سوائے میرے کسی دوسرے خدا کو نہ جانیگا- کیونکہ سوا میرے اور کوئی رہبر نہین ہے" (ہوسیا باب ۱۳- آیت ۴)-

ہندو مت مین بھی یہ آیا ہے کہ سوتری دیبی نے اندر (حیات) کو سراپ دیا تھا کہ اسکا شہر اور مقام چھین جائیگا اور وہ زنجیرون سے باندھا جائیگا- اسکی ترمیم گائیتری دیبی نے کی تھی اور کہا تھا کہ اندر کو اوسکا فرزند چھڑائیگا- پس یہ ظاہر ہے کہ خدا کی فرزندی کا مسئلہ یسوع سے شروع نہین ہوا جسنے اپنے کو یوحنا کی انجیل کے آٹھوین باب کی چالیسوین آیت مین صاف طور سے انسان کہا ہے- لوقا (دیکھو باب ۳- آیت ۲۳) ہمکو بتاتا ہے:-

"اور یسوع خود تیسوین سال مین پہونچا جو کہ یوسف ابن ہیلی کا لڑکا تھا (جیسا کہ خیال کیا جاتا تھا)"

اس آیت مین بریکیٹس ([illegible]) میرے نہین ہین بلکہ خود آیت ہی مین پائے جاتے ہین- جو کچھ گڑبڑ یا نافہمی اس مسئلہ کے متعلق آج کل لوگون کے خیال مین پائی جاتی ہے وہ سب نے واد (नयवाद = لحاظ نسبتی) کی عدم واقفیت کا نتیجہ ہے- جسم کے لحاظ سے تو انسان ایک خاص شخص کا لڑکا ہے

ادائیگی نہ کرے گی نہ اونکے لیئے کوئی سفارش سنی جائیگی - نہ معاوضہ لیا جاوے گا - نہ اونکی مدد کیجاوے گی " (سورۂ بقر)

اور جین مت مین سنساری جیو کی بیکسی ایک خاص مضمون بچار کرنیکے لیئے قائم کیا گیا ہے جو اسطرح پر ہے -

" اس جیو کو اسکی مصیبتون سے کوئی نہین چھڑا سکتا ہے - اسکو تنہا ہی سب دکھہ درد برداشت کرنا پڑتا ہے - یار لوگ - عزیز و اقارب بیوی اور بچے تکلیف اور بیماری کو روک نہین سکتے ہین - دہرم ہی بیکسون کا مددگار ہے " (دیکھو دی پریکٹیکل پاتھہ صفحہ ۵۳) -

اسی محافظ کے نہ ہونیکی حالت کی یتیمی سے تشبیہہ دی گئی ہے - مان سے مراد عقل سے ہے جو ابتدا مین نفس کی قیمت کا بہت کم اندازہ کرتی ہے - بازار دہ بازار دنیا ہے جہان پر انسان اپنا " مال " بیچنے کو لاتے ہین تاکہ ضروریات و آسائش زندگی وغیرہ کا سامان مہیا کرین - یہان پر دخیساداد اپنی روح (نفس) کو تین مہر طلائی کے عوض جنکی تشریح ابھی ذرہ دیر بعد کیجائیگی بیچنے کے لیئے لاتا ہے - انسانی شکل والا فرشتہ گذشتہ جنمون کے نیک اعمال کا ثمرہ ہے جو نیک صلاح کی صورت مین ظاہر ہوتا ہے - مان (عقل) کے مشورہ سے مراد فہم کی خوبی سے ہے جو جلدی مین کوئی کام نہین کرنا چاہتی ہے - دوگنے دام کا نہ لینا دل پر قابو ہونے کی دلیل ہے -

اسرائیلی (= خداشناس) روح (انتر آتما) ہے جو اپنے عزیز باہر آتما کے ہاتھہ سے ماری جاتی ہے - دیکھو انجیل مقدس کا یسوع کا کلام کہ جو اپنی ہستی کو پاوے گا وہ اوسکو کھووے گا اور جو اوسکو میرے نام کی خاطر کھو دیگا وہ اوسکو پاویگا (متی کی انجیل باب ۱۰ آیت ۳۹) - روح کی ہستی سے انکار کرنا اسکو قتل کرنا ہے - کیونکہ روح صرف اوسی حالت مین موت کے چنگل یعنے آواگون کے بار بار کے مرنے جینے سے خلاصی پاسکتی ہے

یہی سرخ رنگ - گہرے سرخ رنگ کا باعث ہے - موسیٰ کی پانچوین کتاب مین لکھا ہے -
(دیکھو انجیل مقدس کتاب استثناء باب ۱۲ - آیت ۱۴) کہ خون جان ہے -
خون نہ جوان ہے نہ بڈہا بلکہ بڑہاپے اور جوانی دونون مین ہوتا ہے -

ایک معمولی گائے یقیناً اوس عرصہ مین جب کہ یتیم کا باپ مرا اور وہ سن بلوغ
کو پہونچا عمر مین بڑہنے سے باز نہین رہ سکتی تہی - اور کون ایسا بے وقوف تہا جو ایک
جنگلی بے کار گائے کے جو عمر بہر صحرا مین چرتی رہی تین بہر طلائی دام لگاتا - یہ صفت
بہی کہ جو زمین جوتتے اور پانی سینچنے مین نہین لگائی گئی ہے بہت پر معنی ہے -
اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہمکو اس گائے کو اون جانورون مین نہین ڈہونڈہنا چاہئے
جو کہیتون کے جوتنے یا سینچنے مین استعمال ہوتے ہین - چونکہ یہ رواج نہین ہے کہ
گائین ہل چلانے یا کہیتون کے سینچنے مین استعمال کی جاوین اسلیئے اونکے متعلق
ایسی علامات کا نفی مین تذکرہ کرنا اس امر کو ظاہر کرتا ہے کہ اونکی قوم سے جس کے
نر واقعی اِن کامون مین استعمال کیئے جاتے ہین مطلب نہین ہے - معجزہ کے بعد
جسم کا مردہ ہو کر گر پڑنا غالباً اس امر کو ظاہر کرتا ہے کہ روح نے اپنی مدت دراز کی
قید سے آزادی پائی جبکہ جسم تو علیحدہ رہ گیا اور روح اوپر نروان مین جا پہنچی

یہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم ہے جو گائے کی قربانی کی روایت مین بہری ہوئی ہے -
لیکن بدقسمتی سے اس کا مطلب بالکل اولٹا لگایا گیا ہو - دراصل قربانی کے مسئلہ
ہی کو لوگون نے غلط سمجہا ہے جو اپنے کو بجائے فایدہ کے بے حد نقصان پہونچاتے
رہے ہین - اس بچہیا کی روائیت کے متعلق مجہے صرف اتنا اور کہنا ہے کہ اِس مین
صرف ایک ہی لفظی تصویر کی مختصر لمبائی چوڑائی کے اندر تمام مذہب و فلسفہ کا خلاصہ
بہر دیا گیا ہے اور نفس امارہ کی قیمت کا بلحاظ تینون قسم کے مقاصد کے یعنی اس
دنیا مین خوشی حاصل کرنا - مرنے پہ دوسرے جنم مین عمدہ اور خوشگوار حالتون کا پانا

انگریزی لفظ ہولی (holy) کے استخراجی معنی بھی نہایت ہی صحت کے ساتھہ اوسکے اصلی مطلب کو ظاہر کرتے ہین - یہ اینگلو سیکن ہال (hal) وقدیم جرمن اور آئیس لینڈ کی زبان کے ہیل (heil) اور گوہتک ہیلز (hails) سے لیا گیا ہے جس کا مطلب پورا (पूरा) صحیح سالم یا تندرست (باد بارہت) ہے - پس یہان یہ سوال نہین ہے کہ کسی کی عیب پوشی کیجائے یا اوسکے گناہ معاف کیئے جاوین بلکہ غیر کامل (अपूरा) کو کامل (पूरा) غیر سالم (ٹوٹے ہوئے) کو سالم اور روگی کو تندرست کرنے کا ہے - وہ صرف باہر آتما کا بلدان (قدیم ہندون کی صنعتی تحریرین پورش میدھ) سے جو ہمکو ہولی ([illegible] = पूरा) بنا سکتا ہے - جیسے جیسے بری عادات اور برے اطوار جنسے بدی کی یہ بدبخت صورت بنی ہے غارت ہوتے ہین تیسے تیسے روحانی قوت رہائی پاکر اوس شخص کی زندگی مین جو اونکو غارت کرتا ہے ظاہر ہوتی ہے اور بالآخر گناہ اور بدی کی قوتون کے پورے طور سے ناش ہو جانے پر روح جو اب ان گندگی اور غلیظ کرنے والے اسباب سے رہائی پانیکی وجہ سے پورن ([illegible]) اور کامل ([illegible]) ہوگئی ہے ساکشات پرماتما ہو جاتی ہے -

اب مین نجات کے ذرائع کی فہرست کے تیسرے ذریعہ یعنے حج کا ذکر کرون گا - کسی مقام کی جاترا یا حج اس غرض سے کیجاتی ہے کہ آتما مین روحانیت کا انش (جزو) بڑھے اور اوسکی پہل دینے کی شکتی جاتری کے من کی شانتی اور ویراگیہ پر جو دنیاوی بیوپار دگہرستی کے دائرہ کے باہر نکلنے پر اچھی طور سے حاصل ہوسکتے ہین موقوف ہے - جنید نے جو ایک مسلمان درویش گذرا ہے ایک حاجی سے گفتگو کرتے وقت حج کے فوائد کو بڑی خوبی سے ظاہر کیا ہے - وہ گفتگو

اُس وقت سے جب تم اپنے گھر سے سفر کو چلے کیا تم کل
گناہوں کی سمت سے پھر دوسری سمت میں سفر کرتے رہے
اُسنے کہا سیدنا نہیں۔ تب تونے کچھ سفر نہیں کیا۔ کیا جب تونے
رات کو کسی منزل پر مقام کیا تو ایک منزل خدا کے راستے
پر بھی طے کی۔ اُسنے کہا نہیں۔ شیخ نے فرمایا تب تونے
منزلیں نہیں طے کیں اور لباس بدلنے کے مقام پر جب تونے
حاجی کا جامہ پہنا تو کیا اپنے پرانے لباس کے ساتھ انسانی
نا صفتوں کو بھی الگ پھینکدیا؟ "نہیں" تب تونے حاجی کا
جامہ نہیں پہنا۔ جب تم عرفات کے مقام پر کھڑے ہوئے
تو کیا تونے ایک لمحہ خدا کا دھیان کیا؟ "نہیں"۔ تب تم عرفات
میں نہیں کھڑے ہوئے۔ جب تم مزدلفہ کو گئے اور منت مانی
تب کیا تونے اپنی خواہشات نفسانی کو ترک کیا؟ "نہیں"
تب تم مزدلفہ کو نہیں گئے۔ جب تونے کعبہ کا طواف کیا تب کیا
تونے خدا کے نورانی جمال کا پاک مقام پر مشاہدہ کیا؟ "نہیں"
تب تونے کعبہ کا طواف نہیں کیا۔ جب تم صفا اور مروہ کے
درمیان دوڑے تو کیا تونے پاکیزگی (صفا) اور نیکی (مروت)
کو اپنی ذات پر نمایاں کیا؟ "نہیں" تب تم دوڑے بھی نہیں
جب تم منا کو پہنچے تو کیا تمہاری سب خواہشات (منا) تجھ سے
علیحدہ ہوگئیں؟ "نہیں" تب تونے ابھی تک منا نہیں دیکھا ہے
جب تم قربانی کی جگہ پہنچے اور قربانی کی تب کیا تونے دنیاوی

لذات کی قربانی کی؟ "نہین" "تب تمنے قربانی ہی نہین کی۔
جب تمنے کنکریان پہینکی تو کیا تمنے اپنے نفسانی خیالات کو اپنے
من سے دور پہینکدیا؟" "نہین" "تب تمنے ابہی تک کنکریان نہین
پہینکی ہین اور ابہی تک تمنے حج نہین کیا ہے"!

بلا شبہہ سب سے عمدہ مقام جاترا کا وہ ہوسکتا ہے کہ جہان کے تعلقات من کو پاکیزگی اور عالی حوصلگی کی طرف راغب کرنے مین سب سے زیادہ موثر ہون یعنے وہ مقام جو تہ تہنکر بہگوانون کے تپ یاد ہرم اپدیش وغیرہ کی وجہ سے مشہور و قابل تعظیم ہوگئے ہین۔ وہان پر راستبازون کو اعتقاد و ویراگیہ اور ٹین کی ترقی کے لئیے جانا چاہیئے۔ ایسے مقامات پر جانے سے جہان انسان کے بنائے ہوئے دیبی دیوتاؤن کا تسلط ہو کوئی فائدہ نہین ہے۔

اب مین دہیان کے بارہ مین کچہہ کہونگا جس سے مراد من کو دنیا کیطرف سے موڑ کر آتما مین لگانے سے ہے۔ اصلی مقصد یہ نہین ہے کہ من کو ہمیشہ فلسفہ کی قیل وقال مین مصروف رکہا جاوے بلکہ یہ ہے کہ آتما اپنی ہستی کے راز کو حیات کی حرکات مین سا انکشاف محسوس کرے۔ اس لئیے یہ ضروری ہے کہ اس اسرار والی ہستی کی ہر یک حرکت ہر یک جنبش اور ہر یک تحریک کو ہم مشاہدہ مین لاوین اور اسکو پورے طور سے سمجہین۔ لیکن من کے ساتہہ یہ دقت لگی ہوئی ہے کہ اگر اوسکو موقع ملجاوے تو یہ اور سب چیزون کو مخاطب ہوگا مگر روح کو نہین۔ اور جب ہم ارادہ کرکے اسکو تہوڑا بہت قابو مین لاتے ہین تب ہی یہ موقع پاتے ہی فوراً بہاگ جاتا ہے۔ ذرہ سی جسمانی تکلیف یا نفسانی تحریک ہوئی کہ من بیقابو ہوا اور توجہ کو لے بہاگا۔ اسلئیے جذبات اور خواہشات کی بیخ کنی اور جسمانی شہو تون کا نمارتتا کرنا دہیان کے قیام کے لئیے نہایت ضروری ہے۔ پس نجات کے مارگ پر چلنیکے لئیے

مین شدہ ہون - مین گیان اور درشن کے گنون والا ہون - باقی تمام اشیا میری باہرین وہ میری ذات سے علیحدہ ہین - اور کرمون سے اوتپن (پیدا) ہوئی ہین - اس طرح پر ہمکو اپنی آتما کا تصور کرنا چاہیئے - تصور کے قائم ہونے پر ایک وقت ایسا آوے گا جب دہیان کرنے والا خود دہیان کی مورت مین سے ہوجاوے گا یعنے جب عارضی ذات دوامی اصلیت مین جذب ہو جاویگی - یہان پر طالب و مطلوب ایک ہوجاتے ہین - بھگت خود اپنا اشٹ دیو بن جاتا ہے (دیکھو آتم دھرم صفحات ۲۹ - ۲۷) - مطلب یہ ہے کہ اصلیت اور آدرش کی ایکتا ہوجاتی ہے یعنے شدہ آتم دربیہ (جوہر روح) پرماتما کی مورتی کے سانچہ پڑکر ویسا ہی ہوجاتا ہے - صاف الفاظ مین جیوآتما اب پرماتما ہوجاتا ہے - اس ہی کو انجیل مقدس کی زبان مین حیات مین داخل ہونا کہا ہے اور اس مین زندگی اور خوشی کی اتنی افراط ہوتی ہے کہ جنہون نے اسکو ایک لمحہ بھر کے لیئے بہی محسوس کیا ہے وہ اس سے ہمیشہ کے لیئے مستغنی ہوگئے ہین -

یہ بیان مختصر طور سے دہیان کا ہے جو پرماتما پن کے حصول کا ایک ہی ذریعہ ہے - باقی دو ذریعہ نجات یعنے پاکیزگی اور تپ کا تذکرہ ان لکچرون مین کافی طور سے اس سے پہلے ہوچکا ہے - لیکن یہ یاد رکہنا چاہیئے کہ پاکیزگی اور تپ کا اصلی مطلب کلیتاً اندرونی ناپاکی کے دور کرنے سے ہے نہ کہ بیرونی نعش (جسم) کے دہونے یا طرح طرح کے آسن لگانے سے - آسن لگانا فاقہ کشی وغیرہ سب بلاشبہ روحانی ترقی کے لیئے ضروری امور ہین - لیکن یہ سب خالص تصور کے لیئے مددگار ذرائعہ ہین جو فی الواقع موکش کا اصلی سبب ہے - کیونکہ بغیر من بچن اور کاے (جسم) کے قابو مین لانے کے تصور کا قیام ناممکن ہے - لیکن جہان تصور ہی نہین ہے وہان جسم کو ایذا اور روح کو تکلیف دینے سے کیا فایدہ - نہ تو راج یوگ (صرف من کے ذریعۂ دہیان کرنا) اور نہ ہٹ یوگ (بعض جسمانی تپشیا) ہی اس لیئے سود مند ہو سکتے ہین - اور نہ صرف گیان یوگ (حصول علم الٰہی)

نوان لکچر

نتائج وخلاصہ

ہماری محنت اب ختم ہونے کو ہے۔ یہہ آخری لکچر ہے جو مجھے آپ کے سامنے دینا ہے۔ ہمنے دیکھا ہے کہ مذہب عوام کے خیال سے کسقدر مختلف ثابت ہوا ہے اور یہہ بہی کہ وہ کیسے ایک ہی تعلیم ایک ہی اصول ایک ہی عقیدہ ایک ہی مسئلہ مختلف ناموں اور شکلوں اور جلوں مین فی الواقع ہے۔ مذاہب ایسے مخالف جیسے ہندو مت کہ جسنے گائے کی وقعت کو مذہبی تعظیم کے درجہ تک پہونچا دیا اور اسلام جو اسکی قربانی چاہتا ہے طریقے ایسے ناموافق جیسے عیسائیون کا دہرم جو عیسیٰ کو خدا کا لڑکا ماننے پر اصرار کرتا ہے اور یہودیون اور اور لوگون کے مذاہب جو خدا کے عورت یا لڑکے کسی کا وجود ہی نہین مانتے ہین ایک ہی مورث یعنی سائینس مذہب کی اولاد آپس مین بہائی بہائی پائے گئے ہین گو کہ وہ اب بوجہ اپنی بیرونی پوشاک و مصنوعی چہرون کے اور نیز اپنے پارٹ کے جنکو وہ افسانہ سازی کی اسٹیج پر زمانہ قدیم سے پلے کرتے و کہیلتے رہے ہین اپنی اِس قریب کی رشتہ داری سے بے خبر ہین۔ کیونکہ خواہ اسکے برخلاف آپ کچھہ ہی کیون نہ کہین سچ امر یہہ ہے کہ مذہب کے سائینس کا سیدہانت دنیا مین اوس وقت سے پہلے جبکہ لوگ اوسکے اصولون کو افسانہ سازی کے سانچہ مین ڈہالنے بیٹھے ضرور موجود ہوگا۔ افسانہ و تمثیل اصل امر سے پہلے نہین ممکن ہو سکتے ہین۔ البتہ اصل امر افسانہ و تمثیل سے پیشتر ہوتا ہے۔ وہ انگریزی مصنف ٹامس کارلائل جو اپنی ذہانت اور باریک بینی کے لیئے مشہور ہے لکھتا ہے "یقیناً یہہ کوشش لغو ہوگی اگر ہم اوس دور دراز گذشتہ دیوی دیوتاؤن کی گڑبڑ جہالا کو جنکی تشبیہہ

مصنور تھے جو بعد کو آئے۔ وہ معمار نہ تھے اور نہ اونہون نے اپنی بنیادونکو خود کھودا
اونہون نے صرف اپنے متقدمین کے بنائے ہوئے سچائی کے محل کی زیبایش
و آرایش کرنے پر قناعت کی۔ تب وہ علمی ذخیرہ کہان مل سکتا ہے۔؟ اور فسانہ
سازون کے پیشروان کون لوگ تھے۔؟

آئیے ہم مذاہب کی قاعدہ سے ترتیب دین تاکہ اوس سے گذشتہ کا حال سمجھہ مین آوے
ذیل کی ترتیب ہمارے اون نتائج کے مطابق ہے جو ان لکچرون مین ہمنے نکالے ہین

مذہب

- معقول
  - وہ جنکا مفہوم کسی خفیہ تعبیر کا محتاج نہین ہے
    - قیاسی
    - علمی (سیسٹیمیٹک)
      - جین مت
  - وہ جو بغیر خفیہ تعبیر کے سمجھہ مین نہین آتے ہین
    - مول پیرٹ
      - ویدک دہرم
      - پارسیونکا مت
      - یہودیونکا مت
    - بعد کی شاخین
      - خفیہ معرفت
      - عیسائیونکا مذہب
      - اسلام
      - تاؤمت وغیرہ
    - لفظی تعبیر کو جدید نکلے
- غیر معقول
  - [یعنے پتہرون درختون ندیون پہاڑون بہوتون جانورون عناصر وغیرہ وغیرہ کی پرستش]

جین مت کی دقعت کا اندازہ ہمارے تیسرے لکچر کے مضمون سے جس کو ہمنے
سائنس کے نام سے نامزد کیا ہے اور جو مقابلہ کرنے کے لیئے ایک سچی کسوٹی اور

آپس میں جنگ و جدل کرانا بجائے خود غلط ثابت ہوا ہے جو ظاہر ہے۔ درحقیقت جین
مذہب ہی وہ دھرم ہے جو ان اور سب مذاہب کو ایک دوسرے سے باہم ملا کر
سازگار کر سکتے ہیں۔ جو آپس کا مذہب جس کو اتحاد المخالفین کے نام سے میں نے اخذ کیا
ہے کسی دوسرے دھرم میں ممکن نہیں ہے۔ اور یہ اس وجہ سے نہیں ہے کہ اور
مذاہب میں صد ہا ان کے قائم ہونے کے لیے جگہ نہیں ہے۔ نہ اس وجہ سے ہے
کہ وہ سب کے سب ایک دوسرے سے بغض و حسد رکھتے ہیں نہ اس وجہ سے کہ ان کی
خواہش آپس میں لڑتے جھگڑتے رہنے کی ہے بلکہ اس وجہ سے ہے کہ وہ سب
ایکانت واد کے ماننے والے ہیں جو انیکانت واد کا ہمیشہ کا دشمن جانی ہے
ان دونوں مخالفین کا فرق اس طور پر ہے کہ جب کہ وہ لوگ جو جین مت کے مرید نہیں
ہیں اپنے مت کی سچائی اور دوسرے مذہب کی قطعی و کلی تکذیب پر اصرار کرتے
ہیں جینی مت کا پیرو جو انیکانت کا قائل ہے اپنے کو اس امر کی تلاش میں مصروف
کرتا ہے کہ دیکھیں مخالف کی رائے کس پہلو سے ٹھیک تو نہیں بیٹھتی ہے۔ آپ کے
سامنے ان لکچروں میں جین مت کی تفتیش کا خلاصہ موجود ہے۔ مجھے یہ کہنے
کی ضرورت نہیں ہے کہ اس سے کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ تمام مذاہب کا جین
سدھانت کے اصولوں پر خوش کن اتفاق ہے گویا ہر قدیم مذہب اس جین دھرم کو
سدھانت کی تعلیم کرنے میں دوسروں پر سبقت لیجانا چاہتا ہے۔ مجھے یقین ہے
کہ نہالی یہ امر کی دوسروں کے پہلو خیال کے سمجھنے میں پیش آنے والی دقتوں کا
کافی علاج ہے۔ اور ہمارے ذاتی اطمینان کے بارہ میں بھی ہمارے لیے
صداقت کی آزمائش کی (۱) سائنس (۲) منطق اور (۳) معتبر شہادت کے
متفق ہونے میں ملتی ہے اور جیسا کہ دوسرے لکچر میں کہا گیا ہے جس امر
پر ان تینوں کا اتفاق ہو جاتا ہے وہاں شبہ و بحث کے لیے قطعی گنجائش نہیں

رہتی ہے - یہان پر ہمارے سامنے (۱) سیدھ بھگوانون یعنی تہ تھنکر ون کا بتایا ہوا ستیہ دھرم ہے جنہون نے خود اوس پر چلکر پرماتما پن کو پراپت کیا - [یہہ پرماتماؤن کی شہادت ہوئی] -
(۲) اس ستیہ دھرم کی پوری تائید مشاہدہ و تجربہ قدرت سے ہوتی ہے [یہہ سائنس ہوا]
(۳) عقل کا بھی پورا پورا اتفاق پوری جہان بین کے بعد پرماتماؤن کے کلام سے ہے [یہہ منطق ہوا] - اور
(۴) سب سے بڑی بات واقعی تائید جو سب قدیم مذاہب بلا کسی استثنا کے ستیہ کے سید ہانت کی کرتے ہین جس سے نہایت ہی صاف طور سے سابق مین تمام بنی نوع انسان کا دہرم کی سچائی اور اوسکی علمی منفعت کا شاہد ہونا ظاہر ہوتا ہے - اب رہا یہہ سوال کہ آجکل ہملوگون مین کیون ایسے ہمہ دان مرشد جو ہمارے جہگڑون کو مٹا سکین نہین ہوتے ہین - اس کا جواب یہ ہے کہ آجکل کے دن بہت برے دن ہین اور آئندہ ان سے بھی برے دن آنیوالے ہین - اس زمانہ کے لوگ تپشیا کی قابلیت نہین رکھتے ہین - اور ہمہ دانی بڑی کٹھن تپشیا کے بغیر حاصل نہین ہو سکتی ہے - چونکہ آجکل اصلی تپسوی نہین ہو سکتے ہین اسلئے آجکل ہمہ دان مرشد بھی نہین ہو سکتے ہین - یہہ زمانہ جس مین سے ہم گذر رہے ہین دراصل بڑا ناقص ہے - ہمارے حصہ دنیا مین سے آجکل کوئی شخص موکش نہین حاصل کر سکتا ہے - اس سے بھی برا وقت آگے آنیوالا ہے - اس کل برے وقت کی تعداد ۴۲۰۰۰ سال کی ہے جس مین سے ۲۵۰۰ برس کے قریب گذر چکے ہین - اس زمانہ کے بارہ مین یہہ پیشین گوئی ہے کہ اس مین کوئی شخص دنیا کے اوس حصہ مین سے جس مین ہم رہتے ہین نروان حاصل نہین کر سکیگا - اس پیشین گوئی کا خفیہ حوالہ انجیل مقدس کے نئے عہد نامہ مین بھی آیا ہے جہان پر کہا گیا ہے کہ

...... جیسا سائنس میں بیان ہوا پھر جیسے جیسے زمانہ گذرا اور جیسا
زمین پر ہلاکت خیز ثابت ہوا .... (دیکھو تاناکی تمثیل باب ۳ آیت ۲۴)

ساڑھے تین سال کے ۱۲۶۰ دن ہوتے ہیں جنکو ایک ہزار سال ماننے پر سب ۱۲۶۰ سال ہوتے ہیں۔ اس کا مفہوم خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو لیکن یہ ظاہر ہے کہ گذشتہ ہزار یا کچھ برسوں میں انسانوں کی حالت امور ذیل کے بارہ میں بہت خراب ہو گئی ہے۔

(۱) مذہب کے بارہ میں تو قریب قریب بالکل ہی معدوم ہو گیا ہے اور جسکی جگہ روح سے منکر مادہ پرستی کا فلسفہ یا انسانوں کے بنائے ہوئے لکھے ہوئے شاستروں کے دیوی دیوتاؤں کی جاہلانہ عبادت قائم ہو گئی ہے۔

(۲) راستبازی کے بارہ میں جو روز بروز کم ہوتی جاتی ہے اور جسکے بجائے چھل دغا انسانوں میں بڑھتے جاتے ہیں۔

(۳) طاقت اور آسودگی کے بارہ میں جو مرض کے بڑھنے سے نہایت تیز رفتاری کے ساتھ روانہ ہوتی جاتی ہیں۔

(۴) عقل کے بارہ میں جسکے سب سے زیادہ مشہور و معروف نمونے حال ہی میں یہ ماننا شروع کر لیا ہے کہ دنیا کے مذاہب کے بانی شروع قوم کے نیم وحشیانہ انسان تھے جو عمرانی تہذیب کے بارہ میں محض طفل شیرخوار تھے۔

(۵) مآل کے بارہ میں جو بالآخر اس خیال سے اپنے دل کو تسکین دیتا ہے کہ قبر میں ہی تمام راحت کا دائمی انجام ملیگا اور روح کوئی چیز ہی نہیں ہے جسکی آئندہ کی بہبودی کے لئے کوئی شخص اپنے کو پریشان کرے۔

(۶) جسمانی طاقت کے بارہ میں جو بعض بعض مقامات پر نمایاں طور سے بہت کم ہو گئی ہے اور جو فاقہ کشی وباؤں اور رات دن کی لڑائیوں کی وجہ سے اور بھی

کم ہوگی - اور

(۷) سن کی شانتی کے بارہ مین جو بغیر مذہب کے قریب قریب ناممکن ہے اور جو بہرحال آجکل کی زبردست تیز رفتار تہذیب سے گھٹ گھٹ کر فنا ہو رہی ہے - یہہ نقائص ہندوستان اور بعض بعض اور ممالک مین بہت صاف طور سے دکہائی پڑتے ہین - لیکن باقی ملکون کی باری بہی آیا ہی چاہتی ہے - دکہہ اور پریشانی کی بنیاد تو یورپین مہابہارت مغرب مین رکہہ ہی چکی ہے اور بربادی کے کام کو پورا کرنے کے لیئے موڈرن تہذیب کی روش اور اوسکے مادّی پولیٹکس اور مقاصد جو کسی کو عرصہ تک آرام سے رہنے نہین دیتے ہین کافی ہین - مذہب کی ایک یہ بہی پیشین گوئی ہے کہ کہ آج سے قریب ۱۸۵۰۰ برس کے بعد آگ اس دنیا سے معدوم ہو جاوے گی اور یہہ امر پُر معنی ہے کہ کویلہ بہت جلد ختم ہو جا رہا ہے - اسکی اصلیت خواہ کچہہ ہی کیون نہ ہو مگر مین یہان پر آپ کا دل پیشین گوئیون سے بہلانے کو نہین کہڑا ہون - یہہ بُرا وقت ہے اور اس سے بہی بُرا آگے آنے والا ہے گو کہ یہہ ضروری ہے کہ وقتاً فوقتاً ہمارا نیچے کی طرف کا گرنا رُکتا رہے - یہہ ہی وجہہ ہے کہ آجکل ہمارے درمیان مین کوئی ترتہنکر نہین ہین اور نہ کچہہ عرصہ تک ہونگے - جین شاسترون کے بموجب اب آئندہ اول ترتہنکر بہگوان آج سے قریب ۸۱۵۰۰ برس کے بعد اس گہٹتی کے پہیرے کے بدلجانے پر ہونگے -

ایک ایسی دنیا مین جسکی ابتدا اور انتہا نہین ہین مذہب کی ابتدا کا خیال بے معنی ہے - جب کوئی روح ترتہنکر کے درجہ کو پہونچتا ہے تب وہ حیات (روح) کے صفات کے متعلق سچے علمی اصولون کو از سرنو لوگون کو سمجہاتا ہے اور ان علمی اصولون کا ہی نام انکی مجموعی حیثیت مین مذہب ہے - ترتہنکر بہگوان کا کلام شرتی کہلاتا ہے جسکا سمرتی (حافظہ یا حافظہ کی مدد سے حاصل کیا

تو عمر اس سے استفادہ کرتا رہتا ہے۔ آپت جن (ترشنکر جلوان کا کپن) چیزوں کی اصلی صورت کو سائنس کے طریق پر بیان کرتا ہے کہ وہ دلیل کی قیل و قال سے مبرا ہوتا ہے۔ اصلی شرتی کی جن علامات کا تذکرہ میں پہلے کر چکا ہوں وہ سب اسکے ایک واقعی سائنس ہونے کی تصدیق کرتے ہیں۔ آجکل کے لوگوں کے الہام کے ذرائع میں عجیب و غریب خیالات ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ سرشٹی رچنے (ابتداء آفرینش) سے پہلے ایک مرتبہ الہام ہوتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ ایک آسمانی شکرین ایشور کا کلام ہے۔ بعض کی رائے ہے کہ وہ قدرتی طور سے انسان کی سمجھ کے باہر ہونا چاہیے کیونکہ محدود عقل والے کی سمجھ میں غیر محدود علم والے کی بات کیسے آوے۔ لیکن یہ سب محض قیاسی باتیں ہیں۔ وی یہ حقیقت ہسٹری اور [illegible] نامی کتاب میں جس سے آپ پہلے ہی واقف ہو چکے ہیں اصلی شرتی کی علامات اس طور پر درج ہیں۔

"شرتی پرمان سنسکرت منطق کے چھ قسم کے پرمانوں میں سے مثلاً مشاہدہ .... ایک قسم کا ثبوت ہے۔ آپت یعنی کسی علمی طور سے سچے علم کے پروفیسر کی اوس علم کی تعلیم جو کہ وہ عملی طور سے واقفیت رکھتا ہے شبد (شہادت) یا شرتی پرمان کہلاتی ہے۔ آپت کی تعلیم صرف علمی تعلیم ہوتی ہے جس پر عملی تجربہ یا عمل کرنے سے عملی یقین آپت کے درجہ کا ہوتا ہے... لفظ رشی سے مراد اوس شخص سے ہے جس نے واقعی علم کو ذاتی تجربہ سے حاصل کیا ہو اور اوسکے ایسے تجربہ کا بیان پہلے اوسکے چیلے شرتی یا سننے سے حاصل کرتے ہیں اور بعد کو اوس پر عمل کر کے دیگر رشی یا پیغمبر ہو جاتے ہیں جیسے لوگ کا مرشد۔ (دیکھو جلد ۱ صفحات ۲۸ و ۲۹)

بے شک سب سے بڑا پروفیسر یا مرشد دہرم کا ترتہنکر ہی ہوتا ہے جو پرماتما پن
اور ہمہ دانی کو حاصل کرتا ہے جس سے نہ تو کوئی درجہ برتر ہے اور نہ علم زیادہ مکمل
مرشد کا کلام لوگ دور دراز تک پہونچاتے ہین اور اوسکو شاسترون کے ذریعہ
محفوظ رکھتے ہین جنکو اونکے لکھنے والے اپنی قابلیت اور مرضی کے مطابق مختلف
طریقون پر لکھتے ہین۔ موجودہ کال مین جو کچھ ہوا ہے وہ ایسا معلوم پڑتا ہے کہ شاعرونکی
ایک جماعت کلام الٰہی کی زینت مین مشغول ہوگئی اور اوسکے اوپر اونہون نے دلچسپ
افسانے تصنیف کئے۔ یہہ بہت مرغوب ہوئے اور لوگون کو ایسے پسند آئے کہ ہر فرقہ
اور ملک کے لوگون نے اعلیٰ ترین کمال حاصل کرنے کے لیئے ایک دوسرے پر سبقت
لیجانا چاہا جس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ دہرم کی اصلی تعلیم انسانی خیال اور شاعرانہ بندش کی
بافراط اولاد کے پنیچے دب گئی اور کچھ عرصہ کے بعد لوگ اوسکو بالکل بہول گئے۔
وقت کے گذرنے اور انسانی تقدیر کے انقلاب سے جابجا بت خانہ اور مندر جنمین
ان انسانی خیال سے پیدا ہوئے دیوی دیوتاؤن کی مورتین ستہاپن کی گئین بن گئے۔
جہان پر ناواقف عوام کا ہی گذر ہوا جنکو انجام کار ان انسان کے بنائے ہوئے
دیوتاؤن کی پرستش کی ترغیب دی گئی۔ پہر ناواقف عوام کی بادی آئی۔ کیونکہ ایسی
کفر پرستی کی عبادت کے انسانون کے دل مین رسوخ کر لینے سے جو پنجاریون کی آمدنی
کا ذریعہ ہوگئی تہی ایک تیز تفریق اون مین جو راز سے واقف تھے (یعنی اصل مطلب کے
سمجھنے والون مین) اور جہالت مین پڑے ہوئے عوام مین (خیالی روپکون کو واقعی
دیوتا ماننے والون مین) جو بتخانون کے پجاریون کو رزق پہونچانے والے ہی تھے
پیدا ہوگئی۔ طمع کے اثر نے ہی جسپر گرو اور چیلے کا رشتہ قائم ہوا اپنا اثر دکہلایا۔
کچھ عرصہ مین غلطی کا سرد بانت سب لوگون مین پہیل گیا جنکو حقیقت کا علم نہ تہا اور
مخالف رائے کے لیئے لوگون کے دلون مین تحمل بنہ رہا جسکے باعث۔ بڑے بڑے

بخشش ہوا ۔ وقت گذشتہ میں ہمیشہ پنڈتوں یعنی مذہبی رازدان لوگوں کی مدد
سے ہوتی تھی اور یہ امر درست ہے تاوقتیکہ یہ پنڈت اپنے رازدانی کی قوم کے سامنے
وضاحت سے بیان کرتے رہے مگر اس وقت سے مذہب اب تک تعلیم
قائم ہے اور اسکے نتیجے میں بیشمار درسگاہ و مدارس قائم ہو گئیں - یہ مختلف
ملکوں میں مختلف صورتوں سے ظاہر ہوئیں مگر مطلب سب کا ایک ہی تھا کہ حیات
یعنی فرزند یا خدا اسکے فرزند کو مردہ حالت سے زندہ کرلیا - اسیوقت تک
تو ٹھیک چلاؤں کی صاف صاف الٰہی تعلیم کے ماننے والوں اور دیوی دیوتاؤں
شاستروں کے رازدان لوگوں کا تفاوت ہی بہت بڑھ گیا تھا جس کے بڑا اسکے
پیدا ہونے کی غرض یہ تھی جنکو اپنے موکلوں کے سامنے اپنی بات کی پرکھ کبھی ضروری
نہیں سمجھتے تھے - لیکن یونہی ہوتی رہیں بالآخر شاخ درخت سے اپنے
تئیں علیحدہ سمجھنے لگی اور اب اپنے مخرج سے اپنے تعلق کو چلا چلا کر انکار کرتی
ہیں یعنی ضعیف سے ادنیٰ ہی اسکو نامنتک اور کبھی غیر مقرر اور کبھی خلاف وہم کہتی
ہیں یہ سچے بیماری کبھی پہلی مذاہب کی بنیاد ہیں وہ ہیں کہ جو یا تو بطور دلفادم
ہو گئے ہیں اور یا ایسے ہیں کہ جنسے قدیم مذاہب کی بہت ہی کم مشابہت
پائی جاتی ہے - انکی ابتداء الہام سے نہیں ہے اور انکا علم بیشتر حصہ کسی قدیم
شاستر کی غلط تعبیر سے جس سے انہوں نے اپنے کو وابستہ کرلیا ہے پیدا ہوا ہے
انکے منتشر الہی وہ حالت ہے کہ جیسے ابھی جلدی میں کتب مقدسہ کی لفظی
تعبیر کے تئیں دو زانو بیٹھے ہوئے شاستریں پڑھ کر مناظرہ میں داخل ہو گئے ہیں
اور اب تاویل کے ساتھ آزادانہ فلسفی دہریہ کی صورتوں کے بارہ میں جنکو انہوں نے
اختیار کیا اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں - بلا شبہ کہیں کہیں ہمکو انکی تقریر میں
روحانی دانشمندی کی جھلک بھی نظر آتی ہے لیکن یہ ویسا ہی موقع ہے کہ جہاں

کوئی ریفارمر قصہ کہانیون کے مقام سے جلدی بین گذرتے وقت کسی خاص دہوکہ کی صورت کی طرف معمولی طور سے ذرہ زیادہ متوجہ ہوگیا ہے -

اب مختلف مذاہب کے آپس کے تعلق پر غور کرتے وقت یون کہنا انسب معلوم ہوتا ہے کہ مذہب مثل ایک صدر کے مندر کے ہے جو ایک خوشنما شہر مین واقع ہو اور جہان دانشمندی اپنی دوام سے جاہ و جلال کے ساتہہ صدر نشین ہے - یہہ متبرک جن بانی (شرتی) سے ہوکر تہنکر سے پیدا ہوتی ہے جنکی پوجنے قابل مورتی مندر کی بیدی مین لوگون کی ہمت بڑہانے اور راستی کی طرف رہبری کرنیکے لئیے براجمان ہے - یہان پر عقل کا پرکاش (تجلی) تیز ہے کہ بہت کم لوگ اس جگہ تک بغیر چندہیا ئے کے پہونچ سکتے ہین - لیکن شہر کے مختلف مقامات سے متعدد ڈہکے ہوئے راستہ ہین جو ایک زمین دوز درگاہون کے سلسلہ کو جاتے ہین ان درگاہونکی دیوارون پر بہت سے دیوتاؤن اور انسانون کی تصویرین ایسی کاریگری کے ساتہہ کہینچی گئی ہین کہ گویا زندہ ہی ہون - اس جگہ ہر قوم کی درگاہ علیحدہ ہے یہان پر ویدک مت کی - یہودیون کی - پارسیون کی - عربون کی اور بہت سی [illegible] درگاہین ہین جنکو مختلف قومون نے بنایا تہا جن مین بعض کا تو اب نام و نشان بہی باقی نہین ہے - یہہ سب درگاہین بیدی کے نیچے کے حصہ کے ارد گرد بنی ہوئی ہین کہ جہان حق کی مورتی یعنی جن بانی دیوی صدر نشین ہے اور ان درگاہون کی دیوارون کے اوپر جو دیوی دیوتاؤن کی تصویرین بنی ہوئی ہین انکو ایسی عمدگی سے پرانے مصورون اور سنگتراشون نے دیوار کو کہود کہود بنایا ہے کہ ان مین سے ہر ایک اپنے مقام پر بالکل ٹہیک بیٹہہ جاتی ہے - اور انکی کاریگری اسقدر عمدہ اور انکے مصورون کا کمال اسقدر اعلی درجہ کا ہے کہ آپ کو وہ انسان کی بنائی ہوئی تصویرین نہین معلوم پڑتی ہین بلکہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ

ہوئے جب پہر ایک مرتبہ اس کنجی کو چند قفلون مین لگا یا گیا تہا لیکن اس امر مین
بہت شبہہ ہے کہ اسوقت سے کسی نے آج تک اس کنجی کو پایا ہو یا اس سے
کوئی قفل کہولے گئے ہون - آج وہ کنجی آپ کے ہاتہہ مین دیدی گئی ہے -
جیسا کہ آپ دیکھتے ہین وہ کنجی لوہے یا پیتل کی نہین ہے - نہ وہ کسی قیمتی دہات
کی ہی ہے لیکن وہ معرفت کی کنجی The Key of Knowledge ہے
جو خود روشن ہے اور اپنے گردنواح کی چیزون کو روشن کرتی ہے - اسکی
نورانی چمک سے وہ دروازے اور قفل جو ابدی کی حیات اور نور کی درگاہ مین
جانے سے مانع ہوتے ہین صاف نظر آجاتے ہین - یہی معرفت کی کنجی ہے کہ جسکے
گم کردینے پر یسوع مسیح نے شرع کے عالمون کو ڈانٹا تہا جیسا کہ لوقا کی انجیل مین (دیکہو باب ۱۱
آیت ۵۲) لکہا ہے:-

"اے شرع کے عالمون تم پر افسوس ہے کہ تمنے معرفت کی کنجی کو
کہو دیا ہے - تم آپ ہی داخل نہ ہوئے اور داخل ہونے والون کو
بہی تمنے روکا"

یہی وہ معرفت کی کنجی ہے جو از سر نو ساخت کرکے تمہارے ہاتہہ مین دیدی گئی
ہے اور مین امید کرتا ہون کہ اب تمکو اسکو پہر گم نہین ہونے دوگے - اور اس کے
دوبارہ ساخت ہونیکے متعلق عجیب بات یہ ہے کہ اسکو ابتدا مین Doctor of Law
(ماہران قانون یا شریعت) lawyer نے کہو یا تہا اور اب اسکو پہر ایک
(ماہر قانون یعنے بیرسٹر) نے از سر نو بنایا ہے!

مین امید کرتا ہون کہ مین نے آپ کے سامنے معابد اتحاد و اتفاق کی سچی
تصویر کہینچی ہے جیسا وہ واقعی ہے اور جیسا اوسکو ہونا چاہیئے کیونکہ مجھکو ایسی
بات کہنے سے جس سے کسی کا دل دکھے افسوس ہوگا - لیکن ہم محض سٹرکی بن کے

ہماری کبھی نہ مطمئن ہونے والی حکومت کی خواہش اور زر کی طمع ہمارے تمام مصائب اور دکھہ کے باعث ہین۔ ہم اپنے فرائض کو انجام نہین دیتے ہین۔ ہم اپنے وعدون کو ایفا نہین کرتے ہین اور اپنے عہدناموں کو جب وہ ہمارے مفید نہین ہوتے ہین پانوٴن مین روند ڈالتے ہین۔ تسپر بھی ہم قانون اور انصاف کا ہی ہمیشہ راگ گایا کرتے ہین۔ اور کبھی اپنی دھینگا دھینگی اور راستبازی کا چلّا چلّا کر اعلان کرنے سے نہین شرماتے ہین۔ بیچارہ بدقسمت اندہا انسان۔ یہہ حضرت تو اپنی نخوت سے اپنے اور اپنے پڑوسی کو ہی دہوکا دینے کا ارادہ نہین رکہتے ہین بلکہ قوانین قدرت کی بھی آنکہہ مین دہول ڈالنے والے ہین بشرطیکہ انکو ایسا کرنیکا کوئی طریقہ معلوم ہو۔ سب سے پہلی چیز جو انسان کو کرنی چاہیئے وہ یہہ ہے کہ وہ اپنے سے دیانت داری کا برتاوٴ کرے۔ چالبازی کے مسائل اور لوٹ کہسوٹ وطمع کے خیالات دل سے نکال کر حیات کے اصلی مقاصد کو اونکی جگہ قایم کرنا واجب ہے۔ کیونکہ جیسا کہ انجیل مقدس مین لکھا ہے (دیکھو متی کی انجیل باب ۱۶۔ آئیت ۲۶)۔

”اگر آدمی ساری دنیا حاصل کرے اور اپنی جان (روح) کا نقصان اٹھائے تو اوسے کیا فائدہ ہوگا۔؟“

”اپنے آپ جی اور دوسرون کو جینے دے“۔ یہہ ایک واقعی ایماندار روح کا سچّا اصول زندگی ہے جس مین بھی زور آخری حصّہ پر ہے۔ کیونکہ اگر دوسرے کی زندگی کی حفاظت کرنے مین تمہاری زندگی ختم ہو جاوے تو تمہارا صلہ دوسرے جنم مین حیات کثیر ووافر ہوگا۔ لیکن اگر کہین تم ایسے بدقسمت نکلے کہ تمنے اس دنیا مین اپنی مدّت کے دنون کو بڑہانیکی غرض سے کسی جاندار کا بلدان کر ڈالا تو تمہارے آگے سوائے دکہہ اور درد کے اور کچہہ نہین ہے۔

بتوں پر بلا میں نہیں چڑھتے ہے۔

“اگر تم جانتے ایسکے معنی جو وقت کرو کہ میں قربانی نہیں بلکہ
رحم پسند کرتا ہوں” (دیکھو متی کی انجیل باب ۱۰ آیت ۱۳)۔

اسکو پھر متی کے بارہویں باب کی ساتویں آیت میں دہرایا ہے۔

“لیکن اگر تم اسکے معنی جانتے کہ میں قربانی نہیں بلکہ رحم پسند کرتا ہوں

کیا آپ سمجھ نہیں سکتے کہ اگر جانور کا قتل کسی خدا یا دیوی دیوتا کے نام سے
بے رحمی کا فعل ہے، بیکار ہے اور رحم کا خواستگار ہوتا ہے تو کیا آپکی زبان یا ذائقہ کے
نام سے مباح ہو گا جیسا کہ ٹالسٹائے صاحب فرماتے ہیں۔

“اگر انسان کے مذہبی جذبے سچے ہیں تو اسکا پہلا پرہیزگاری کا
فعل گوشت کھانے سے پرہیز کرنا ہو گا۔ کیونکہ علاوہ اسکے کہ
اس قسم کی غذا سے غصہ وغیرہ جیسے جذبات اور بھڑکتے ہیں
اسکا استعمال صاف طور سے ایمانداری کے خلاف ہے کیونکہ
وہ قتل کرنے پر جو ایمان کسی حالت میں روا نہیں رکھتا ہے مبنی ہے
اور طمع کے باعث ہوتا ہے۔”

جو آدمی اپنے کو گوشت خوری کے بارے میں دھوکہ دیتا ہے وہ اور سب باتوں
میں بھی اپنے کو دھوکا دیتا ہے۔ جان ہر متنفس کو پیاری اور خوشگوار ہے اور جو
شخص اسکو ایک لمحہ بھر کے زبان کے ذائقہ کی خاطر غارت کرتا ہے وہ رحم
اور محبت کے دو ایسے جو ہر انسانوں کے دو اصلی صفات ہیں واقف نہیں ہو سکتا ہے
بے رحمی کے میلانات خاطر کی طبیعت میں موجود رہتے ہوئے روح اور مادہ کا
اختلاط بہ ترتیب صعود تنزل میں جاتا ہے اور روح کو دوسرے جسم میں نہایت
بھدے اور بدترین حالتوں میں کھینچ لیجاتا ہے۔ اسوقت جبکہ ہمارے پاس عقل کی

روشنی سے یہہ ممکن ہے کہ ہم اپنی اصلاح کریں لیکن اگر ہم آئیندہ جنم مین نیچے
درجہ کی جونون مین گرجائین تو یہہ ہمیشہ ہمارے لئیے ممکن نہین ہوگا -
گوشت کی عادت کے چھوٹ جانے پر ہمکو پولیٹکس کے سچے اصول بہی جان پرینگے
اور اوسوقت مین قوموں اور فرقون اور بادشاہتون کے تعلقات بہی محبت
اور رحم کے اصولون پر قایم ہوسکینگے -
یہہ جاننے قابل بات ہے کہ زندگی کے چار قسم کے مقاصد ہوتے ہین جو
(۱) دہرم یعنی مذہب -
(۲) ارتہہ یعنی دولت بہبودی وغیرہ -
(۳) کام یعنی عیش وعشرت - اور
(۴) موکش یعنی نجات
کہلاتے ہین - ان مین سے اول کے تین تو گرہست کے مقاصد ہین اور چوتہا سادہو
کا جس نے دنیا سے قطع تعلق کرلیا ہے - ان گرہست کے مقاصد کے متعلق دانشمند لوگ
قاعدہ یہہ ہے کہ کام یعنی عیش وعشرت سب سے نیچے درجہ کا مقصد ہے اور ارتہہ
یعنی حصول دولت کو اوسپر اور دہرم کو ارتہہ پر مقدم ہونا چاہیئے - کیونکہ اگر آپ
اوس قیمتی وقت کو جو حصول دولت مین صرف ہونا چاہیئے بدتمیزی کے ساتہہ شراب خوری
عیش وعشرت مین ضایع کردین تو بہت جلد آپ افلاس کو پہونچ جاوینگے - اور دہرم
کے خلاف اگر حصول دولت ہوا بہی تو وہ انجام مین باعث بربادی کا ہی ہوگا - اسلیئے
"........ تم پہلے خدا کی بادشاہت اور اسکی راستبازی کی
تلاش کرو تو یہہ سب چیزین بہی تمہین ملجائینگی" (متی کی انجیل
باب ۶ - آیت ۳۳) -
بے شک سادہو کا جسنے دنیا کو ترک کردیا ہے سوائے نجات کے اور کوئی مقصد

مین بہت غلطیان نہین پائی جاتی ہین اور جو چند پائی جاتی ہین وہ ایسی ہین کہ جنکو ایک ایسا یورپین یا امریکین محقق جسنے حقیقت کی اوس دیوی اور سرپرست مربی کو جو جن بانی یا خدا (ترتھنکر) کی دختر کہلاتی ہے پورے اعتقاد کے ساتھ سجدہ نہین کیا ہے بچا نہین سکتا ہے۔ تمثیل کے طور پر ایک مثال کافی ہوگی مسٹر پرایس کو ترتھنکر بھگوانون کے اوصاف تعداد مرتبہ اور فرایض سے واقفیت نہ تھی اور اسلیئے جب وہ اوس مقام پر پہونچے جہان مکاشفہ کے پُر اسرار ڈراما مین ۲۴ روحانی بزرگون کا تذکرہ کیا گیا ہے تو وہ اوسکے بھید کو نہ سمجھ سکے اور جلدی مین ۲۴ بزرگونکو ۲۴ پندرہواڑونکا روپک مان بیٹھے اور پھر انکا تذکرہ فوراً ہی بند کرکے بغیر ان ۲۴ پندرہواڑون کا کچھ اور مفہوم بتائے ہوئے دوسرے مضمون پر رجوع ہوگیے یہہ اونکے خیال مین نہین آیا کہ دیکھین موکش کا چوبیس پندرہواڑون سے کیا تعلق ہوسکتا ہے۔ آپ کو خیال ہے کہ یہہ چوبیس روحانی بزرگ ایک موکش کی خواہشمند آتما کے اسرار الٰہی مین پرویش کرائے جانے کے وقت چوبیس تختون پر حیات کی مسند کے اردگرد بیٹھے ہوئے ہین۔ ترتھنکر بھگوانون کے طور پر تو واقعی اونکا ایسے دربار مین اوسوقت تخت نشین ہونا بالکل مناسب ہو کیونکہ وہ سچے رہبر یا مرشد کامل ہین اور اسرار معرفت مین پرویش کرانیکے لیئے ایسے ہی مرشد کامل کی ضرورت ہوتی ہو۔ یقیناً ترتھنکر بھگوانون سے بڑھکر کوئی مرشد نہین ہوسکتا ہو کیونکہ وہ تو خود خدا ہے اور جیساکہ قرآن شریف کی ایک آیت مین جسکا حوالہ پہلے دیا جاچکا ہے لکھا ہے:۔

"خدا کا بپتسمہ! اور خدا سے بڑھکر بپتسمہ [روحانی تعلیم] دینے مین اور کون کامل ہوسکتا ہے"

مین آپکو یاد دلاتا ہون کہ یہہ مکاشفہ کا ڈراما روحانیت کا ہے (دیکھو کتاب مکاشفہ باب ۴ آیت ۴) جو حیات کے دربار مین ہوتا ہے۔ ایک موکش کے خواہشمند اور شاید ایک گرویدہ

ہمکو تیوشے ہے جو تہنکر کو علم معرفت مین ملکی تعلیم ملنے والی ہے - اور وہ اسرار جو اوسکو
سکہایا جاتا ہے جو وہ بودہ مذہب سے تعلق رکہتا ہے جو اندر اور پیچھے کیطرف لکہی ہوئی
ہے اور بیشمار سات مہرین لگی ہوئی ہین جسکا صاف طور سے مفہوم اسرار مجسم ہستی ہے
کیونکہ وہ بھید والی کتاب رحیر سیدہ کی نلی اور اوس سے تعلق رکہنے والے ناڑیون کے
سات چکرون کی تشبیہ ہے - وہ جو ایک تخت نشین درمیان مین ہے وہ حیات کا نور
خیالی اقتباس کے طور پر ہے کیونکہ اوسکی نہ کوئی پوشاک و کہانی ہے اور نہ اوسکی جسمانیت
بیان کیگئی ہے - ایسے دربار مین ایسے مجمع مین اور ایسی حالات مین آنکو ۲۴ بزرگ رہوا رد کو
۲۴ تختون پر جنکو مثل کرسی اور کر بیٹھنے کیلئے اور کوئی تخت وہان پر نہین ہین بیٹھے ہوئے خیال
کرنا ہے - اصلی تصویر ہم پہلے دیکہ چکے ہین وہ جو درمیان مین تخت پر بیٹھا ہے جسمین کہ وحدت کے درجا
شکل رہتی ہین وہ حیات ہے جو نکہ گرچہ وغیرہ حیات کی خود اختیاری حرکت کی علامات ہین
۲۴ روحانی بزرگ ۲۴ تہنکر ہین جو سچ حال مین ہوتے ہین - اونکے سفید جامہ انکی تقدس
پن کی علامت ہین جس سے وہ محض حیات سے جو خیالی اقتباس کے طور پر مانی جاوے
امتیاز کئے جا سکین اس طور پر وہ خالص نور مجسم ہین اونکے جامون کی سفیدی اونکا سبب
کرمیلوث اور مادی ناپاکی سے پاک ہونا ظاہر کرتی ہے - صاف الفاظ مین وہ اپنے ذاتی نور کا
جامہ پہنے ہوئے ہین اور اونکے تاج جنہین اس مجمع مین اور کوئی نہین پہنے ہے
اونکے اعلی ترین مرتبہ کی نشانی ہین - مجہے یقین ہے کہ آپ اس امر پر مجہسے متفق ہونگے کہ
اوس مجمع مین مفقودن یا بزرگ رہوا رد کو لیے گئے ہین گنجائش نہین ہے - جیسا پہلے کہا جاچکا ہے
مسٹر پرائس جین مت سے بالکل ناواقف تھے جو کسی حالت مین انکا قصور نہین ہے
موجودہ مصنف بہی جو پیدائشی جینی ہے سنہ ۱۹۱۳ء تک جین مت کے اصولون سے بالکل
ناواقف تہا اسکی وجہ یہ ہے کہ جین مت کی کتابین انگریزی اور ہندی مین اب حال مین چہپنے
لگی ہین اسلئے جو اشخاص انہین دونون زبانون سے واقف تھے اونکو جین مت کی کتابون کا دیکہنا نصیب

ہوئے کسی زبان مین بہی نہین چہپی ہیں مطالعہ قریب قریب ناممکن تہا - اس کمی کی بے شک جینی لوگ پورے طور سے قصوروار ہین - چونکہ دوسرے مذاہب مین تیرتہنکرون کا تذکرہ صرف خفیہ خوانون کے طور پہ آیا ہے اور چونکہ اونکی سوانح عمری صرف جین مت ہی مین پائی جاتی ہین اسلیئے اسمین کوئی تعجب کی بات نہین ہے اگر دور دراز امریکہ کے براعظم کا ایک متلاشی جینیون کی خاموشی کیوجہ سے دہوکہ مین پڑ جاوے - ہم سب بہی ویسی ہی غلطیان کر سکتے ہین اور پہر متہو وجی (دیوی دیوتاؤنکی افسانونکے روپ مین اصول مذہب کو پیش کرنا) وہ علم نہین ہے کہ جسکو تقویت یا ترقی دیجاوے گو کہ اُسکے افسانونکے مطالب کو ڈہونڈ ہنا اسوقت نہایت ضروری ہے تاکہ مختلف مذاہب کا اتحاد و اتفاق ہو - اوس شخص کیلئے جو موکش کا طالب ہے سائنس کا راستہ ہی بتلایا گیا ہے اسکے لیئے اِن دیوی دیوتاؤنکی افسانون سے مناسب فاصلہ پہ ہی رہنا مناسب ہے تاکہ وہ اونکی ٹیڑہی گلیون پیچیدہ راستون اور نیم روشن بہول بہلیون مین نہ پہنس جائے - قصہ مختصر یہ ہے کہ متہو وجی کو محقق کی نگاہ سے ٹہہنا دوا ہے مگر بہگتی کی نگاہ سے کبہی نہین - اور محقق کی کامیابی کیلیئے حیات کی سائنس کی واقفیت جسکے مختلف اصول تہیر کی مورتیونکی طور پر دنیا کی شکستہ بت خانون مین پڑے ملتے ہین اتنی ہی ضروری ہے جتنی ہمدردی اس صانع مصوّر کی خیال سے ہے جسکا ہاتہ ان صورتون کو عالم نیستی سے ہستی مین لایا -

اور اب میں موجودہ زمانہ کے اوس خیال کیطرف متوجہ ہونگا جسکے بموجب انسان نیچے کے جانورون مین سے ترقی کرکے بنا ہے اور اُسنے آہستہ آہستہ نیم وحشی پن کی حالت سے عقل اور مذہب کو حاصل کیا ہے - اِسکے متعلق مجہے صرف اتنا ہی کہنا ہے کہ آپنے خود دیکہا ہے کہ کہانتک پہلے لوگ اونسے زیادہ عقلمند ہین جنکے نیم وحشی پن کی سادگی کی وقت بیوقت کہلی اڑانیکا فیشن آجکل کے عالم لوگون میں مروج ہے - آپ خود ہی اس امر کا فیصلہ کیجیئے کہ آپ حقیقت سے واقف نکلے یا زمانہ سلف لوگ - اور اگر آپ اس نتیجہ کو نکالین کہ زمانہ سلف کے لوگونکی لیاقت اور قابلیت کے بارہ مین آپکو

محض وحشیانہ ابتداء کی معلوم ہوتی ہین لیکن یہہ ممکن ہے کہ وہ کسی علامتی اصل کی بدبخت نقول ہون۔ ساتھہ ہی مین یہہ بالکل ٹھیک ہے کہ وحشی پن بھی کم از کم اتنا ہی پرانا ہے جتنا کہ علم معرفت۔ اور قربانی کی رسوم کو خفیہ رموز معرفت کے معنی پہنانا ہی وحشیون اور جاہلون کو انسان بنانیکی کوشش کا حوالہ دیتا ہے کیونکہ انسان اور جانورونکی قربانیون والی روایتون کا مصنف ہرگز سچے دیندار یا نباتات کے کہانے والے انسان نہین ہوسکتے تھے جنکے پاکیزہ جذبات اور رحمدلی کے خیالات گوشت اور خون کا اس طور پر ذکر کرنیکے کبھی روادار نہین ہوسکتے تھے۔ ہندو دھرم کی ابتداء و ترقی کا حال پر بلکل پاتھہ کے ضمیمہ مین دکھلایا گیا ہے اور غالباً دیگر مذاہب کی تفتیش بھی اسی طریقہ پر کرنی پڑیگی۔ تاہم ہر مذہب کو اسکے خاص واقعات کے لحاظ سے دیکھنا ہوگا کیونکہ کوئی ایسے امٹ و ہر جگہہ کارآمد ہونیوالے قاعدے نہین قایم کیے جاسکتے ہین جو بلا امتیاز ہر جگہہ کام مین لائے جاسکین۔ مین سمجھتا ہون کہ میرے یہہ چند الفاظ اس مضمون پر کافی ہونگے۔

اب مین مذہب کا خلاصہ جسکو ہم چند گذشتہ ہفتون سے سمجھہ رہے ہین ایک جملہ مین آپکے سامنے پیش کرونگا۔ یہہ جملہ کوئی نیا نہین ہے گو کہ شاید آپ مین سے بعض اس سے ناواقف ہون۔ کیونکہ یہ خلاصہ میرا نہین ہے بلکہ کہا جاتا ہے کہ خود حیات کا ہے جسکو اوسنے بہت عرصہ گذرا ایک موقع پر فرمایا تھا:۔

"مین آج کے دن آسمان اور زمین کو تمہارے اوپر گواہ لاتا ہون کہ مینے زندگی اور موت اور برکت اور لعنت تمہارے سامنے رکھی ہین پس تم زندگی کو پسند کرو تاکہ تو اور تیری اولاد دونون زندہ رہین" (کتاب استثنا انجیل مقدس باب ۳۰ - آیت ۱۹)۔

دوسرے الفاظ مین "حیات خدا ہے اور وہ مین ہی ہون" یہہ مذہب کا واحد ورد (پہچان) ہے اور آپ یقیناً گمراہ نہین ہونگے اگر آپ ہر طرح سے اپنی ہی حیات مین اپنا

(۳)

رہے سدا ست سنگ اونہین کا دہیان اونہین کا نتیہ رہے
اون ہی جیسی چرؔیا ہین یہہ چت سدا انورکت رہے
نہین ستاؤن کسی جیو کو جھوٹ کبہی نہین کہا کرون
پر دہنؔ دنیا پر نہ بہاؤن سنتوشامرت پیا کرون

(۴)

آہنکار کا بہاو نہ رکہون نہین کسی پر کرودؔھ کرون
دیکہہ دوسرون کی بڑہتی کو کبہی نہ اِیرشا بہاو دہرون
رہے بہاونا ایسی میری سرل سیتؔیہ بیوہار کرون
بنے جہانتک اِس جیون مین اورون کا اُپکار کرون

(۵)

میترؔی بہاو جگت مین میرا سب جیوون سے نیتہ رہے
دِین دکہی جیوون پر میرے اُرؔ سے کرونا سروؔت بہے
دُرجنؔ کرور کو مارگ رتون پر کشوبہؔ نہین مجہہ کو آوے
سامیہ بہاو رکہون مین اون پر ایسی پرؔنتی ہوجاوے

(۶)

گُنی جنونؔ کو دیکہہ ہردے مین میرے پریم اُومڑ آوے
بنے جہانتک اون کی سیوا کرکے یہہ من سُکہہ پاوے

لے وضع چال چلن ۲ے راگی زنگا ہوا لین ۳ے دوسرے کی دولت اور استری پر ۴ے غصہ ۵ے خیال حرص ۶ے چہل کپٹ سے مبرّا اور سچا ۷ے دوستانہ ۸ے دل سے ۹ے چشمۂ رحم دیا کا سوت ۱۰ے دشمنو ظالمون سنگدلون اور اون شخاص جو کہ بد رستون پر لگے ہوے ہین ۱۱ے جذبۂ جوش ۱۲ے رجحان طبیعت ۱۳ے گُنوان پورشون کو

اپنی بھیتی بنیا ہے نہین جگ مین درشتی سے پر ہوا کرے
دھرم نشٹھ ہوکر راجا بھی نیائے پر جا کا کیا کرے
ردگ مری دُر بھکش نہ پھیلے پرجا شانتی سے جیا کرے
پرم اہنسا دھرم جگت مین پھیل سرد ہت کیا کرے

(۱۱)

پھیلے پریم پرسپر جگ مین موہ دور پر رہا کرے
اپریہ کٹک کٹھور سبد نہین کوئی مکھ سے کہا کرے
بن کر سب ویر ہردے سے دیش اُنتی رت رہا کرین
دستو سروپ وچار خوشی سے سب دُکھ سنکٹ سہا کرین
تتھا استو

اوم

شانتی۔شانتی شانتی!

۱؎ آفات ارضی وسماوی ۲؎ بارش ۳؎ دہرم پر قائم ہو کر ۴؎ قحط ۵؎ سب کا ہت کلیان ۶؎ باہم آپس مین ۷؎ پیارے نہ معلوم ہونے والے کڑوے سخت الفاظ ۸؎ ملکی ترقی مین مشغول ۹؎ پدارتہون کے سروپ واون کے خواص پر غور کر کے ۱۰؎ جیسی بہاؤنا ہے ویسا ہی ہو۔

کتبہٗ حشمت علی معکوس نویس لکھنوی

ناجنوری ۱۹۲۲ء باہتمام محمد مصطفی علی خان پرنٹر مرقع عالم پریس ہردوئی مین بار اول طبع ہوئی۔